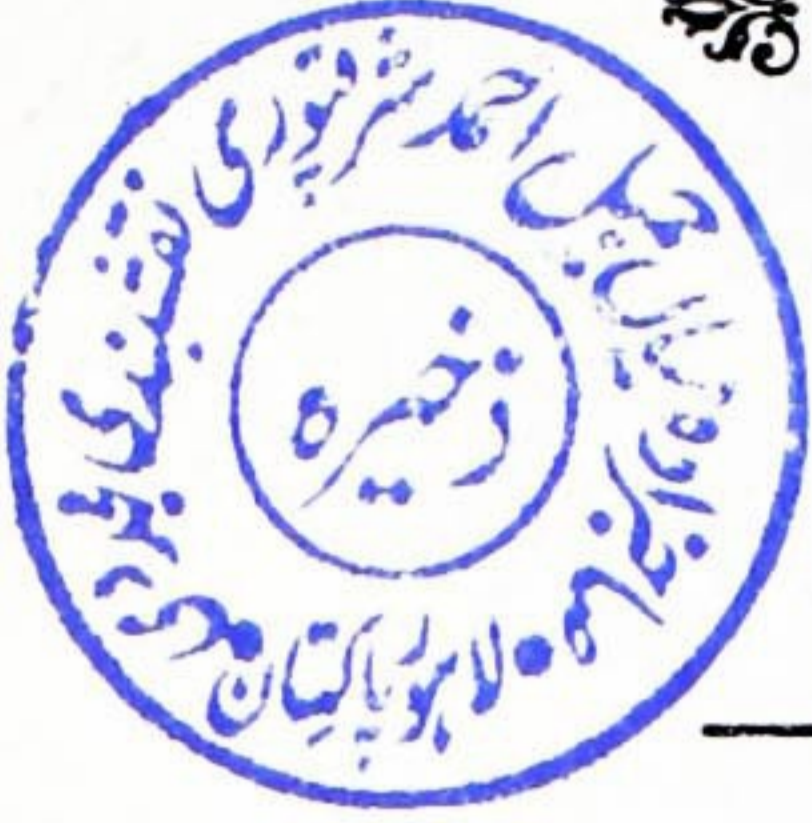


1010

نُورُ الْعَيْنِ



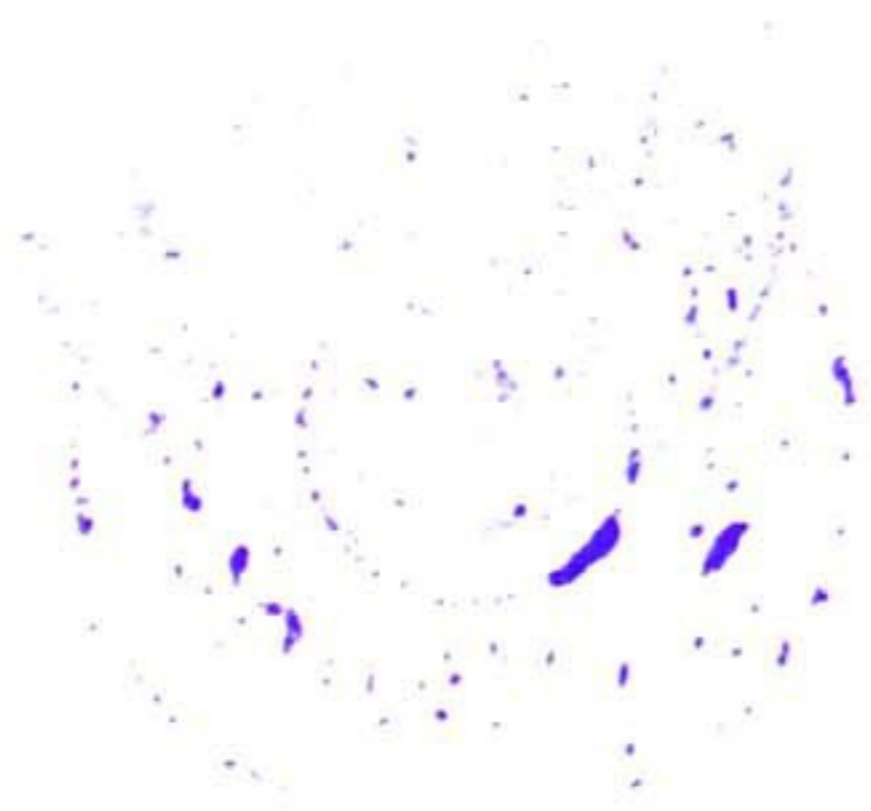
معروف بہ

# مصحفِ بیہم

حضرت بیہم شاہ وارثی

رحمۃ اللہ علیہ





بجا کر لختِ دل کو کشتیِ چشمِ تمنا میں  
چلا ہوں بارگاہِ عشق میں لے کر یہ نذرانہ

مصطفیٰ مہدی

جملہ حقوق محفوظ

58746

# الکتاب

گنج بخش روڈ - لاہور

۱۹۸۱

ادارت و اہتمام  
محمد سلیم اسماعیل چشتی

بختیار پرنٹرز - لاہور

قیمت ۱ ۶۰۰ ۲۱

ہوالوارث

## پیشکش

زیادشاہ و گداف انعم بحمد اللہ  
گداتے خاک در دوست پادشاہ من است

میں اپنی مخلصانہ ارادت و عقیدت مندی کی بنا پر

اس سال

نور العین معروف بہ مصحف بیدم

کو اپنے

سرکار شہنشاہ عرش پایگاہ حضور امام الاولیاء حضرت سید وارث پاک نور اللہ ضریحہ

کے

خدام آستانہ عالیہ کی خدمت میں با امید مقبولیت پیش کرتا ہوں۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

محتاج کرم

فقیر بیدم وارثی



ازحام حقیقت نگار معین الملت مصور فطرت، حضرت خواجہ حسن نظامی دہلوی

## کلام بیدم

حضرت بیدم وارثی کے کلام کو اردو اور ہندی زبان میں وہی فوقیت حاصل ہے جو دور آخر میں حضرت مولانا حاجی وارث علی شاہ صاحب قبلہ قدس سرہ کو اپنے عصر کے فخر و مشائخ پر حاصل تھی۔ مثنوی مولانا روم کی نسبت یہ کہنا حق ہے کہ ”ہست قرآن در زبان پہلوی“ اسی طرح کلام بیدم کی بابت یہ کہا جاسکتا ہے کہ ”ہست سبحان در زبان پوربی“ حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الہی نے فرمایا کہ میں نے است برت کم کی صد پوربی زبان میں سنی تھی اور ان کے خانہ زاد حسن نظامی کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ تصوف کی بنیاد عشق حقیقی کے اوتار حضرت حاجی صاحب قبلہ تھے اور کلام بیدم میں اس اوتار کا اصلی روپ سمایا ہوا نظر آتا ہے۔

آئندہ زمانہ میں اردو زبان بحیثیت زبان کے جس قدر ترقی کرے گی اس میں غالب و ذوق وغیرہ کے پرچے بھی ترقی کریں گے کہ وہ اردو شاعری کے رُوح و رواں تھے۔ لیکن کلام بیدم سے بیدم اردو میں روحانی جان پیدا ہوگئی اس لئے میں کلام بیدم کا وجود کائنات میں دل سے خیر مقدم کرتا ہوں، دماغ سے خیر مقدم کرتا ہوں اور روح سے خیر مقدم کرتا ہوں اور کہتا ہوں کہ بیدم تخلص ہی پورا کلام ہے اور اس کے بعد جو کچھ ہے وہ تخلص کی تفسیر و تشریح ہے اور جب تک اردو کے دم میں دم باقی ہے۔ کلام بیدم ہمیشہ باقی رہے گا۔

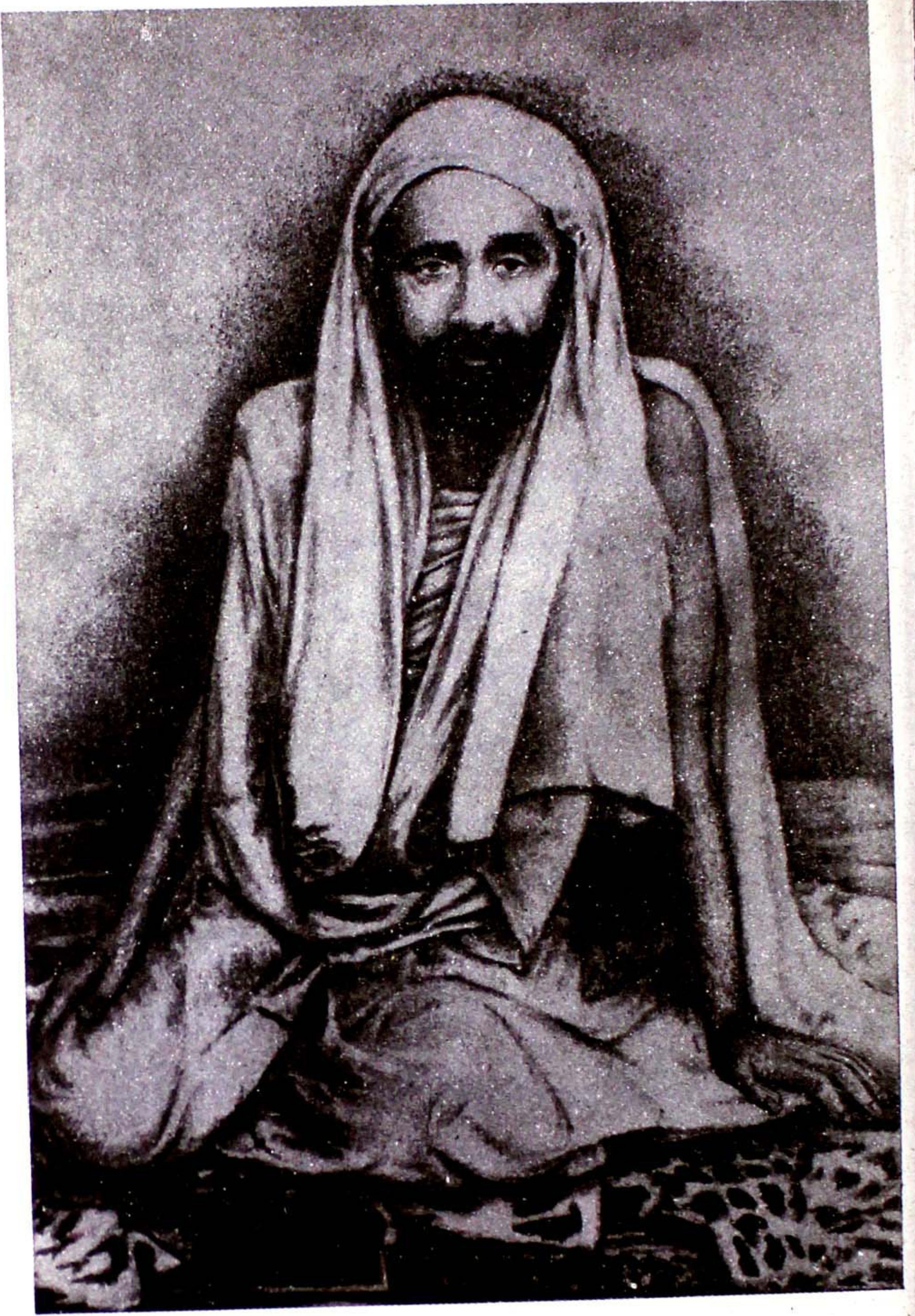
حسن نظامی دہلوی



کس شہنشاہِ حیناں کا گدا ہے بیدم  
کہ گدائی میں بھی اک شوکتِ شاہانہ ہے







حضرت زین العابدینؑ



## پیش لفظ

از

ایس۔ ایاز وارث وارثی مدظلہ خلف حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ

سادات کرام کی ایک شاخ سات آٹھ پشتوں سے اٹاواہ (یو۔ پی، بھارت) میں آباد ہے۔ ان حضرات کا ذریعہ معاش زمینداری رہا ہے۔ اسی خانوادے کے ایک بزرگ، سید انوار حسین کو اللہ تعالیٰ نے وہ فرزند عطا فرمایا جسے دنیا آج بیدم شاہ وارثی کے نام سے جانتی ہے اور جو اس خاکسار راقم سطور کے والد گرامی تھے۔

آپ کی تاریخ ولادت ٹھیک طور پر معلوم نہیں ہے۔ لیکن چونکہ آپ نے خود اپنا سن شریف وفات سے تھوڑے دن پہلے ۷۴ سال بتایا تھا اور آپ کی وفات نومبر ۱۹۳۶ء میں ہوئی تھی، اس حساب سے آپ کا سن ولادت ۱۸۸۲ء قرار پاتا ہے۔ واللہ اعلم۔  
آپ اپنے والدین کی اکلوتی اولاد تھے۔ بہت کم لوگ جانتے ہوں گے کہ آپ کا پیدائشی نام ”غلام حسین“ تھا۔ بیدم شاہ کا لقب آپ کو پیر و مرشد کی بارگاہ سے عنایت ہوا تھا جسے آپ نے اس طور سے اپنایا کہ والدین کا دیا ہوا نام فراموش ہو گیا۔ انتہاریہ کہ آپ کی والدہ ماجدہ تک کو آپ کا پہلا نام یاد نہ رہا تھا۔

ذہانت اور برومندی کے آثار بچپن ہی سے آپ میں نمایاں تھے۔ ابتدائی درسیات کی تکمیل اٹاواہ میں کی، اس کے بعد علیگڑھ چلے گئے اور وہاں سے فارغ التحصیل ہوئے تعلیم کے میدان میں آپ کی جولانیاں دیکھنے والوں کو دنیاوی لحاظ سے ایک قابل رشک مستقبل

کاپتہ دیتی تھیں۔ لیکن مشیت الہی کچھ اور تھی۔ قیامِ ازل نے آپ کو مزاج عاشقانہ عطا فرمایا تھا۔ یہ آگ گویا خون بن کر آپ کے رگ و پے میں رواں تھی۔ لیکن قبل ازاں کہ جذبات کا تلاطم کوئی غلط سمت اختیار کرتا، خوش قسمتی سے حضرت وارث عالم نواز کی شکل میں آپ کو ایک ایسا ہادی و رہنما مل گیا جس نے بالکل نو عمری میں آپ کا رخ مجاز سے حقیقت کی طرف پھیر دیا۔

مرشدِ کامل کے زیرِ تربیت شاہ صاحب نے بہت تیزی سے تکمیل کے مراحل طے کئے۔ پچنانچہ ۱۷ سال کی عمر میں حضرت وارثِ پاک نے آپ کو احرام عطا فرما کر فقیری کی سند دے دی۔ اور اسی وقت اپنے سینہ مبارک کے ساتھ لگا کر پشت پر مہرِ محبت اپنے دستِ مبارک سے لگا دی، آپ کی پشت پر اس جگہ ایک نشان ابھر آیا تھا جو ساری عمر ایک سند کے طور پر نمایاں رہا۔

پیر و مرشد کا دامن تمام لینے کے بعد آپ کو امور دنیوی سے کوئی دلچسپی نہ رہی تھی۔ چونکہ آپ والدین کی اکلوتی اولاد تھے اس لیے والدہ ماجدہ کو یہ فکر رہتی تھی کہ اس گھرانے کا نام آگے چلے۔ پچنانچہ انھوں نے حضرت کے پیر و مرشد سے استدعا کی۔ ماں کی التجا قبول ہوئی اور پیر و مرشد کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے آپ نے نکاح فرمایا۔ اس مناکحت سے آپ کے ہاں ایک لڑکی اور دو لڑکے تولد ہوئے۔ لڑکوں میں سے بڑے بیٹے کا نام سید وارث حسین بیدار بیدمی ہے اور چھوٹا بیٹا یہ خاکسار راقم سید ایاز وارث شاہ وارثی ہے۔

جیسا کہ بیان ہوا۔ آپ نے ۷۴ برس عمر پائی۔ آپ کا وصال ۸ رمضان المبارک بروز منگل ۱۳۵۴ھ (نومبر ۱۹۳۶ء) کو ہوا۔ ان دنوں آپ لکھنؤ میں نواب رامپور کی بڑی بہن شہزادی بیگم صاحبہ جو آپ سے بیعت تھیں، کی کوٹھی میں قیام فرماتے ہیں لیکن بھوائے سے

پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا

دیارِ یار جو عمر بھر آپ کا کعبہ مقصود رہا، اب اس کی خاک آپ کو اپنے آغوش میں لینے کو  
بے تاب تھی۔ چنانچہ آپ دیوہ شریف میں اپنے مرشد پاک کے قدموں میں مدفون ہوئے۔  
خود ہی فرمایا تھا ہے

اسی خاک آستان میں کسی دن فنا بھی ہوگا

کہ بنا ہوا ہے بیدم اسی خاک آستان سے

حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمہ کی طبیعت اوایل عمر سے موزوں تھی۔ اس پر مزاج کی  
افتادگی یا سونے پر سہاگہ بنی۔ لیکن اس دور کا کلام بالکل تلف ہو چکا ہے، البتہ مجاز سے حقیقت  
کی طرف آنے کے بعد جو کچھ کہا وہ بفضل محفوظ ہے، چنانچہ آپ کے نو مطبوعہ دیوان موجود  
ہیں۔ جن میں سے پہلا جان بیدم اور آخری مصحف بیدم ہے۔ علاوہ ازیں ایک دیوان آپ  
کے غیر مطبوعہ کلام پر مشتمل ہے۔ نثر میں آپ سے ایک میلاد نامہ اور حضرت وارث پاک  
کے مختصر سوانح مبارک بھی آپ سے یادگار ہیں۔

حضرت بیدم شاہ وارثی نور اللہ مرقدہ کے کلام بلاغت نظام کو بفضل وہ شہرت  
دوام اور قبول عام حاصل ہوا ہے کہ آج بھی برصغیر ہندوپاک میں کوئی محفل سماع اور کوئی  
صوفیانہ مجلس ایسی نہیں جہاں یہ کلام سنا اور سنایا نہ جاتا ہو۔

مجھے از حد خوشی ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ برادران سلسلہ بھی مسرور ہوں گے کہ  
برادر م سلیم اسماعیل صاحب نے مصحف بیدم کو نہایت عمدگی کے ساتھ شایع کرنے کا  
قصد کیا ہے۔ انھوں نے مجھ سے دیوان ہذا کی اشاعت کے سلسلے میں اجازت طلب کی  
ہے جو میں بخوشی دے رہا ہوں۔ میری دلی دعا ہے کہ مولا پنجتن پاک کے صدقے میں نیک  
کاموں کے کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کے دینی و دنیوی کاروبار میں ترقی

۱: حضرت کے غیر مطبوعہ کلام کو شایع کرنا بھی ادارہ کے پروگرام میں ہے۔ انشاء اللہ العزیز۔

عطا فرماتے۔ آمین۔ فقط

کمینہ بندہ ام از بندگانِ درگاہِ تو  
قبول کن کہ رسالتم شہا سلام علیک

سگِ درگاہِ وارثِ عالم نواز

لاہور ۱۰ اگست ۱۹۸۱ء

ناچیز: کمینہ

ایس۔ ایاز وارثِ شاہِ وارثی

۲۱۸/۱ کاشانہ وارثی، وارثِ اسٹریٹ

پیر کالونی، والٹن، لاہور کینٹ۔





اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ وَجَمِّلِهِمْ



مصطفیٰ مدین

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
وَبِالْحَمْدِ لِلَّهِ الْمَنَّانِ  
الَّذِي هَدانا لِحَقِّ هَذَا الشَّيْءِ  
وَالْحَمْدُ لِلَّهِ الْمَنَّانِ

مقامِ شہادتِ حیاتِ حقیقیہ  
مقامِ شہادتِ حیاتِ حقیقیہ  
مقامِ شہادتِ حیاتِ حقیقیہ

سیدنا محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

جمادی الاولیٰ ۱۴۰۱ھ  
۱۹ اگست ۱۹۸۰ء

مقامِ شہادتِ حیاتِ حقیقیہ  
مقامِ شہادتِ حیاتِ حقیقیہ  
مقامِ شہادتِ حیاتِ حقیقیہ

از کلام  
مقامِ شہادتِ حیاتِ حقیقیہ  
مقامِ شہادتِ حیاتِ حقیقیہ





## پیام سلام

بخصوص شہنشاہ کونین سرکار امام الاولیاء وارث پاک روح اللہ و روحہ

از ما غریب و خستہ دلاں بر تو صد سلام	اے وارث معین و مددگار خاص و عام
صد صد سلام ہادی و مہدی و مقتدا	صد صد سلام مرشد و مولا و پیشوا
صد صد سلام ہا، بگربند یو تراست	صد صد سلام ہا، بحضور فلک جناب
چشم و چراغ مرتضوی بر تو صد سلام	اے سرو باغ مصطفوی بر تو صد سلام
اے آفتاب عز و شرف بر تو صد سلام	اے جانشین میر نجف، بر تو صد سلام
نام و نشان مرتضوی بر تو صد سلام	اے یادگار مصطفوی بر تو صد سلام
وارث علی و وارث میراث پنج تن	اے غم گسار و حامی و مشکل کشائے من

بیدم کمینہ بندہ از بندگان تست  
زین در کجا رود کہ سگ آستان تست

## سلام شوق

سلام علی شاہ گلگوں قبائے	سلام علی خواجہ دو سرائے
سلام علی جانشین محمد	سلام علی شمع دین محمد
سلام علی آل پاک سمیبر	سلام علی نور عینین حیدر
سلام علی رہمائے طریقت	سلام علی خضر راہ حقیقت
سلام علی تاجدار سیادت	سلام علی شہر یار ولایت
سلام علی گنج اسرار پنہاں	سلام علی کعبہ دین و ایماں
سلام علی خسرو مہر جبیناں	سلام علی تاجدار حسیناں
سلام علی نیر برج عفاں	سلام علی گوہر درج ایماں
سلام علی ہادی و پیشوائے	سلام علی مرشد و رہنمائے
سلام علی داروئے درد ہجرال	سلام علی عیسے درد منداں
سلام علی مقصد دین و ایماں	سلام علی آرزوئے دل و جاں
سلام علی وارث دین پنہاں ہے	ضیا بخش حسن رخ مہر ماہ ہے

سلام علی جان و جانان بیدم

سلام علی دین و ایمان بیدم



## سلام مقبول

السلام اے گہر تلزم نشان حیدر  
 السلام اے گل نورستہ باغ حیدر  
 احمد و فاطمہ زہرا کی نشانی تسلیم  
 شہر تسلیم و رضا آپ کو لاکھوں مجرے

جانِ جانِ شہدا روح و روانِ شہدا  
 جانشینِ نبوی ہستم و چہ سراجِ حیدر  
 اے مرے پنج تنِ پاک کے جانی تسلیم  
 منظر نشانِ خدا آپ کو لاکھوں مجرے

وارث و والی بیدم تجھے بیدم کا سلام  
 ایک بیدم ہی پر کیا ہے تجھے عالم کا سلام

## سلام نیاز

سلام اے ساقی متاں سلام اے پیر مینجانہ  
 سلام اے جلوہ جاناں سلام اے حسن جانانہ  
 سلام اے شیخ لاثانی سلام اے مرشدِ دوراں  
 سلام اے خسروِ خواباں سلام اے مجمعِ خوبی  
 سلام اے پشواوارث سلام اے رہنماوارث  
 سلام اے مرضی صورت سلام اے مصطفیٰ سیرت  
 سلام اے سرو بیتانے بہار ہر گلستانے  
 جبین شوق ہو میری تمہارا آستانہ ہو

سلام اے مرشدِ پاکاں امامِ بزمِ رندانہ  
 تجلیِ عزم و اے زینتِ ایوانِ بت خانہ  
 سلام اے کتیر عرفانی سلام اے مصدعِ عرفاں  
 سلام اے تاجِ محبوباں سلام اے جانِ محبوبی  
 امیر المؤمنین وارثِ امامِ الاولیاء وارث  
 سلام اے ہادی دینِ السلام اے مہدی ملت  
 سلام اے نوزیدانے سلام اے خجتنِ شانے  
 ادا شام و سحر یونہی صلوٰۃ پنجگانہ ہو

سلام اے چارہ بیدم علاجِ سوزِ پنہانی ،

# سلام مہجور

سلام اے ساقی مئے خاز عشق	سلام اے صاحب پیمانہ عشق
سلام اے نیر برج ولایت	سلام اے گوہر تاج ولایت
سلام اے خضر و ہادی طریقت	سلام اے رہبر راہ حقیقت
سلام اے یوسف کنعان خوبی	سلام اے روح حسن و جان خوبی
سلام اے شمع بزم مصطفائی	سلام اے نور چشم مرتضائی
سلام اے روح زہرا جان حسنین	سلام اے زینت گلزار کونین
سلام اے کشتی دل کے نگہبان	سلام اے بے سراسماں کسماں
سلام اے بلبل گلزار وحدت	سلام اے قمری سر و حقیقت
سلام اے ساقی کونز کے پیائے	سلام اے عرش اعظم کے ستارے
سلام اے فاطمہ کے باغ کے پھول	سلام اے یادگار شاہ مقتول
سلام اے گنج اسرار معانی	سلام اے شرح رمز من مآئی
سلام اے چارہ ساز درد پینہاں	سلام اے عیسے بیمار ہجران
سلام اے جان ارمان روح حسرت	سلام اے جان و جانان محبت

سلام اے گلین باغ تمنا!

فروغ مجلس داغ تمنا!

سلام اے شیخ عالمِ غوثِ دوراں  
 سلام اے خسروِ تسلیمِ عرفاں  
 سلام اے والی و وارث ہمارے  
 شبیرِ مرتضیٰ، شانِ پمیبِ  
 بہارِ گلشنِ کونین، تسلیم!   
 دلِ مہجور کے ارمان، تسلیم  
 تمہارے روضہٴ نور کو مجرے  
 مری آنکھیں تصدقِ جالیوں پر  
 کلس پر روضہ کے قربان جاؤں  
 میں اس ارضِ مقدس پر ہوں قربان  
 دلِ مہجور لائے تاب کب تک  
 میں صدقے میٹھی نیندیں سونے والے  
 اٹھ اے جانِ جہاں بہرِ خراماں  
 دلِ عشاق کو پامال کر دے  
 وہی پہلی سی بزمِ آریاں ہوں  
 مئے عرفاں کا پھر ہو دور ساقی  
 بنے پھر ذرہ ذرہ مشعلِ نور!  
 دعائیں سب مری مقبول ہو جائیں  
 عطا پاش و خطا پوشِ مُریداں  
 شہ و ارثِ علی محبوبِ یزداں  
 علیؑ کے لال، زہرا کے دولارے  
 امیر شکر میدانِ محشر  
 چراغِ خانہٴ بسطینِ تسلیم  
 حسینانِ جہان کے جانِ تسلیم  
 درِ اقدس پہ صبح و شام سجدے  
 نثارِ گنبدِ اطہر مرا سر  
 میں مہر و ماہ کو صدقے چڑھاؤں  
 کہ آسودہ ہے جس میں تو مری جاں  
 یہ آخر نیند کب تک خواب کب تک  
 ذرا رخسار سے چادر ہٹا لے  
 بہارِ خلد، شمعِ بزمِ خواباں  
 جو پہلے تھا وہی پھر حال کر دے  
 وہی اگلی سرور افزایاں ہوں  
 کہیں مئے خوار ہاں! کچھ اور ساقی  
 کہے دے وہ انا طور انا طور  
 تمناؤں کی کلیاں پھول ہو جائیں

یہ حسرت ہے یہی ارمانِ بیدم

انہیں قدموں پہ بکلی جانِ بیدم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اُتی نسیم کوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
 کعبہ ہمارا کوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
 لے کے مُرادِ دل آئیں گے مر جائیں گے گٹ جائیں گے  
 طوبیٰ کی جانب تکتے والو آنکھیں کھولو ہوش سنبھالو  
 نام اسی کا بابِ کرم ہے دیکھو یہی محرابِ حرم ہے  
 ہم سب کا رخ سوئے کعبہ سوئے محمد روئے کعبہ  
 کھینچنے لگا دل سوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
 صحیفہ ایمان روئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
 پہنچیں تو ہم تا کوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
 دیکھو قدِ دل جوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
 دیکھو نجمِ ابروئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
 کعبے کا کعبہ کوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

بھینی بھینی خوشبو مہکی بیہم دل کی دنیا لہکی

کھل گئے جب گیسوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم



یہ ادنیٰ ہے وصفِ کمالِ محمد  
 جہا ہوں نہ دل سے خیالِ محمد  
 میں حسینِ حسن و جمالِ محمد  
 گلستانِ زہرا کا ہر پتہ پتہ  
 سلام اور عمری رحمتیں روز افزوں  
 حسین و جمیل و بلیمانِ عالم  
 یہ ہے مختصر شرحِ شرع و طریقت  
 کہ ہے عرشِ زہرا نعالِ محمد  
 زباں پر ہے قیل و قالِ محمد  
 علیؑ، زورِ دستِ کمالِ محمد  
 ہے آئینہ دارِ نصالِ محمد  
 الہی بر اصحاب و آلِ محمد  
 نمکِ خوارِ خوانِ جمالِ محمد  
 کہ اک قال ہے ایک حالِ محمد

58746



نا کام کو کامیاب کرنے والے  
قطرے کو دُرِ خوشاب کرنے والے  
بیدم کی بھی قسمت کا ستارہ چمکا  
اے ذرے کو آفتاب کرنے والے



مری جان پر غم مرا قلب مخروں اویسؑ ایک ہے اک بلال محمدؐ  
 مرے دل کا دل جان کی جان بیدم  
 ملاں محمد خیال محمد



عدم سے لائی ہے ہستی میں آرزوئے رسول  
 کہاں کہاں لئے پھرتی ہے جستجوئے رسول  
 خوشا وہ دل کہ ہو جس دل میں آرزوئے رسول  
 خوشا وہ آنکھ جو ہو محو حسن روئے رسول  
 تلاش نقشب کف پائے مصطفیٰ کی قسم  
 چنے ہیں آنکھوں سے ذراتِ خاک کوئے رسول  
 پھران کے نشہ عرفاں کا پوچھنا کیا ہے  
 جو پی چکے ہیں ازل میں مئے سبوتے رسول  
 بلائیں لوں ترمی لے جذب شوق صلّ علی  
 کہ آج دامن دل کھج رہا ہے سوئے رسول  
 شگفتہ گلشن زہرا کا ہر گل تر ہے  
 کسی میں رنگ علی اور کسی میں بوتے رسول  
 عجب تماشا ہو میدانِ حشر میں بیدم  
 کہ سب ہوں پیش خدا اور میں رو بروئے رسول





مختر میں محمد کا عنوان نرالا ہے  
 خوبی و شہانہ میں ہر آن نرالا ہے  
 تزیین شب اسرے دیکھی تو ملک بولے  
 اقلیم محبت کی دنیا ہی نرالی ہے  
 مستوں کے سوا تجھ کو سمجھا، نہ کوئی سمجھے  
 وہ مصحفِ رخِ دل میں آنکھوں میں تصور ہے  
 پھولوں میں مہکتا ہے بیل میں چمکتا ہے  
 اس مصحفِ عارض کو قرآن سمجھتے ہیں  
 کعبہ ہو کہ بیت خانہ مکتب ہو کہ منے خانہ  
 امت کی شفاعت کا سامان نرالا ہے  
 انسان ہے وہ لیکن انسان نرالا ہے  
 کیا آج خدا کے گھر مہمان نرالا ہے  
 دربار انوکھا ہے، سلطان نرالا ہے  
 اے پیرِ مغان تیرا عرفان نرالا ہے  
 البیلی تلاوت ہے قرآن نرالا ہے  
 جلوہ تری صورت کا ہر آن نرالا ہے  
 ان اہل محبت کا ایمان نرالا ہے  
 ہر جا پر ترا جلوہ اے جان نرالا ہے

مضمون اچھوتے ہیں مفہوم انوکھے ہیں

دیوانوں میں بیدم کا دیوان نرالا ہے



قبلہ و کعبہ ایمان رسولِ عربی  
 چاند ہو تم جو رسولانِ سلف تارے ہیں  
 صدقہ حسنین کا روضہ پہ بلا لو مجھ کو  
 کس کی مشکل میں تری ذات نہ اڑے آئی  
 کوئی بہتر ہے تو بہتر سے بھی بہتر تو ہے  
 تیرا دیدار ہے دیدارِ الہی مجھ کو !  
 مجمعِ حشر میں اس شان سے اے بیدم  
 دو جہاں آپ پر قربان رسولِ عربی  
 سب نبی دل ہیں، تو تم جان رسولِ عربی  
 ہند میں ہوں میں پریشان رسولِ عربی  
 تیرا کس پر نہیں احسان رسولِ عربی  
 سب سے اعلیٰ ہے تیری شان رسولِ عربی  
 تیری الفت مرا ایمان رسولِ عربی  
 ہاتھ میں ہو ترا دامن رسولِ عربی

میرا دل اور مری حبان مدینے والے  
 باعثِ ارض و سما صاحبِ لولاک لما  
 بھر دے بھر دے مرے داتا مری جھولی بھرے  
 کل کے مطلوب کا محبوب ہے معشوق ہے تو  
 اڑے آتی ہے تری ذات ہر اک دکھیا کے  
 پھر تمنائے زیارت نے کیا دل بے چین  
 دل بھی مشتاقِ شہادت ہے کماندِ عرب  
 تیرا در چھوڑ کے جاؤں تو کہاں جاؤں میں  
 تجھ پہ سو جان سے قربان مدینے والے  
 عینِ حق صورتِ انسان مدینے والے  
 اب نہ رکھ بے سوسا مان مدینے والے  
 اللہ اللہ رے تری شان مدینے والے  
 میری مشکل بھی ہو آسان مدینے والے  
 پھر مدینے کا ہے ارمان مدینے والے  
 اس طرف بھی کوئی پیکان مدینے والے  
 میرے آقا مرے سلطان مدینے والے

سگِ طیبہ مجھے سب کہہ کے پکاریں بدم

یہی رکھیں مری پہچان مدینے والے



ادا کی لے رہی ہے عرش کی پہلو نشین ہو کر  
 رہا جو مدتوں تاجِ سرِ عرش بریں ہو کر  
 محمدؐ سر سے پاتکِ منظرِ حسنِ الہی میں  
 کریں تزیینِ مہرِ دیاں عالم کو ضرورت ہے  
 محمدؐ سب سے پہلے ہم گناہگاروں کو پوچھیں گے  
 ہمارا کچھ نہ ہونا لاکھ ہونے کے برابر ہے  
 زمیں رو ضم کی تیرے تیرے وضع کی زمین ہو کر  
 وہی چمکاءِ رب میں نور رب العالمیں ہو کر  
 کہ آئے دہریں تصویرِ صورتِ آفریں ہو کر  
 تمہیں کیا چاہیے محبوب رب العالمیں ہو کر  
 ہمیں وہ بھول سکتے ہیں شفیع المذنبین ہو کر  
 چلے دنیا سے ہم شیدائے ختم المرسلین ہو کر

ہمارے سر پر بیدمِ ظلِ دامانِ محمدؐ ہے

تو کیا کر لے گا پھر نورِ شیدائے ختم المرسلین ہو کر

ماہِ درختناں نیرِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم  
 میرے ہی کیا گل کے سرور ہر برتر سے بھی تم برتر  
 ڈوبے ہوؤں کو تم نے ابھارا بگڑے ہوؤں کو تم نے سنوارا  
 سب بڑھ کر سب سے اعلیٰ سب سے افضل سب سے بالا  
 از سر تا پا نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم  
 رحمتِ عالم نیرِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم  
 حامی و محسن نوح و آدم صلی اللہ علیہ وسلم  
 سرورِ دین سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم

حزری میانی اسمِ اعظم دافعِ رنج و مصیبتِ بیدم  
 نامِ مبارک قلعہ محکم صلی اللہ علیہ وسلم



سراجاً منیراً نگارِ مدینہ  
 گھرا ہوں اکیلا میں انبوہ غم میں  
 مبارک تجھے نجد اے روحِ جنوں  
 الہی دم واپس سامنے ہو!  
 تجھی کتہ بہارِ مدینہ  
 دوہائی ہے اے تاجدارِ مدینہ  
 میں سو جان بھوں نثارِ مدینہ  
 وہ محبوبِ عالم نگارِ مدینہ  
 بنوں پر میں یاربِ غبارِ مدینہ  
 بوارِ محمد دیارِ مدینہ  
 دلِ بتلا کے ٹھکانے نہ پوچھو

کہاں باغِ عالم کی بیدم ہوائیں  
 کہاں وہ نسیم بہارِ مدینہ



شوقِ دیدار میں اب جی پر مرے آن بنی  
 خاتمِ جملہ رسل شمعِ سُبُلِ مصدرِ کل  
 اَسْرِنِي أَنْتَ حَبِيبِي شَهْرِي مَدِينِي  
 نخلِ بستانِ عرب سرورِ ریاضِ مدنی

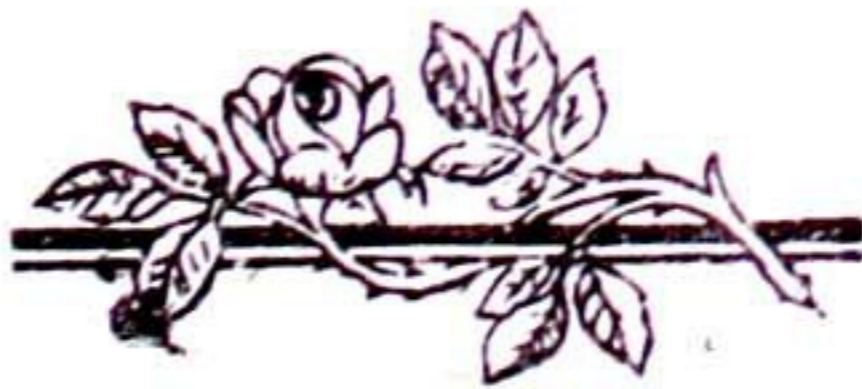
کشت عشق نبی، صلّ علیٰ صلّ علیٰ  
 کیوں نہ روئے کو ترے نور علیٰ نور کہوں  
 موتی دندان مبارک کی چمک پر صدقے  
 ہندی محتاج کو محروم نہ رکھتے سرکار  
 مر جا جذبہ بے تاب و غریب الوطنی  
 قبۃ نور پر ہے چادر مہتاب تنی  
 لب رنگین پر ہے قسربان عقیقہ یمنی  
 اے شہنشاہ عرب یثرب و بطحا کے دہنی

سب کی سنتے ہیں تو تیری بھی سنتیں گے بیدم  
 رائیگاں جا نہیں سکتی یہ کبھی نعرہ زنی



کیا پوچھتے ہو گرمی بازارِ مصطفیٰ  
 دل ہے مرا خزینہ اسرارِ مصطفیٰ  
 پھیلا ہوا ہے چاروں طرف دامن نگاہ  
 نقیرِ مصحفِ رُخ پر نور، والضحیٰ  
 نعلینِ پا سے عیشِ معنی کو ہے شرف  
 کیونکہ نہ سجدہ پیشِ رُخِ مصطفیٰ کروں  
 خود پاک رہے ہیں اُکے خریدارِ مصطفیٰ  
 آنکھیں ہیں دونوں روزن دیوارِ مصطفیٰ  
 اور لٹ رہی ہے دولت دیدارِ مصطفیٰ  
 واللیل شرح گیسوئے خمدارِ مصطفیٰ  
 روح اللامیں ہیں غاشیہ بردارِ مصطفیٰ  
 طاقِ حرم ہے ابروئے خمدارِ مصطفیٰ

بیدم نہ آؤں جا کے دیارِ رسول سے  
 تربت ہو زیر سایہ دیوارِ مصطفیٰ



## مناقب امام الطائفہ حضرت سیدنا اسد اللہ الغالب مولا علی کرم اللہ وجہہ

روح و روانِ مصطفوی جانِ اولیا	مولا علی بہار گلستانِ اولیاء
مشکل کشا و قوتِ بازوئے مصطفیٰ	خیبر کشا و شیر نیستانِ اولیاء
بابِ علومِ حیدر و صفدر، امامِ دین	شاہ و امیر و قیصر و خاقانِ اولیاء
داتا، سخی، کریم، ید اللہ، ابو الحسن!	پڑھے کرم سے آپ کے امانِ اولیاء
کحلِ البصر ہے خاکِ قدمِ بو تراب کی	نقشِ قدم ہے قبلہ ایمانِ اولیاء
دیباچہ کتابِ ولایت میں مرتضیٰ	اور غوثِ پاک، مطلعِ دیوانِ اولیاء

بیدم سنانے جا یونہی نغمے بہار کے

خاموش ہونے بلبلِ بستانِ اولیاء



کعبہ دل قبلہ جاں طاقِ ابروئے علی	ہو بہو قرآنِ ناطقِ مصحفِ روئے علی
خاک کے ذروں میں عطرِ بو ترابی کی مہک	باغ کے ہر پھول سے آتی ہے خوشبوئے علی
اے صبا کیا یاد فرمایا ہے مولانا نے مجھے	آج میرا دل کھنچا جاتا ہے کیوں سوئے علی
دامنِ فردوس ہے ہر گوشہ شہرِ نجف	ہے مقیم خلدِ گویا سا کن کوئے علی

کیوں نہ ہوں کونین کی آزادیاں اس پریشاں

ہے دل بیدم اسیرِ دامِ گیسوئے علی



## مدح حضرت غوث الاعظم محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہ

سرتاجِ پیراں قطبِ جہانی	میراں محی الدین شیخِ زمانی
نخترِ طریقت، شیخِ ہدایت	بجرِ حقیقت، گنجِ معانی
جانِ پیسہ، جانانِ شبیر	حیدر کے دلبر زہرا کے جانی
ہاتھوں کے قرباں عقدہ کشتی	صدقہ لبوں پہ معجزہ بیانی
جو دوسخا میں لطف و عطا میں	ہمسر تھا را کوئی نہ ثانی
اے کاش سنتے سرکارِ جیلاں	میری کسافی میری زبانی

اے رشکِ عیسیٰ بیدم ہے بیدم  
کیجے علاجِ دردِ نہانی



پھر دل میں مرے آئی یادِ شہِ جیلانی	پھرنے لگی آنکھوں میں وہ صورتِ نورانی
مقصودِ مریدیاں ہو اے مرشدِ لاثانی	تم قبلہ دینی ہو تم کعبہِ ایمانی
حسین کے صدقے میں اب میری خبر لیجے	مدت سے ہوں اے مولا میں وقفِ پریشانی
اب دستِ کرم ہی کچھ کھولے لوگرہ کھولے	آسانی میں مشکل ہے مشکل میں ہے آسانی
شاہوں سے بھی اچھا ہوں کیا جانتے کیا کیا ہوں	ہاتھ آئی ہے قیمت سے در کی ترے در بانی
سوتے ہیں پیرے سکھ سے آزاد ہیں ہر دکھ سے	بندوں کو ترے مولا غم ہے نہ پریشانی

بیدم ہی نہیں اے جاں تنہا ترا سودائی

عالم ہے ترا شیدا دنیا تری دیوانی

جان پرین گئی اب آئیے شیئاً للہ  
 کشتیاں ڈوبی ہوئی آپ نے تیرائی میں  
 آپ کا طالب دیدار ہوں غوث الثقلین  
 اپنے دادا اسد اللہ کے قدموں کے طفیل  
 مشکل آساں مری فرمائیے شیئاً للہ  
 میری امداد بھی فرمائیے شیئاً للہ  
 روئے زیبا مجھے دکھلائیے شیئاً للہ  
 دستگیری مری فرمائیے شیئاً للہ

ہند میں بے سرو ساماں ہے کب تک بیدم

اس کو لب داد میں بلوایئے شیئاً للہ

مدح حضرت خواجہ خواجہ بکرگان لی الہند حضرت خواجہ معین الدین ہشتی اجمیری قدس سرہ

خواجہ ترمی خاک آستانہ  
 ان کی ہی نظر کا ہوں نشانہ  
 اے خواجہ معین الدین ہشتی  
 سن لو مری دکھ بھری کہانی  
 مجھ پر بھی کرم کر آپ کا ہوں  
 جن پر ہوئے مہربان خواجہ  
 سرکار کے ناوک ادا کا  
 پروانہ و عندلیب سے سن  
 قائم رہے تاقیام عالم  
 ہنگام بھود پاتے خواجہ  
 ہے طرہ تاج خسروانہ  
 دل لے کے جو ہو گئے روانہ  
 اے ہادی و مرشد یگانہ  
 سن لو غم حیر کا فسانہ  
 مجھ پر بھی نگاہ خسروانہ  
 بخشا انھیں پشت کا تزانہ  
 ہے طائرہ سدرہ بھی نشانہ  
 اے دل گل و شمع کا فسانہ  
 یہ قصر یہ بزم صوفیانہ  
 بیدم ہونسا ز پنجگانہ

پیمانہ پر دے بھر کر پیمانہ معین الدین  
 تو گل ہے تو میں ببل تو سرو تو میں قمری  
 آباد رہے تیرا مئے حسانہ معین الدین  
 تو شمع ہے میں تیرا پروانہ معین الدین  
 تم ہی نہیں سنتے تو پھر کون سنے میری  
 کس سے کہوں میں اپنا افسانہ معین الدین  
 جو آتا ہے جانے کا پھر نام نہیں لیتا  
 ہے خلد بریں تیرا کاشانہ معین الدین  
 پھر ہوش میں آنے کا میں نام نہ لوں بیدم  
 کہہ دیں جو مجھے اپنا دیوانہ معین الدین

ملح حضرت شیخ المشائخ سلطان الدین خواجہ نظام الدین محبوب الہی قدس اللہ سرہ

میں آپ کا دیوانہ ہوں محبوب الہی  
 مئے خانے سے تیرے کہیں جا ہی نہیں سکتا  
 اپنے سے بھی بیگانہ ہوں محبوب الہی  
 ڈردی کش مئے خانہ ہوں محبوب الہی  
 تو شمع میں پروانہ ہوں محبوب الہی  
 قربان مراد دل ہے مری جان تصدق  
 مستانہ ہوں مستانہ ہوں محبوب الہی  
 مخمور نگاہوں کا تری روز ازل سے

مجھ بیدم دل خستہ کے ارمان نہ پوچھو  
 ارمانوں کا کاشانہ ہوں محبوب الہی



وہی دیتے ہیں مجھ کو اور انھیں سے مانگتا ہوں میں  
 نظام الدین سلطان المشائخ کا گدا ہوں میں  
 مرے خواجہ جہاں میں آپ ہی کو لاج ہے میری  
 بُرا ہوں یا بھلا جیسا ہوں لیکن آپ کا ہوں میں  
 مجھے بھی اپنی محبوبی کا صدقہ کچھ عنایت ہو  
 کہ محبوب الہی تیرے در پر اُپڑا ہوں میں  
 میری فریاد بھی گنج شکر کا واسطہ سنئے  
 کہ شاہ! تلخیِ ایام سے گھبرا گیا ہوں میں  
 ہزاروں حسرتیں لے کر تمہارے در پہ آیا ہوں  
 زباں خاموش ہے لیکن سراپا مدعا ہوں میں  
 مری عرضِ تمت بھی عجب عرضِ تمتا ہے  
 کہ تم کو مانگتا ہوں اور تمہیں سے مانگتا ہوں میں  
 مرے وارثِ مرے والی نظام الدین ہیں بیدم  
 انھیں کا بتلا ہوں میں انھیں پر مرٹا ہوں میں



## مدح حضرت مخدوم عالم و عالمیان خواجہ علاؤ الدین احمد صابر کلیری

بہار باغِ جنت ہے بہارِ روضہ صابر  
یہاں بے پروہ اللہ و نبی کی دید ہوتی ہے  
زمینِ کلیر کی جنت کی فضا پر ناز کرتی ہے  
یہاں ہر مردہ دل اگر حیاتِ ناز پاتا ہے  
رہے رنگیں چمنِ خونِ شہیدانِ محبت سے  
بناؤں غاۃِ رخسارِ ایماں خاکِ کلیر کی  
جوارِ عرشِ اعلیٰ ہے جوارِ روضہ صابر  
ہیں مکہ مدینہ ہے دیارِ روضہ صابر  
فلک ہوتا ہے پھر پھر کر نثارِ روضہ صابر  
بہارِ جاوداں ہے ہمکنارِ روضہ صابر  
سدا پھولے پھلے یہ لالہ زارِ روضہ صابر  
مری آنکھوں کا سرمہ ہو غبارِ روضہ صابر

تصور سے نظر میں کوئدتی ہیں بجلیاں بیدم  
عجب پر نور ہیں نقش و نگارِ روضہ صابر



دلبرِ خواجہ فرید الدین گنج شکر  
شمعِ بزمِ فاطمی گلہ ستہ باغِ رسول  
شہرِ یارِ کلیری شاہنشاہِ اقلیم فتر  
بہر خواجہ قطبِ دیں و حضرت بابا فرید  
یا علیٰ احمد علاؤ الدین صابر کلیری  
گوہرِ درجِ حسنِ مہرِ سپہرِ حیدری  
صاحبِ صبر و رضا مستندِ نشینِ برتری  
از پے خواجہ معین الدین چشتی سنجر

دے کے صدقہ خواجہ شمس الدین جلال الدین کا

اپنے بیدم کو دکھا دو شان بندہ پروری



حقیقت میں ہو سجدہ جبہ سائی کا بہانہ ہو  
 تمنا ہے کہ میری روح جب تن سے روانہ ہو  
 زباں جب تک ہے اور جب تک نہ باں میں تباہ گویائی  
 مری آنکھیں نہیں آئینہ حسن روئے صابر کا  
 بلا اس کی ڈرے پھر گرمی خورشید محشر سے  
 انھیں تو مشق تیرناز کی دہن ہے وہ کیا جانیں  
 نہ پوچھے اُس عندیپ سوختہ سماں کی حالت کو

الہی میرا سر ہو اور ان کا آستانہ ہو  
 دم آنکھوں میں ہو اور پیش نظر وہ آستانہ ہو  
 ترمی باتیں ہوں تیرا ذکر ہو تیرا فسانہ ہو  
 دل صد چاک ان کی عنبری زلفوں کا نشانہ ہو  
 ترے لطف و کرم کا جس کے سر پر شامیانہ ہو  
 کسی کی جان جائے یا کسی کا دل نشانہ ہو  
 قفس کے سامنے برباد جس کا آشیانہ ہو

مہر بیدم ازل کے دن سے ہے وقف جبیں سائی  
 کسی کا نقش پا ہو اور کوئی آستانہ ہو

### چادر شریف

غریب پرور و بندہ نواز کی چادر  
 سروں پر رکھے ہوئے آرہے ہیں قدوسی  
 امیر شہزاد و شاہ حجاز کی چادر  
 حضور صابر بندہ نواز کی چادر  
 اٹھادے پرودہ صورت کو شاہد معنی  
 اٹھادے نور حقیقت محجاز کی چادر  
 بہار آتے ہی ساغر بکف میں مستانے  
 ہے سر پر ساتھی کے کش نواز کی چادر

دوائے درد دل نا صبور ہے بیدم  
 مرے میح مرے چارہ ساز کی چادر

## مدح حضرت شیخ السیوخ مخدوم شیخ احمد عبدالحق ردولوی قدس سرہ

اے میرے دریا دل ساقی میر مینخانہ عبدالحق  
 اپنے مئے خواروں کا صدقہ بھر دے پیمانہ عبدالحق  
 مہر ذرہ پرور تم ہو ہر دل میں ضیاء گستر تم ہو  
 تم شمع بزم پیمبر ہو عالم پروانہ عبدالحق  
 اے مرشد کامل ہادی دیں اے محی الدین و معین الدین  
 اے قطب: شیخ دو عالم مخدوم زمانہ عبدالحق  
 پھرتا ہوں مصیبت کا مارا صدموں سے ہے دل پارا پارا  
 تم ہی نہ سنو تو کون سے میرا افسانہ عبدالحق  
 جو در پہ تمہارے آتا ہے منہ مانگی مرادیں پاتا ہے  
 بیدم کے بھی حال زار پہ ہو لطف شاہانہ عبدالحق

## مدح محبوب جل و علی حضرت بیدنا امیر العلما احراری اکبر آبادی قدس سرہ

خند یو کشور دیں خورشید ملک خدا دانی	امیر ابو العلاء شاہنشاہ اقلیم عرفانی
علی کے لال ہو خاتون جنت کی نشانی ہو	معین الدین کے پیارے خواجہ احرار کے جانی
مجھے آسان سے آسان بھی ہر کام مشکل ہے	تھیں مشکل نہیں سرکار میری مشکل آسانی
کرم کیجئے کہ محتاج کرم سرکار آیا ہوں	رہا کیجئے کہ آیا ہوں گرفتار پریشانی
ادھر بھی اک نظر بیدم در دولت پر حاضر ہے	معین الدین کا بروہ سگ درگاہ جیلانی

## مدح حضرت شاہ عبدالمنعم کثر المعرف قاری شاہ ولایت دیوبند شریف قدس سرہ

ہو مبارک تمہیں اے بادہ کشانِ منعم  
 تو بھی کھو جائے تو پا جائے نشانِ منعم  
 بے نشان ہو تو ملے تجھ کو نشانِ منعم  
 ہستی ہے نیستی اور نیستی ہستی ان کی  
 حق سے جو چاہتے ہیں جس کو دلا دیتے ہیں  
 دولتِ قربِ الہی سے ہے سینہ معمور  
 الفتِ صاحبِ لولاک و لائے حسنین  
 یاں کا ہر ذرہ ہے گنجینۃ انوارِ خدا  
 ساری دنیا سے نرالی ہیں او انہیں ان کی  
 اے خوشابخت ترے خاکِ دیارِ دیوبند  
 آپ کا ڈھونڈنا مشکل بھی ہے آسان بھی ہے  
 باغِ منعم کا ہر اک خارِ گلوں سے بہتر

مٹے پیو کھل گئی لو آج دکانِ منعم  
 لامکاں سے بھی کچھ آگے ہے مکانِ منعم  
 کہ جدا سارے جہاں سے ہے جہانِ منعم  
 بے نشانی ہی تو ہے نام و نشانِ منعم  
 کبھی خالی نہیں جاتی ہے زبانِ منعم  
 یہی سرمایہ یہی گنجِ نہانِ منعم  
 دلِ منعم ہے اگر وہ تو یہ جانِ منعم  
 بقعہ نور ہے واللہ مکانِ منعم  
 سارے عالم سے جدا شوکت و شانِ منعم  
 تیرے آنکوش میں پاتا ہوں مکانِ منعم  
 آپ کھو جائے تو پا جائے نشانِ منعم  
 رشکِ صدرِ روضۂ رضواں ہے مکانِ منعم

بیدم ان آنکھوں کے قربان جو دیکھیں ان کو

صدقے اس دل کے جو ہو مرتبہ دانِ منعم



## چادر شریف

قادر یہ چادر منعم کی جیلانی چادر منعم کی  
 نور نظر وہاب ہے یہ یا جلوۂ حسن محی الدین  
 ہے تربت شاہ ولایت یہ یا بقعہ نور الہی ہے  
 عطر الفقہ فخری میں آئی ہے مدینہ سے بس کر  
 محبوبی چادر منعم کی سبحانی چادر منعم کی  
 ہمزنگ روئے مرتضوی و حانی چادر منعم کی  
 ہے گوشہ دامن رحمت یا نورانی چادر منعم کی  
 شاہانی چادر منعم کی سلطانہ چادر منعم کی  
 گر شوق زیارت ہے بیدم تو دیکھو ل کی آنکھوں سے  
 از فرش زمیں تا عرش بریں طولانی چادر منعم کی



مدح حضرت امام الاولیاء سیدنا وارث پاک طاب اللہ ثراہ و نور اللہ ضریحہ

حضرت وارث چراغ خاندان پنجتن  
 شاہ تسلیم و رضا ابن شہید کربلا  
 سبز گنبد کے مکین اے وارث دنیاویں  
 نیر بروج سیادت گوہر تاج شرف  
 یادگار پنجتن نام و نشان پنجتن  
 خواجہ گل گوں قبا روح روان پنجتن  
 راحت قلب حزین اے جان جان پنجتن  
 اے گل زہرا بہار بوستان پنجتن

قبلہ ایمان و دین نقش قدم اہل بیت  
 کعبہ مقصود بیدم آستان پنجتن



ہے روزِ است سے اپنی صدا و ارث مجھ میں میں وارث میں  
 وہ راز مرا میں بھیج اس کا وارث مجھ میں میں وارث میں  
 دریا سے وجودِ قطرہ ہے قطرے سے نمودِ دریا ہے،  
 دریا قطرہ، قطرہ دریا، وارث مجھ میں میں وارث میں  
 وہ نقطہ خطِ تقدیر ہوں میں، وہ خامہ اور تحریر ہوں میں  
 میں صورت ہوں اور وہ معنی وارث مجھ میں میں وارث میں  
 وہ راز ہے پردہ راز ہوں میں وہ زمزمہ ہے اور ساز ہوں میں  
 ہے میری حقیقت آئینہ، وارث مجھ میں میں وارث میں  
 وہ تیر بروجِ احدیت میں پر تو شانِ احدیت  
 مجھے کہتے ہیں ذرہ مہر نما وارث مجھ میں میں وارث میں  
 وہ چمن ہے چمن کی بہار ہوں میں وہ بہانہ ہے رنگِ بہار ہوں میں  
 وہ شمع ہے اور میں اس کی ضیا وارث مجھ میں میں وارث میں  
 دیدار کی دھن میں صبح و مساء، بیدم مجھے نول روتے گزرا  
 حیرت چھائی جب یہ دیکھا وارث مجھ میں میں وارث میں



بلائے جاں ہے حسنِ رُسنے وارثؔ  
 قیامت قامتِ دلجوئے وارثؔ  
 قیودِ کیش و ملت سے ہیں آزاد  
 اسیرِ حلقہ گیسوئے وارثؔ  
 ہے روزِ دیدِ وارثِ عید کا دن  
 ہلالِ عید ہے ابروئے وارثؔ  
 انھیں کو تک رہی ہیں سب کی آنکھیں  
 کھنچا جاتا ہے ہر دل سوئے وارثؔ  
 مرا ایمان حُبِ وارثی ہے  
 مرا کعبہ ہے بیدم کوئے وارثؔ

مرے دل کا دل جان کی جان وارثؔ  
 مری زندگی کا سامان وارثؔ  
 بنائی ہے بگڑی ہوئی تم نے سب کی  
 مری مشکلیں بھی ہوں آسان وارثؔ  
 انھیں روزِ محشر کا کھٹکا نہیں ہے  
 کہ جن کا بننے نگہبان وارثؔ  
 کوئی ایک دو ملک کا حکمراں ہے  
 تو دونوں جہاں کا ہے سلطان وارثؔ  
 دمِ نزع تو اُکے صورت دکھا دے  
 کوئی دم کا بیدم ہے مہمان وارثؔ

ہے آئینہ پنچتنِ شانِ وارثؔ  
 میں قربانِ وارث میں قربانِ وارثؔ  
 زمیں تابعِ حکمِ سرکارِ دیوہ !  
 ہیں ساتوں فلک زیرِ فرمانِ وارثؔ  
 مرا کیا بگاڑے گا خورشیدِ محشر  
 مرے سر پہ ہے ظلِ دامانِ وارثؔ  
 کوئی میری آنکھوں سے دیکھے تو دیکھے  
 ہے ہر شکل میں جلوہ گرِ شانِ وارثؔ  
 نہ شاہی نہ شاہنشاہی کی تمنا  
 ہے بیدم غلامِ غلامانِ وارثؔ



چشم و چراغ مرتضوی وارث علیؑ  
 اے جانشین مصطفوی وارث علیؑ  
 سرورِ ریاضِ پنجتینی وارث علیؑ  
 ہم شکل و ہم شبیبہ علیؑ وارث علیؑ  
 اے روح و راحتِ قلبی وارث علیؑ

ابنِ حسینؑ و آلِ نبیؑ وارثِ علیؑ  
 اے ہاشمی و مطہبی وارثِ علیؑ  
 جانِ بتول و روحِ نبیؑ دلیرِ حسینؑ  
 حل کر دے مشکلیں مری، حلالِ مشکلات  
 سو جاں سے جانِ بیدم خستہ ترے نثار



اک نشانِ کبریا ہے واللہ شانِ وارثؑ  
 کونین سے جدا ہے، واعظ، بہمان وارثؑ  
 کیا پوچھتے ہو مجھ سے نام و نشانِ وارثؑ  
 تو لے اُری کہاں سے طرزِ بیانِ وارثؑ  
 لانا نہیں نظر میں ہر پاسبانِ وارثؑ  
 آئیگا پیشِ داور جب کاروانِ وارثؑ  
 بیدم ہمارا سر ہو اور آستانِ وارثؑ

مہمان ہے خدا کا ہر میہمانِ وارثؑ  
 عشاقِ وارثی کو دیر و حرم سے مطلب  
 ہر نام نام ان کا ہر جامت نام ان کا  
 بلبل تری صدا سے ہوتا ہے دردِ دل میں  
 خسرو کا تاج و تخت کسے و گنجِ قاروں  
 میدانِ حشر کی بھی رنگین بہار ہوگی  
 زاہد کو ہوں مبارک بیتِ الحرم کے سجدے

فدا ہے جان تو دل بتلائے وارثؑ ہے  
 غرض کہ مجھ میں ہے جو کچھ برائے وارثؑ ہے  
 وہ دل ہے دل جو ہے آئینہ دارِ حسن و جمال  
 وہی ہے آنکھ جو مولفائے وارثؑ ہے  
 زمین دیوہ کے آنکھوں سے ذرے چننا ہوں  
 کہ دردِ دل کی دوا خاک پائے وارثؑ ہے



اسی لئے ہے سر شوق اپنا وقفِ سجود  
 کہ ذرے ذرے میں دولت سرائے وارث ہے  
 نہ اتقانہ ریاضت ہم زہد ہے، نہ ورع  
 متاعِ بیدمِ خستہ عطائے وارث ہے



قدسیوں میں ہے شمارِ حادمانِ وارثی  
 دل کے ذروں کو وہیں لے چل اڑا کر اے صبا  
 رشکِ فردوس بریں ہے آستانِ وارثی  
 عالمِ میثاق میں پی تھی شرابِ معرفت  
 جس جگہ ہو خاک پائے عاشقانِ وارثی  
 ہوش میں اب تک نہیں ہیں میکشانِ وارثی  
 سوختہ محشر میں بھی ان پر نہیں خوف و ہراس  
 پھر ہے ہیں جھومتے دیوانگانِ وارثی  
 دین و ملت سے جدا ہیں یاں کے آئین و طریق  
 یعنی دنیاے محبت ہے جہانِ وارثی  
 دور سے چمکے گا محشر میں نشانِ وارثی  
 پنجتن کے نام کا طغرا ہے خطِ نور میں

پھر تو بیدمِ منزلِ مقصود تک پہنچیں گے ہم  
 بن گئے جب مٹ کے گرد کاروانِ وارثی



تزی سرکار ہے عالی مرے وارثِ مرے والی  
 نہ رکھ دامن مرا خالی مرے وارثِ مرے والی  
 بلا سے مرنے والوں کے نشانِ قبر مٹ جائیں  
 کئے جا مشوقِ پامالی مرے وارثِ مرے والی  
 مری تسکین خاطر کو تصور ہی میں احباً  
 میں تنہا رات ہے کالی مرے وارثِ مرے والی

ابھی تک نشہ پانا ہوں میں آنکھوں میں کہ دیکھی ہے  
 تمھاری آنکھ متوالی، مرے وارث مرے والی  
 تمنا ہے یہ بیدم کی مری آنکھوں کے حلقے ہوں  
 تمھارے روضہ کی جالی، مرے وارث مرے والی



دل اڑاتے لئے جاتی ہے ہوا دیوے کی  
 برہن کاشی پر صدقے ہیں تو کعبہ پر شیون  
 میرے ہر ذرے کو پابوسی وارث ہونصیب  
 حشر تک ہوش میں آنا نہیں ممکن ان کا  
 ملتی جلتی ہے مینہ سے فضا دیوے کی  
 اور ہم خیر مناتے ہیں سدا دیوے کی  
 خاک بھی مجھ کو بنائے تو خدا دیوے کی  
 پی چکے ہیں جوئے بو شرابا دیوے کی  
 بونے، فال سے عطیے صبا دیوے کی  
 نگہت کیسوتے وارث میں لسی ہے بیدم



فضل خدا کا نام ہے فیضان اولیا  
 وہ جانتے ہیں کیفیت بادۃ السموات  
 ہے بخشش خدا کرم اولیا کا نام  
 محبوب اور محب میں یہاں تفرق نہیں  
 اے زاہد فسردہ اگر شوق خلد ہے  
 ہر دل میں ان کے نور کی پھیلی ہے روشنی  
 شاہی کی جستجو نہ تجمل کی آرزو  
 فرمان کردگار ہے فرمان اولیا  
 جو پی چکے ہیں ساغرِ عرفان اولیا  
 ظل خدا ہے سایہ دامن اولیا  
 واللہ اولیا ہیں مہبان اولیا  
 آدیکھ لے بہارِ گلستان اولیا  
 وارث علی ہیں شمعِ شبستان اولیا  
 بیدم ہے اک غلامِ غلامان اولیا

تمہیدِ تمنا ہے نہ عنوانِ تمنا  
 اک دل تھا سوہم کر چکے فتربانِ تمنا  
 ہاں ہاں یہی دل تھا کبھی ایوانِ تمنا  
 کیا جانے کوئی وسعت میدانِ تمنا  
 اللہ مرے شوق کو رکھے مرے دل میں  
 پہنہاں ڈرِ کیتا کی طرح تھی یہ صدف میں  
 یارب دلِ مشتاق کا ٹوٹے نہ سہارا  
 لینا خبر اے شوق کہ یہ وقت مدد ہے  
 کب سے درِ مقصود پہ دم توڑ رہی ہے  
 سینہ جو ہوا چاک تو ارمانِ نکل آئے  
 دردِ دل بے تاب ذرا اور ترقی !  
 مہندی نے پرایا کبھی پھولوں نے اڑایا  
 ہر ذرہ مری خاک کا ہے شوق کی دُنیا  
 یہ آخری ہچکی تھی مریضِ شبِ عنم کی  
 ناکامی ہے اک مطلعِ دیوانِ تمنا  
 اب بے سرو سامانی ہے سامانِ تمنا  
 اب دیکھ رہے ہو جسے زندانِ تمنا  
 عالم بھی ہے اک گوشہٴ دامنِ تمنا  
 لے دے کے یہی ایک تو ہے جانِ تمنا  
 نکلی مرے دل سے تو بڑی شانِ تمنا  
 گل ہو نہ کبھی شمعِ شبستانِ تمنا  
 چھٹا ہے مرے ہاتھ سے دامنِ تمنا  
 کیا ہے کہ نکلتی ہی نہیں جانِ تمنا  
 آزاد ہوئے سارے اسیرانِ تمنا  
 ہاں المدد اے خاصہٴ خاصانِ تمنا  
 آخر نہ چھپا خونِ شہیدانِ تمنا  
 ہر قطرہ مرے اشک کا طوفانِ تمنا  
 یا لٹا ہے قفسِ درِ زندانِ تمنا

داغِ دلِ بیدم کی چمک ہی نہیں جاتی  
 بجھتی ہی نہیں شمعِ شبستانِ تمنا



ترے جلووں کی نیرنگی سے دل بے منتظر اپنا  
 ہوا جاتا ہے دھندلا مطلع ذوق نظر اپنا  
 تصور کی حدود سے بڑھ گیا ذوق نظر اپنا  
 کہ دھوکا ہو گیا اکثر تری تصویر پر اپنا  
 مقام عاشقی اے بوالہوس ہے دور تر اپنا  
 کہاں یہ منظر پستی کہاں اوج نظر اپنا  
 وہ زلفیں خواب میں ہم دیکھ کر جاگے تو یہ دیکھا  
 کہ اک تقدیر پر ہے ہاتھ اک زنجیر پر اپنا  
 بحمد اللہ کہ ان کے در پہ نکلی جان سجدے میں  
 جو ڈوبا بھی تو بیڑا ساحل مقصود پر اپنا  
 جلا کر خرمن ہستی کو ان کی دید کر اے دل  
 تماشا آج تو بھی دکھ لے گھر بھونک کر اپنا  
 یہ جب آتے ہیں تو پھر نام جانے کا نہیں لیتے  
 سمجھ رکھا ہے میرے دل کو اراٹوں کے گھر اپنا  
 نظر آئیں گی رنگ حسن میں سو عشق کی شانیں  
 نکھر کر اور کچھ ہو جائے گا ذوق نظر اپنا  
 جگا دے گا یہی خواب لحد سے چکیاں لے کر  
 سلامت ہے اگر اے ہمنشیں در و جگر اپنا  
 فراز عرش سے کچھ دور پہنچیں وسعتیں دل کی  
 بھلا اس تنگنا سے دہر میں کیا ہو گزر اپنا

فلک پر ڈھونڈتے ہیں ہم وہ ایمن پر جھکتی ہے  
 یہ معیارِ تجلی ہے وہ معیارِ نظر اپنا  
 نظر تک ان کی پہنچے کس طرح مکتوبِ ناکامی  
 ٹھہر جاتا ہے طوبے تک پہنچ کر نامہ بر اپنا  
 لبوں پر آخری اک سانس ہے اور شمع بجھتی ہے  
 نوید اے صبحِ ناکامی ہے قصہ مختصر اپنا  
 ضرور اک دن وہ بیدم ہمکنارِ آرزو ہوں گے  
 ہمیں کیا لینے جانا ہے دعا اپنی، اثر اپنا



نہ محرابِ حرم سمجھے نہ جانے طاقِ بت خانہ  
 جہاں دیکھی تجلی ہو گیا قربان پر وانہ  
 دلِ آزاد کو وحشت نے بختا ہے وہ کاشانہ  
 کہ اک در جانبِ کعبہ ہے اک رسوئے بتخانہ  
 بنائے مئے کدہ ڈالی جو تونے پیر مئے خانہ  
 تو کعبہ ہی رہا کعبہ نہ پھر بت خانہ بت خانہ  
 کہاں کا طورِ مشتاقِ لقا وہ آنکھ پیدا کر  
 کہ ذرہ ذرہ ہو نظارہ گاہِ حسنِ جانانہ  
 خدا پوری کرے یہ حسرت دیدار کی حسرت  
 کہ دیکھیوں اور ترے جلووں کو دیکھوں بے حجابانہ

شکست تو بہ کی تقریب میں جھک جھک کے ملے ہیں  
 کبھی پیما نہ شیشہ سے کبھی شیشہ سے پیما نہ  
 سجا کر لختِ دل سے کشتیِ چشمِ تمتا کو  
 چلا ہوں بارگاہِ عشق میں لے کر یہ نذرانہ  
 کبھی جو پردہ بے صورتی میں جلوہ فرماتے  
 انھیں کو عالمِ صورت میں دیکھا بے حجابانہ  
 مری دنیا بدل دی جنبشِ ابروئے جاناں نے  
 کہ اپنا ہی رہا اپنا نہ اب بیگانہ  
 جلا کر شمع پروانے کو ساری عمر روتی ہے  
 اور اپنی جان دے کر چین سے سوتا ہے پروانہ  
 کسی کی محفلِ عشرت میں پیہم دور چلتے ہیں  
 کسی کی عمر کا لبریز ہونے کو ہے پیما نہ  
 ہماری زندگی تو مختصر سی اک کہانی تھی  
 بھلا ہو موت کا جس نے بنا رکھا ہے افسانہ  
 یہ لفظِ سالک و مجذوب کی ہے شرح اے بیہم  
 کہ اک ہیشیا رنتم المرسلین اور ایک دیوانہ



مرے دردِ نہاں کا حال محتاجِ بیاں کیوں ہو  
 جو لفظوں کا ہو مجموعہ وہ میری داستاں کیوں ہو  
 پہنچ کر خونِ دل آنکھوں تک آنکھوں میں نہاں کیوں ہو  
 الہی حاصلِ دردِ محبت رائیگاں کیوں ہو  
 لحد پر آ کے میری خاک سے دامن کشاں کیوں ہو  
 نہیں معلوم تم اس درجہ مجھ سے بدگماں کیوں ہو  
 ترا جلوہ جو ہستی ہے تو پھر قیہِ نظر کیسی  
 مری ہستی جو پردہ ہے تو یہ بھی درمیاں کیوں ہو  
 مٹا دو شوق سے اگر مٹا دو میری تربت کو  
 جو تم پر مٹا ہوا اس کا اتنا بھی نشاں کیوں ہو  
 ترے قدموں پہ سر ہے سامنے تو ہے تصور میں  
 مرا نقشِ جبیں پھر بار سنگِ آستاں کیوں ہو  
 مجھے پامال بھی کرتے ہیں اندازِ لطفِ اعلیٰ سے  
 مجھی سے پوچھتے بھی ہیں کہ سرگرمِ فناں کیوں ہو  
 بہارِ عارضِ گلگوں کا جلوہ ہے نگاہوں میں  
 نزاں نا آشنا ہوں میں مجھے خوفِ خزاں کیوں ہو  
 کہاں ایمان کس کا کفر اور دیر و حرم کیسے  
 ترے ہوتے ہوتے اے جاںِ خیالِ دوہاں کیوں ہو  
 نئی دنیا بنا دی لذتِ ذوقِ اسیری نے  
 نفس کے رہنے والوں کو خیالِ آشتیاں کیوں ہو



ترے تیروں نے بیدم کو حیات جاودا بخشی  
حیات جاودا کا نام مرگ ناگہاں کیوں ہو



مرے ہوتے ہوتے کوئی شریک امتحان کیوں ہو  
ترا دردِ محبت بھی نصیب دشمنان کیوں ہو  
جو منزل تک پہنچنا ہے تو گردِ کارواں کیوں ہو  
جو گردِ کارواں بھی ہو تو گردِ رائیگاں کیوں ہو  
وہی بزمِ تجسلی ہے وہی نغموں کی بے تابی  
ابھی سنتے ہیں ہم خاموش سازِ کنفکاں کیوں ہو  
مراہست و عدم جب پاک ہے حسدِ تعین سے  
تو پھر تیرے لئے قیدِ مکان و لامکان کیوں ہو  
خیالِ وصلِ جاناں طالعِ بیدار دشمن ہے  
میری آنکھوں تک آتے آتے وہ خواب گئے اں کیوں ہو  
میری آنکھوں سے پردہ ہے جو دل میں رہنے والوں کو  
تخیلِ موجزن کیوں ہو تصورِ صوفیاں کیوں ہو  
اگر میں ہوں تو پھر تم کیا تمہاری جستجو کیسی  
نہیں ہوں میں تو مجھ پر میرے ہونے کا گماں کیوں ہو  
وہ شیدا حسن صورت پر فدائے حسنِ معنی ہم  
فسانہِ قیس کا بیدم ہماری داستاں کیوں ہو

یہ نہیں معلوم کوئی زینتِ آنکوش ہے  
 بے نیاز ہوش کتنا بے نیاز ہوش ہے  
 عرضِ حالِ دل کا اس کی بزم میں اک ہوش ہے  
 دفترِ صد آرزو گویا لبِ خاموش ہے  
 ساتی آنکھوں میں تری وہ بادۂ سر ہوش ہے  
 اک نظر میں منے کدہ کا منے کدہ بے ہوش ہے  
 روزِ وصلِ یار ہے کیسی قیامتِ حشر کیا  
 ذرہ ذرہ آج پھیلانے ہوئے آنکوش ہے  
 ایسے کھوئے ہیں کہ اپنا ہے نہ بیگانے کا ہوش  
 فکرِ فردا ہے نہ مستوں کو خیالِ دوش ہے  
 جلوہ گاہے ناز کے پردوں کا اٹھنا یاد ہے  
 پھر ہوا کیا اور کیا دیکھا یہ کس کو ہوش ہے  
 عرصۂ محشر میں اک طوفانِ برپا کر دیا  
 قطرہٴ خونِ دل عاشق میں کتنا ہوش ہے  
 وہ کہیں پھلے پہر آئیں گے بہرِ فاتحہ  
 شام ہی سے آج تو شمعِ لحدِ خاموش ہے  
 ان کے رخ سے پردہ اٹھ جائے تو پھر معلوم ہو  
 کس کو کتنی بے خودی ہے کس کو کتنا ہوش ہے  
 ایک بیسدم ہی نہیں تیار مرنے کے لئے  
 جو ترے کوچہ میں ہے اسے جان کن برہوش ہے

کاش مری جبین شوق سجدوں سے سرفراز ہو  
 یار کی خاک آستان تاج سر نیاز ہو  
 ہم کو بھی پائمال کر عمس ترمی دراز ہو  
 مستِ حرامِ ناز ادھر مشقِ حرامِ ناز ہو  
 چشمِ حقیقت آشنا دیکھے جو حسن کی کتاب  
 دفترِ صد حدیثِ راز ہر ورقِ مبارک ہو  
 سامنے روئے یار ہو سجدہ میں ہو سر نیاز  
 یونہی حریمِ ناز میں اٹھوں پہر نماز ہو  
 اس کے حریمِ ناز میں عقل و خرد کو دخل کیا  
 جس کی گلی کی خاک کا ڈرہ جہاں راز ہو  
 تیری گلی میں پا کے جا جائے کہاں ترا گدا  
 کیوں نہ وہ بے نیاز ہو تجھ سے جسے نیار ہو  
 بیدمِ خستہ ہجر میں بن گئی جان زار پر  
 جس نے دیا ہے دردِ دل کاش وہ چارہ ساز ہو



میں اور حسن یار کا جلوہ لئے ہوتے  
 ویران دل کا آنکھوں میں نقشہ لئے ہوتے  
 دردِ فراق، زخمِ جگر، داغِ ہائے دل  
 کیونکر کروں نہ سجدہ رہ کوئے بار میں  
 ذرہ ہے دلقریبی دنیا لئے ہوتے  
 صحرا میں پھر رہا ہوں میں صحرا لئے ہوتے  
 آیا ہوں ان کی بزم سے کیا کیا لئے ہوتے  
 ہر ذرہ ہے تجلی کعبہ لئے ہوتے

بت خانے سے عرض ہے نہ مسجد سے واسط  
پھرتی ہے مجھ کو تیری تمنا لے ہوتے  
جس شاخ پر چمن میں بنایا تھا آشیاں  
بجلی گرمی اسی کا سہارا لے ہوتے  
انکھوں میں پھر رہا ہے جمالِ مینرد دست  
غش میں کلیم برقِ تجبتی لے ہوتے

دنیا سے بے نیاز زمانہ سے بے خبر

بیدم ہے تیرا تیری تمنا لے ہوتے



کاشک سمجھے مرا سوزِ غم پنہاں کوئی  
زلزلوں سے نہ لحد کے ہو پریشاں کوئی  
اس سے ہم کہتے ہیں ملتا ہے جو انساں کوئی  
اللہ اللہ رے مرے غم کدہ دل کی بہار  
حشر کے دن کی درازی کا بھرم کھل جائے  
داغ ماتے غمِ جاناں سے ہے سینہ گلزار  
ناوک انداز تجھے اپنی اداؤں کی قسم  
ذرہ ذرہ ہے رہ عشق کا صحرائے جنوں  
لاکھوں آزادیاں اس ایک اسیری پہ تیار  
شانِ رحمت کے لئے جیلہٴ بخشش مل جائے  
گل کرے اُکے چرخِ تہ داماں کوئی  
ڈال دے قبر پہ خاکِ درِ جاناں کوئی  
کہ تری شکل میں پنہاں بھری جاں کوئی  
آج اسی اجڑے نئے گھر میں ہے مہماں کوئی  
دیکھ لے اُکے جو طولِ شبِ بحراں کوئی  
باغِ عالم میں ہے فردوسِ بداماں کوئی  
ترکشِ ناز میں رہ جاتے نہ پیکاں کوئی  
دشتِ مجنوں ہے بیاباں میں بیاباں کوئی  
آئے پہنچانے کو جب تادیرِ زنداں کوئی  
بات اتنی ہے کہ ہو جائے پشیاں کوئی

پردہ ہستی موہوم اٹھا دے بیدم

دیکھے پھر تیری طرح جلوۂ جاناں کوئی



میری تربت پہ ہے انگشت بدنداں کوئی  
 خاک میں مجھ کو ملا کر ہے پشیمان کوئی  
 رہنک عیسے ہو کوئی فخر سلیمان کوئی  
 ہو کے دیکھے تو گدا سے درِ جاناں کوئی  
 اب نہ وہ شور سلاسل ہے نہ آہوں کی صدا  
 لے گیا ساتھ ہی سب رونق زنداں کوئی  
 مشعلِ راہ وفا ہے مرا ذرہ ذرہ  
 کیوں میری خاک پہ کرتا ہے چراغاں کوئی  
 ان کے چہرے سے نقاب اٹھتے ہی دنیا بدلی  
 کوئی دامن ہے سلامت نہ گریباں کوئی  
 ہے جس میں ساقیِ سنگِ درِ جاناں جو نصیب  
 آج کل اپنے مقدر پہ ہے نازاں کوئی

پھر چلا کعبہ سے میں دیرِ بتاں کو بیدم  
 نہ ہوا ہو گا مری طرح پشیمان کوئی



بتھیلی پر لئے سرِ عشق کے دربار میں آیا  
 میں جس سرکار کا بستہ تھا اس سرکار میں آیا  
 یہ کیفیت کہاں دیر و حرم کی سجدہ گاہوں میں  
 جو لطفِ جہہ ساقیِ آستانِ یار میں آیا  
 نشیمن ہے نہ وہ گل میں نہ شاخِ اشیاں باقی  
 قفس سے چھوٹ کر ناسحق ہی میں گلزار میں آیا  
 غمِ ناکامی قسمت کی دنیا سے شکایت کیا  
 وہی بہتر ہے جو بیدم مزاجِ یار میں آیا



قسمت کھلی ہے آج ہمارے مزار کی  
 کیسا فشتار کیسی اذیت فشتار کی  
 وحشت یہ کہہ رہی ہے دل بقیار کی  
 کوچے میں تیرے دوش صبا پر سوار ہے  
 دل بھی گیا جگر بھی گیا جان بھی چلی  
 در پر جگہ نہ دامن دلدار پر قرار  
 نیرنگی زمانہ سے دل سیر ہو گیا  
 عبرت سے شیب و شباب پر میرے نظر کرو  
 لاؤ میں شام ہی سے نہ کچھ کھا کے سو رہوں  
 وہ جیتے جی تو بہر عیادت نہ آسکے  
 ناپائیدار ہستی ناپائیدار ہے

بیدم نہ اپنا نخل تمنا ہر اہوا  
 آئی بھی اور گذر بھی گئی رت بہار کی



چومی رکاب اٹھ کے کسی شہسوار کی  
 ہر شے میں دیکھتا ہوں جھلک حسن یار کی  
 اے اضطراب پردہ راز نہاں نہ کھول  
 بجلی کی طرح مجھ کو تڑپنے سے کام ہے  
 ہمت تو دیکھتے مرے مشت عبارت کی  
 مشتاق کو تمیز نہیں نور و نار کی  
 تجھ کو قسم ہے گوشہ دامان یار کی  
 باد صبا مٹاتی ہے میرے مزار کو  
 تصویر ہوں میں اپنے دل بے قرار کی  
 مٹتی ہے یادگار ترے یادگار کی

اچھا ہوا کہ حسرت و ارمان مٹ گئے اب چین سے کٹے گی دل بے قرار کی

بیدم جہاں میں صبح قیامت ہے جس کا نام  
شاید وہی سحر ہے شب انتظار کی



دلِ وحشی مرا شیدا ہے زلفِ عنبریں ہو کر  
چلا ہے نجد کو مجنوں کا سجادہ نشین ہو کر  
کسی کی سرکشی تیرے مقابل چل نہیں سکتی  
رہے گا آسماں بھی تیرے کوچہ کی زمیں ہو کر  
بڑا ہونا امید کی اسے بھی لے چلی دل سے  
خیالِ وصل جو برسوں رہا تھا دل نشین ہو کر  
ترے دامن نے برسوں شرم رکھی میرے زخموں کی  
تو کیا آلسوز پوچھے گی یہ تیری نشیں ہو کر  
کہو اب کیا علاج اس میری برگشتہ نصیبی کا  
کہ جب ہاں بھی کسی کے لب تک آتی نہیں ہو کر  
ہماری خاک ہوتی یار کے نقش قدم ہوتے  
ہم اس کوچہ میں رہتے کاش پونہ زمیں ہو کر  
یہ محرومی قسمت ہے کہ ان کے وصل کی حسرت  
رہی آنکھوں ہی آنکھوں میں نگاہ واپس ہو کر

کوئی روتے کسی کی بے نیازی کو غرض کیا ہے  
 کسی کے اٹک کیوں پونچھے کسی کی آستیں ہو کر  
 مرے ہی خرمین ہستی کو پھونکا اس نے اے بیم  
 بچایا غیر کا گھر میری آہ آتشیں ہو کر



دل کو میرے جلوہ گاہِ روتے روشن کر دیا  
 رشکِ جنت یار نے صحرائے ایمن کر دیا  
 تو نے کافر مجھ کو اے ایماں کے دشمن کر دیا  
 کعبہٴ دل کو مرے دیرِ برہمن کر دیا  
 اب باسانی نکل جائیں گی اپنی حسرتیں  
 یار کے تیر نظر نے دل میں روزن کر دیا  
 وسعتِ شوق لقا کیا پوچھتے ہو اے کلیم  
 جس نے ہر ذرہ مجھے وادیِ ایمن کر دیا  
 دشمنی سرکار کی کیا جانے کیا ڈھاتی ستم  
 دوستی نے آپ کی دنیا کو دشمن کر دیا  
 جوش و حسرت کیا کیا یہ کیا کیا دستِ جنوں  
 جامتہٴ ہستی کا میرے چاکِ دامن کر دیا  
 واہ ری قسمت جو دل کل تک تھا اس کی جلوہ گاہ  
 آج اس کو حسرتِ دارماں کا مسکن کر دیا



عشق پر دانہ سے ہے بیدم فروغ شمع حسن  
میری بدنامی نے ان کا نام روشن کر دیا



طور والے تری تنویر لئے بیٹھے ہیں  
جگر و دل کی نہ پوچھو جگر و دل میرے  
ان کے گیسو دل عشاق پھنسانے کے لئے  
اے تری شان کہ قطروں میں ہے دریا جاری  
پھر وہ کیا چیز ہے جو دل میں اتر جاتی ہے  
۷ عشرت سے بھرے جاتے ہیں اغیار کے جام  
ہم تجھی کو بت بے پیر لئے بیٹھے ہیں  
نگہ ناز کے دو تیر لئے بیٹھے ہیں  
جا بجا حلقہ زنجیر لئے بیٹھے ہیں  
ذرے خورشید کی تنویر لئے بیٹھے ہیں  
تیغ پاس ان کے نہ وہ تیر لئے بیٹھے ہیں  
ہم تھی کا سہ تفتدیر لئے بیٹھے ہیں

کشور عشق میں محتاج کہاں ہیں بیدم  
قیس و سہاہ کی جاگیر لئے بیٹھے ہیں



بھری دیا دامن مراد رُخ سے نقاب اٹھا دیا  
کیا کہیں اس نگاہ نے کیا لیا اور کیا دیا  
اپنے مریض ہجر کا خوب علاج کر گئے  
میری فغاں سے بارہا آیا زمیں پہ زلزلہ  
مجھ کو مٹا کے یار نے قبر بھی دی مری مٹا  
صورت شمع بزم ہوں میری فنا بقاہی کیا  
جتنی تھی آرزو مجھے اس سے کہیں سوا دیا  
ہم نے جو کچھ لیا لیا اس نے جو کچھ دیا دیا  
سینہ پہ رکھ کے دست ناز و درو جگر بڑھا دیا  
جب کبھی ویسے آہ کی عرش بریں ہلا دیا  
نام وفا کے ساتھ ساتھ نقش و فامٹا دیا  
شام ہوئی جلا دیا صبح ہوئی بکھبا دیا

بیدم زار کی اگر آہ کاواں نہیں اثر  
پھر کہو خواب ناز سے کس نے انہیں جگانا



محل کے قریں رہ کر مجنوں تو ہے محروم  
پٹا کے کلیجہ سے ہم رو ہی لیا کرتے  
دل آنا ہے دل جانا الفت نہیں آفت ہے  
دن آیا تو بے تاب رات آئی تو بے خوابی  
کنے کو تو ہم دو ہیں پر فرد ہیں عالم میں  
اسرارِ محبت کو سمجھے کہ نہ کچھ سمجھے  
یہ نیچی نظر والے اک فتنہ محشر ہیں  
پڑمردہ نہ ہوں کیا ہوں ہم مردہ نہ ہوں کیا ہوں

اور دید سے لیلیٰ کی پردوں کا کھلے مقسوم  
اے کاش کہیں ملتے ارمانِ دل مرحوم  
ہاں تم سے کیا سمجھو ہاں ہاں تمہیں کیا معلوم  
جب دل کی یہ حالت ہے خیریتِ جاں معلوم  
تم سانسہ کوئی ظالم ہم سانسہ کوئی منظلوم  
اتنا ہی ہوا معلوم کچھ بھی نہ ہوا معلوم  
کتنے کو بڑے بھولے بے چارے بڑے معصوم  
ہاں زندہ تھے زندہ تھا جب اپنا دل مرحوم

بیدم یہ محبت ہے یا کوئی مصیبت ہے  
جب دیکھے افسردہ جب دیکھے جب منموم



پہلو میں دل ہے دل میں تمنائے یار ہے  
چکر میں ہے سوار جو اس پر سوار ہے  
آہٹ پہ کان در پہ نظر بار بار ہے  
اک میں کہ مجھ سے سارے زمانے کو اختلاف ہے

آئینہ ہے جہاں وہیں آئینہ دار ہے  
کیا تیز گام ابلق لیل و نہار ہے  
کچھ خیر تو ہے کس کا تمہیں انتظار ہے  
اک تم کہ تم پر ساری خدائی نثار ہے

تم شوق سے بھاگتے جاؤ ستم کرو  
یوں جا رہا ہوں داؤرِ محشر کے سامنے  
دامن کسی کا چھوتے ہی معراج ہو گئی  
جھگڑا پکائیں جان ہی دے دیں فراق میں  
کس کو سنا رہی ہے صبا مژدہ بہار  
نیرنگ روزگار پہ کس کی نظر نہیں

بیدم ملے جو مجمعِ احبابِ دل نواز

پھر تو خنداں بھی ہو تو ہماری بہار ہے



گھونگھٹ اس رخ سے گر جڈا ہو جائے  
جاں تم پر مری فدا ہو جائے  
کام کر جائے ان کی پہلی نظر  
تم اگر زہر بھی مجھے دے دو  
کہتے تو کھینچیں دل سے آہ کوئی  
ان کے در پر مروں میں سجدے میں  
اک مری حبان کے ہیں سو بھگڑے  
آپ اور پاس قول ہنا ممکن

پھر خدا جانے کیا سے کیا ہو جائے  
دل لگانے کا حق ادا ہو جائے  
ابستدہی میں انتہا ہو جائے  
دردِ دل کی مری دوا ہو جائے  
کہتے تو حشر ابھی بپا ہو جائے  
عمر بھر کی قضا ادا ہو جائے  
فیصد کر دو فیصلہ ہو جائے  
آپ کا وعدہ اور وفا ہو جائے

بس بھلائی اسی میں ہے بیدم

غیر سے ان کا دل بُزا ہو جائے

اس کو دنیا اور نہ عجب چاہیے  
 اب جو کچھ کرنا ہے کرنا چاہیے  
 ان بتوں سے دل لگانے کے لئے  
 دیکھنا ان کا تو قسمت میں نہیں  
 وہ نہیں آئے تو وعدہ پر نہ آئیں  
 مجھ سے نفرت ہے تو نفرت ہی سہی  
 حشد والوں کو دکھانے کے لئے  
 آ کے اب جاتا کہاں ہے تیرناز  
 قیس لیلے کا ہے لیلے چاہیے  
 آج ہی سے منکر فردا چاہیے  
 سچ ہے پتھر کا کیجا چاہیے  
 دیکھنے والے کو دیکھا چاہیے  
 انے اجل تجھ کو تو آنا چاہیے  
 چاہیے غیسروں کو اچھا چاہیے  
 اک ترے کوچہ کا نقشا چاہیے  
 تجھ کو میرے دل میں رہنا چاہیے

توڑ کر بیدم بت پندار کو

دیر کو کعب بنانا چاہیے



ساتھ دے کون ترے عشق میں وحشت کے سوا  
 ہجر کی راتوں کے جاگے جو لحد میں سوئے  
 یہی تقولے ہے یہی زہد یہی حسن عمل  
 بے خبر بھی ہوں میں اس حسن سے خود رفتہ بھی  
 وائے ناکامی قسمت کہ وہ فرماتے ہیں  
 عرصہ حشر میں ہے شور کہ وہ آتے ہیں  
 اس قدر مشق تصور ہو مری آنکھوں کو  
 ہے یہی مئے کدہ پیر معنوں کی تعلیم  
 کوئی ٹھہرے تو کہاں کنج طامت کے سوا  
 کون اٹھائے گا انھیں شور قیامت کے سوا  
 کوئی سرمایہ نہیں تیری محبت کے سوا  
 اور عالم بھی ہے اک عالم حیرت کے سوا  
 اور باتیں کرو اظہار محبت کے سوا  
 یہ تو اک اور قیامت ہے قیامت کے سوا  
 کہ نظر آئے نہ کچھ یار کی صورت کے سوا  
 شغل کوئی نہیں شغل فے الفت کے سوا

برہمن دیر کو کعبہ کو گئے حضرت شیخ  
 رنج و غم یاس و قلق حسرت و حرمان و الم  
 ہم کہاں جائیں گے تیرے در دولت کے سوا  
 سب گوارا ہیں مجھے اک تیری فرقت کے سوا  
 پھونک دے پھونک دے سب اس کی محبت کے سوا  
 شوق سے آتش فرقت جگر و دل کو جلا

شیخ کی باتوں میں بیدم مراجی کیا پہلے

اس کو آتا نہیں کچھ دوزخ و جنت کے سوا



بیگانگی دل کے افسانے کو کیا کہتے  
 جب دونوں ہی روشن ہیں اک تیری تجلی سے  
 اپنا نہ ہوا اپنا بیگانے کو کیا کہتے  
 پھر کعبہ تو کعبہ ہے بت خانے کو کیا کہتے  
 ان مست نگاہوں کی تاثیر معاذ اللہ  
 گردش میں زمانہ ہے پیمانے کو کیا کہتے  
 اے مشعل بزم دل و اے شمع حریم جاں  
 سب تجھ پہ تصدق ہیں پوانے کو کیا کہتے  
 آتے ہیں ستانے کو جاتے ہیں رلانے کو  
 اس آنے کو کیا کہتے اس جانے کو کیا کہتے  
 فرقت میں جدھر دیکھو وحشت ہی برستی ہے  
 جب گھر کا یہ عالم سے ویرانے کو کیا کہتے

وہ رو کے مرا بیدم دامن سے لپٹ جانا

اور ان کا یہ فرمانا دیوانے کو کیا کہتے



سورج کی کرن یا کاکھٹناں یا عقد ثریا سہرا ہے

اک نور کا پتلا دولہا ہے اک نور سراپا سہرا ہے

بہتر، برتر، افضل، اعلیٰ محبوب دل آرا سہرا ہے

دنیا کی نگاہیں کیوں نہ پڑیں دنیا سے نرالا سہرا ہے

سہرے کی چمک مکھڑے کی دکا نہت نہت گہمت کے پردے میں  
 سہرے میں دکنا ہے مکھڑا مکھڑے پر چمکتا سہرا ہے  
 طرہ پر پیچ اور عامر، بدھی، مہدی گنگنا، غازہ  
 دولہا ہے مرصع سرتاپا ایسا ہی اس کا سہرا ہے  
 بیدم اسے گوندھ کے لایا ہے گلہائے مضامین چن چن کر  
 پھولوں کا نہیں موتی کا نہیں گلہائے سخن کا سہرا ہے



ان کے ناوک آ کے سینہ میں مرے کیا دیکھتے  
 دل کے ہر گوشہ میں ارمانوں کی دنیا دیکھتے  
 لطف تو جب تھا کہ ہم تو دیکھتے ان کا جمال  
 اور ہماری بے خودی کا وہ تماشا دیکھتے  
 باغ میں چھپ چھپ کے جانے کا نتیجہ مل گیا  
 کتنے شرماتے وہ جب زگس کو دیکھا دیکھتے  
 طالع بیدار دکھلاتا تری صورت تو ہم  
 دیدہ یعقوب سے خواب زلیخا دیکھتے  
 اشک حسرت کی فراوانی بھی اک طوفان ہے  
 یوں تو قطرہ ہے جو بہہ جاتا تو دریا دیکھتے  
 ہوش و حشت میں دکھاتے ہمت دست جنوں  
 ہم اگر کچھ وسعت دامن صحرا دیکھتے

قافلے پہنچے ہزاروں منزل مقصود تک  
ہم اکیلے رہ گئے نقشِ کعبہ پا دیکھتے  
دیدِ گل کے واسطے ببل کی آنکھیں چاہیے  
قیس کی آنکھوں سے بیدم حسن لیلے دیکھتے



غمزہ پیکان ہوا جاتا ہے      دل کا ارمان ہوا جاتا ہے  
دیکھ کر الجھی ہوئی زلف ان کی      دل پریشان ہوا جاتا ہے  
تیری وحشت کی بدولت اے دل      گھر بیابان ہوا جاتا ہے  
ساز و سامان کا نہ ہونا ہی مجھے      ساز و سامان ہوا جاتا ہے  
مشکل آسان ہوئی جاتی ہے      کیوں پریشان ہوا جاتا ہے  
دل سے جاتے ہیں مرے صبر و قرار      گھریہ ویران ہوا جاتا ہے

دل کی رگ رگ میں سما کر بیدم  
درد تو جان ہوا جاتا ہے



اپنی ہستی کا اگر حسن نمایاں ہو جائے  
تم جو چاہو تو مرے درد کا درماں ہو جائے  
ادھمک پاش تھم اپنی ملاحمت کی قسم!  
دینے والے تجھے دنیا ہے تو اتنا دے دے  
آدمی کثرتِ انوار سے حیراں ہو جائے  
ورنہ مشکل ہے کہ مشکل مری آساں ہو جائے  
بات تو جب ہے کہ ہرزحم نمک داں ہو جائے  
کہ مجھے شکوہ کوتاہی داماں ہو جائے

اس سیہِ نخت کی راتیں بھی کوئی راتیں ہیں      خواب راحت بھی جسے خواب پریشیاں ہو جائے  
 خواب میں بھی نظر آجائیں جو آثارِ بہار      بڑھ کے دامن سے ہم آنکوش گریباں ہو جائے  
 سینہ شبلی و منصور تو پھونکا تو نے !      اس طرف بھی کرم اے جنبشِ داماں ہو جائے  
 آخری سانس بنے زمزمہ ہو اپنا      سازِ مضراب فنا تارِ رگ جاں ہو جائے

تو جو اسرارِ حقیقت کہیں ظاہر کرے

ابھی بیہم رسن و دار کا ساماں ہو جائے



ذرے ذرے سے ترا حسن نمایاں ہو جائے  
 اس کی پرواہ نہیں نظارہ پریشیاں ہو جائے  
 جی بہلنے کا جنوں میں کوئی ساماں ہو جائے  
 گھر بیاباں میں ہو یا گھر میں بیاباں ہو جائے  
 دل وہی دل ہے جو خاکِ رہِ محبوب بنے  
 جان وہ جان ہے جو یارِ پہِ قرباں ہو جائے  
 زاہد اس کو کہیں جانے کی ضرورت کیا ہے  
 کعبہ جس کے لئے سنگِ درجاناں ہو جائے  
 اسی امید پہ ہم خاکِ درِ یار ہوئے  
 کہ رسائی کہیں تا گوشہِ داماں ہو جائے  
 ایک دم میں حرم و دیر کے جھگڑے مٹ جائیں  
 یار کا حسن جو بے پردہ نمایاں ہو جائے



تیرے قبضہ میں ہے جب تک ہی تری تیغ ہے تیغ

میرے سر تک جو پہنچ جائے تو احساں ہو جائے

یا تو پہنچا دے گلستاں میں قفس کو صیاد

یا یہی کنج قفس صحن گلستاں ہو جائے

یہ بھی اک معجزہ وحشتِ دل ہے بیدم

کہ مری خاک کا ہر ذرہ بیاباں ہو جائے



حضورِ خواجہ گلگوں قبا کی چادر ہے

تمام خلق کے حاجت روا کی چادر ہے

یہ یادگارِ شہ کربلا کی چادر ہے

غریب پرور و مشکل کشا کی چادر ہے

جناب وارث آلِ عبا کی چادر ہے

امیرِ شہرِ ولایت، کریم ابن کریم

نبی کے لال کی مولا علیؑ کے جانی کی

گدا نواز، سخی دستگیرِ مظلوماں

ملے گا حسن کا صدقہ غریب بیدم کو

جمیل حسن جمالِ خدا کی چادر ہے



پھولوں سے جدا کلیاں کلیوں سے جدا ڈالی

سرکار میں لائے ہیں اربابِ وفا ڈالی

غل ہے کہ نقاب اس نے چہرے اٹھا ڈالی

جب بن گئی اک صورت اک شکل مٹا ڈالی

یوں گلشنِ ہستی کی مالی نے بنا ڈالی

سر رکھے ہتھیلی پر اور لختِ جگر چن کر

رویہ کھوں میں اس کو یا مژدہ بیداری

اشدر سے تصور کی نقاشی و تیرنگی

ساقی نے ستم ڈھایا برسات میں ترسایا      جب فصل بہار آئی دوکان اٹھا ڈالی  
 خون دل عاشق کے اس قطرہ کا کیا کہنا      دنیائے وفا جس نے رنگین بنا ڈالی  
 بیدم ترے گریہ نے طوفان اٹھا ڈالے  
 اور نالوں نے دنیا کی پستیاد ہلا ڈالی



قلب مضطر سے سنی جب داستان آرزو      بجلیاں کرنے لگیں شرح بیان آرزو  
 کس قدر پردرد ہے میرا بیان آرزو      رو دیا جو سننے بیٹھا داستان آرزو  
 کیوں نہ پھر سُن کے ہر گل چاک پیرا ہن کرے      لے اڑی ببل مرا طرز بیان آرزو  
 رعب حسن یار سے محفل میں ہم خاموش ہیں      دیدہ حیرت زدہ ہے ترجمان آرزو  
 کل زمین آرزو تھی رشکِ خرچ ہفتیمیں      فرش پا انداز ہے اب آسمان آرزو  
 سن لیا اس نے جو کچھ ہم نے دم آخر کہا      تھی نگاہ واپس گویا زبان آرزو  
 اے دل مضطر ترے دم تک ہے بیدم کی حیات  
 تو مٹا تو مٹ گیا نام و نشان آرزو



تیغ کھینچی اس نے اور تیور بدل کر رہ گیا  
 آج بھی شوقِ شہادت ہاتھ مل کر رہ گیا  
 نزع میں بیمارِ غم کروٹ بدل کر رہ گیا  
 جب کہا اس نے سنبھل سنبھلا سنبھل کر رہ گیا

سبیل اشک آنکھوں سے نکلا خون دل کے ساتھ ساتھ  
 ان کے دامن پر پڑا، مچلا، مچل کر رہ گیا  
 میرے آنکوش تصور سے نکلنا ہے محال  
 اب خیال یار تو سانچے میں ڈھل کر رہ گیا  
 آتش رشک و حسد سے سنگ بھی خالی نہیں  
 دید موئے کو ہوئی اور طور جل کر رہ گیا  
 اک ہمارا دل کہ محو لذت دیدار شمع  
 ایک پروانہ کو دیکھا اور جل کر رہ گیا  
 رازِ دل کا پردہ رکھا رعب حسن یار نے  
 حرفِ مطلب منہ سے نکلا اور جل کر رہ گیا  
 یادِ جاناں میں ترمی شعلہ مزاجی کے تبار  
 دل میں جو کچھ تھا سوا تیرے وہ جل کر رہ گیا  
 جان نثاروں کا تھا آج اس درجہ مقتل میں ہجوم  
 خنجرِ قاتل بھی دو اک ہاتھ چپل کر رہ گیا  
 سوز و سازِ عشق کا انجبا م بیدم دیکھ لو  
 شمع ٹھنڈی ہو گئی پروانہ جل کر رہ گیا



کہہ رہا ہے ضعف اپنے نالہ شب گیر کا  
 پہلے عاشق کو بناتے ہیں نشانہ تیر کا  
 کوئی اتنا ہو کہ دامن تمام لے تاثیر کا  
 یوں پرکھ لیتے ہیں وہ کھوٹا کھرا تقدیر کا

لوٹ کر جو دل میں رہ جاتا ہے ٹکڑا تیر کا  
 المدد سے جذبِ دل اب لاج تیرے ہاتھ ہے  
 دل تو دل سبحان بھی مانگے تو میں حاضر کروں  
 ہے نقاب صورتِ موہوم میری بے خودی  
 نشیماں مالوں کی ہم نے دیکھ لیں بس دیکھ لیں  
 اے تری قدرت کے صدقے تیری صنعت کے نثار  
 دیدہ مشتاق کی اللہ سے محرومیاں  
 ناتوانی سے مرے رنگ پریدہ کی طرح  
 ہو محبت میں نہ کیوں زنداں کی پابندی عزیز  
 کچھ نہ پوچھو ذرہ ہائے کوائے جاناں کی چمک  
 بس وہی ٹکڑا ہے ٹکڑا قسمتِ پنجر کا  
 امتحاں ہے آج میری آہ بے تاثیر کا  
 یہ نہیں ممکن کہ دل توڑوں تمہارے تیر کا  
 میری عریانی ہے پیراہن مری تصویر کا  
 دردِ دل اٹھ تو ہی دامنِ تھام لے تاثیر کا  
 خاک کا پتلا بنے خاک تری تصویر کا  
 اٹھ گیا گھونگھٹ تو پردہ پڑ گیا تنویر کا  
 کھینچتے کھینچتے اڑ گیا خاک مری تصویر کا  
 سلسلہ ملتا ہے زلفِ یار سے زنجیر کا  
 سامنا کرتے ہیں برقِ طور کی تنویر کا

میں بھی ہوں قاتل بھی ہے خنجر بھی ہے مقل بھی ہے

آج بیدم فیصلہ ہو گا مری تقدیر کا



نخیال میں بھی وہ گل ہم سے ہمکنار نہیں  
 یہ سینہ داغوں سے کب رشک لالہ زار نہیں  
 وہی بھلے ہیں جو مئے خانے میں خراب ہوئے  
 عجب مزا ہے مرادل ہے اس طرف بے چین  
 یہ کیسی ہوش ربا تھی نگاہِ ساقی کی  
 یہ آس لاتی ہے در پہ ترے کریم مجھے  
 بہار ہوگی ہمارے لئے بہار نہیں  
 تم آکے دیکھو تو کس دن یہاں بہار نہیں  
 وہ ہوشیار ہیں ساقی جو ہوشیار نہیں  
 نگاہِ شوخ کو ان کی ادھر قرار نہیں  
 کہ آج بزم میں کوئی بھی ہوشیار نہیں  
 کہ یاں کبھی نہیں سنتا امیرِ ارض نہیں

یہ کس کی یادِ مژہ کر گئی مجھے بے چین      یہ آج کیوں کسی پہلو مجھے قرار نہیں  
مرے سر آنکھوں پہ رسوائیاں محبت کی      ملامتی ہوں ملامت سے مجھ کو عار نہیں

سنا ہی کرتے تھے بیدم پر اب تو دیکھ لیا  
کہ بگڑے وقت میں کوئی کسی کا یار نہیں



جس جگہ دل ہے وہیں یار کا پیکان بھی ہے  
صاحبِ خانہ جہاں ہے وہیں مہمان بھی ہے  
یاس و حراماں بھی ہے حرمت بھی ہے ارمان بھی ہے  
اتنے سامانوں پہ دل بے سرو سامان بھی ہے  
میرے سینے میں جہاں دل وہیں پیکان بھی ہے  
درد کے ساتھ مرے درد کا درمان بھی ہے  
مجھ کو دشوار ہے ملنا ترا آسانی سے  
تو جو چاہے تو یہ مشکل مری آسان بھی ہے  
خانہ دل میں جہاں بیٹھ گیا بیٹھ گیا  
عجب آرام طلب آپ کا پیکان بھی ہے  
پاؤں پھسلیں تو کہاں چادرِ عریانی میں  
ہاتھ اٹھیں تو کہاں جائیں گریبان بھی سے  
او کماندار کر اک تیر میں دونوں کا شکار  
دل بھی زد پر ہے نشانی پہ مری جاں بھی ہے

جس کی اس عالم صورت میں ہے رنگ آمیزی  
 اسی تصویر کا خاکہ تو یہ انسان بھی ہے  
 میرا لاشہ یونہی بے گور و کفن رہنے دو  
 ایسے جو مرتے ہیں ان کی یہی پہچان بھی ہے  
 کیوں نہ متوالا ہو بیدم ترا اے پیر مغال  
 مستی بادہ ہے کیفِ عرفان بھی ہے



کعبہ کا شوق ہے نہ صنم خانہ چاہیے  
 ساغر کی آرزو ہے نہ بیمانہ چاہیے  
 حاضر ہیں میرے جیب و گریباں کی ڈھیاں  
 عاشق نہ ہو تو حسن کا گھر بے چراغ ہے  
 پروردہ کرم سے تو زیبا نہیں حجاب  
 شکوہ ہے کفر اہل محبت کے واسطے  
 بادہ کشوں کو دیتے ہیں ساغریہ پوچھ کر  
 جاننا نہ چاہیے درجانا نہ چاہیے  
 بس اک نگاہ مرشد مئے خانہ چاہیے  
 اب اور کیا تجھے دل دیوانہ چاہیے  
 لیلیٰ کو قیس شمع کو پروانہ چاہیے  
 مجھ خانہ زاد حسن سے پردا نہ چاہیے  
 ہر اک بھائے دوست پہ شکرانہ چاہیے  
 کس کو زکوٰۃ زنگس مستانہ چاہیے

بیدم نماز عشق یہی ہے خدا گواہ  
 ہر دم تصویرِ رخ جانانہ چاہیے



جب خیال یار کا مسکن مراسینہ ہوا  
 سامنے آنکھوں کے اک حیرت کا آئینہ ہوا  
 وقتِ آخرِ بامِ مقصد تک مجھے پہنچا دیا  
 ہچکیوں کا تار میرے واسطے زینہ ہوا  
 پر تو حسن و جمال یار سے بعد فنا  
 ذرہ ذرہ خاک کا میری اک آئینہ ہوا  
 مدتیں گزریں کہ خالی کاسہ دل تھا مگر  
 دولتِ دیدار ہاتھ آئی تو گنجدینہ ہوا  
 پیہم آتے ہیں اسی جانب خدنگ نازیار  
 تودہ مشقِ ستم گویا مراسینہ ہوا  
 یوں تو پہلے بھی تھا دل آئینہ کہنے کے لئے  
 آپ کو دیکھا تو آئینہ کا آئینہ ہوا  
 اب قبائے رندیت سے کون بدلے گا اسے  
 جامہ زہد و ورع زاہد کا پارینہ ہوا  
 ایک تھا میں اور تو لیکن یہ حسن اتفاق  
 تو بتا تصویر اور میں تیرا آئینہ ہوا  
 ہیڈم ان کے گیسو و رخ کا جو نظارہ کیا  
 شبِ شبِ تدر اور دن نوروز آئینہ ہوا



سنانے کو ہیں بتلائے محبت      سنو تو کہیں ماہِ برائے محبت  
 جو دینا تھا تجھ کو خدائے محبت      مجھے موت دیتا بجائے محبت  
 وہی دن تو دل کی تباہی کا دن تھا      کہ جس دن پڑی تھی بنائے محبت  
 محبت کے کوچے میں جو مٹ گئے ہیں      ہے زیبا انھیں پر قبائے محبت  
 مری آنکھ ہے منظرِ حسنِ جاناں      مراد دل ہے خلوتِ سرائے محبت  
 کر دل کیوں نہ سجدے تجھے حسنِ جاناں      میں بندہ ہوں تو ہے خدائے محبت  
 یہ ہر اک سے ہم پوچھتے پھر رہے ہیں      کوئی جانتا ہے دوائے محبت  
 شہِ حسن کچھ اپنی نیرات دینا      کہ حاضر ہیں در پر گدائے محبت  
 ظہورِ محبت بقائے دل و جاں      فنائے دو عالم فنائے محبت

وفا گر کرے زندگی اپنی بیدم  
 تو تاشتر جھیلوں جفائے محبت



تجھ سے پاتے نہیں اے دوست یہ منزلِ خالی      تو ہی تو ہوتا ہے ہو جاتا ہے جب دل خالی  
 تنگ ہے جائیں جو در سے تیرے سائلِ خالی      بھر دے کاسہ جو ہو ساقی سرِ محفلِ خالی  
 پھر اسی طرح سے ہو زینتِ محلِ اے یار      ہم سے دیکھا نہیں جاتا ترا محلِ خالی  
 اشک یوں آنکھوں سے بیگانہ ہوتے وصل کی شب      کشتیاں ہوتی ہیں جیسے لب ساحلِ خالی

فصلِ گل جاتے ہی گلشن ہوا ویراں بیدم  
 کر گئے اپنے نشیمن کو عتادِ خالی





صبر آئے کس طرح ترے قول و قرار پر  
 طول اس قدر ہوا گلہ اختصار پر  
 آنسو بہا رہے ہیں وہ میرے مزار پر  
 طعرا بنا ہے صنعت پروردگار کا  
 مشتاق دید ہوں مجھے جلوہ دکھائیے  
 قلب حزیں کے گرد ہیں ارمان اس طرح  
 واعظ مرے گناہوں پر تیری نگاہ ہے  
 لیجے نکل کے دیدہ گریاں سے طفل اشک  
 پایا ہے میں نے خاک میں مل کر درجیب  
 تم کو ترس نہ آئے تعجب کی بات ہے  
 یاں تک بڑھی کہ روز قیامت سے بڑھ گئی

کیا اعتبار زندگی مستعار پر  
 آخر کو بات ٹل گئی روز شمار پر  
 ابر کرم برستا ہے مشیتِ غبار پر  
 ہر نقش صفحہ چمن روزگار پر  
 بہر حدانہ ٹالنے روز شمار پر  
 پروانے جیسے جمع ہوں شمع مزار پر  
 میری نظر ہے رحمت پروردگار پر  
 چلے ہوئے ہیں گوشہ دامان یار پر  
 ناحق ہے رشک غیروں کو میرے وقار پر  
 دشمن بھی رو رہے ہیں میرے حال زار پر  
 حیرت ہے مجھ کو طول شب انتظار پر

بیدم اگر نذرانہ کونین بھی ملے  
 صدقے کروں میں دولت دیدار یار پر



دل تاک رہی ہے تری دوز دیدہ نظر آج  
 لٹا ہے مری پیاری تمناؤں کا گھر آج  
 شاید کہ ہوتی میرے میسا کو خبر آج  
 اب ٹیس ہی دل میں ہے نہ وہ درد جگر آج

دیکھا نگہ لطف سے اس بت نے ادھر آج  
 کچھ ہو تو چلا ہے مری آہوں میں اثر آج  
 گم ہو گئے گم کر گئی ساقی کی نظر آج  
 پیروں نہیں ہوتی ہمیں آپ اپنی خبر آج  
 یوں ہی جو ترقی پہ رہا دردِ جگر آج  
 بیمار ترا دیکھ نہ پائے کا سحر آج  
 صد شکر یہ دن ترک تمنائے دکھایا  
 اب ڈھونڈھتا پھرنا ہے دعاؤں کو اثر آج  
 دشمن بھی ہے اور ہم بھی ہیں مشتاق شہادت  
 اب دیکھیں تری تیغِ ادھر ہو کہ ادھر آج  
 کم صبح قیامت سے نہیں صبحِ شب ہجر  
 دیتے ہیں خبرِ حشر کی آثارِ سحر آج  
 ہو جائے نہ اس بزم میں اظہارِ محبت  
 لے ڈوبیں نہ مجھ کو یہ کہیں دیدہ تر آج  
 دل ہی کو قرار آئے نہ وہ آئیں نہ موت آئے  
 کٹتی ہے شبِ ہجر نہ ہوتی ہے سحر آج  
 گلہ دستہ تحسین ترا نذرانہ ہے بیدم  
 گل ہائے فصاحت کا ہے سہارتے سحر آج



گلزارِ محبت کی فضا میرے لئے ہے  
 بس خوب یہی آب و ہوا میرے لئے ہے  
 ہے ہاتھ میں دامن مرے فرزند نبی کا  
 بولتے چمنِ آلِ عب میرے لئے ہے  
 ہاں شبنمِ حسنِ ازل سے ہوں میں تیرا  
 ہاں ہاں تیری الفت کا مزا میرے لئے ہے  
 وارثِ ترا در مجھ سے نہیں چھوٹنے والا  
 میں تیرا ہوں تو نامِ خدا میرے لئے ہے  
 بے ہوش ہوا ہوں نگہِ مست سے تیری  
 کافی تیرے دامن کی ہوا میرے لئے ہے  
 تو لاکھ کھنچے مجھ سے نہ چھوڑوں گا میں دامن  
 کیا اور کوئی تیرے سوا میرے لئے ہے  
 ہاں ہاں مجھے تو شربتِ دیدار پلا دے  
 ہاں ہاں یہی داروئے شفا میرے لئے ہے  
 زاہد تری قسمت میں کہاں ایسی عبادت  
 یہ سجدہٴ نقشِ کف پا میرے لئے ہے  
 میں عشق کے کوپے سے کہیں جا نہیں سکتا  
 اک مرشدِ کامل کی دعا میرے لئے ہے  
 آزادہ روی سے میں اغیار کے بیدم  
 پابندیِ آئین و ف میرے لئے ہے

ہم بھی ہوں یا رہی ہو لطف ملاقات رہے  
 یہی دن ہوں یہی راتیں یہی برسات رہے  
 شب کو زندوں میں عجب لطف مساوات رہے  
 مختلف شکل میں سب ہوں مگر اک ذات رہے  
 رات دن صحبت اغیار مبارک باشد  
 آپ دن کو بھی وہیں جائیں جاں رات رہے  
 سخت جانی ہے ادھر پاس نزاکت ہے ادھر  
 نغیب یار کی اللہ کرے بات رہے  
 کس کے پہلو میں رہے کیسے رہے یہ نہ کہو  
 مگر اتنا تو بتا دو کہ کہاں رات رہے  
 عمر سب حلقہ رنداں میں بسر کی ہم نے  
 مر کے بھی خاکِ در پیر خراباں رہے  
 مئے کدہ تیرا سلامت رہے اور تو ساقی  
 تا ابد قبہ حاجات و مرادات رہے  
 منہ نہ موڑیں گے محبت میں وفا سے بیدم  
 جان جاتی رہے کیا غم ہے مگر بات رہے



وہ کیا نہیں کرتے ہیں، وہ کیا نہیں کر سکتے  
 کرتے نہیں، کیا میری دوا کر نہیں سکتے

گرتوں کو اٹھایا، کبھی مردوں کو جلایا  
 کیا میری مدد شیرِ خدا کر نہیں سکتے  
 اب زیست سے تنگ آگیا بیمار تمھارا  
 تم زہر ہی دے دو جو دوا کر نہیں سکتے  
 باز انہیں سکتے وہ کبھی اپنی جفا سے  
 ہم ترک رہ و رسم و فاکر نہیں سکتے  
 یہ قیدِ مصائب بھی کوئی قید ہے بیدم  
 وہ چاہیں تو کیا تجھ کو رہا کر نہیں سکتے



کاش مجھ پر ہی مجھے یار کا دھوکا ہو جائے  
 دید کی دید تماشے کا تماشا ہو جائے  
 دیدۂ شوق کہیں راز نہ افشا ہو جائے  
 دیکھ ایسا نہ ہو اظہارِ تمنا ہو جائے  
 آپ ٹھکراتے تو ہیں قبرِ شہیدانِ وفا  
 حشر سے پہلے کہیں حشر نہ برپا ہو جائے  
 آپ کا جلوہ بھی کیا چیتہ ہے اللہ اللہ  
 جس کو آجائے نظر وہ بھی تماشا ہو جائے  
 کم نہیں روزِ قیامت سے شبِ وصل اس کی  
 شام ہی سے جسے اندیشہِ فردا ہو جائے

کیا ستم ہے تیرے ہوتے ہوئے لے جذبہ دل  
 میرا چاہا نہ ہو اور غیر کا چاہا ہو جائے  
 شرم اس کی ہے کہ کہلاتا ہوں کشتہ تیرا  
 زندہ علیے سے جو ہو جاؤں تو مرنا ہو جائے  
 میرا سامان مری بے سرو سامانی ہے  
 مر بھی جاؤں تو کفن دامن صحرا ہو جائے  
 دور ہو جائیں جو آنکھوں سے حجابات دوئی  
 پھر تو کچھ دوسری دنیا مری دنیا ہو جائے  
 اس کی کیا شرم نہ ہو گی تجھے لے شانِ کرم  
 تیرا بندہ جو تیرے سامنے رسوا ہو جائے  
 تو اسے بھول گیا وہ تجھے کیونکر بھولے  
 کیسے ممکن ہے کہ بیدم بھی تجھی سا ہو جائے



دل میں جو ترے تیر نظر آئے ہوئے ہیں  
 وہ مجھ پر مری جان ستم ڈھائے ہوئے ہیں  
 دل کیا ہے جگر تک مرا برمائے ہوئے ہیں  
 پیکاں ترے تیروں کھنڈ ڈھائے ہوئے ہیں  
 آئے بھی شب وعدہ تو کیا آئے کہ آ کر  
 بے طرح پریشان ہیں گھبراہٹے ہوئے ہیں

مخمل میں تو شوخی سے کئے قتل ہزاروں

خلوت میں جو آئے ہیں تو شرمائے ہوئے ہیں

اس پر بھی وہ ملتے ہیں تو ایمان ہے ان کا

غیروں سے جو ملنے کی قسم کھائے ہوئے ہیں

معتوق ہیں کچھ کا کل پیچاں تو نہیں آپ

کیوں الجھے ہوئے بیٹھے ہیں بل کھائے ہوئے ہیں

بیدم وہ بواں ہوں گے تو کیا ہوں گے نہ پوچھو

پچپن ہی سے جو اتنے ستم ڈھائے ہوئے ہیں



کیا کیا میں کہوں تجھ کو اے جلوۂ جانانہ

ان دونوں سے آگے چل اے ہمت مردانہ

مے خانہ میں حاضر ہے دردی کش مے خانہ

تو مجھ میں ہے میں تجھ میں اے جلوۂ جانانہ

شیشہ پر گما شیشہ پیمانے پر پیمانہ

اے زینت ہر مخمل اے صاحب ہر خانہ

چھوٹا ہے نہ چھوٹے کا سنگ در جانانہ

پروانہ بنے بلبل بلبل بنے پروانہ

جب ٹلتے ہیں بنتے ہیں خاک در مے خانہ

سب یار کے جلوے میں اپنا ہے نہ بیگانہ

شمع حرم جاں ہے یا مشعل بت خانہ

منزل مرے مقصد کی کعبہ ہے نہ بت خانہ

مے خواروں کے صدقے میں ساقی کوئی پیمانہ

سب نقش خیالی میں کعبہ ہو کہ بت خانہ

ساقی ترے آتے ہی یہ جوش ہے مستی کا

میرادل ویراں بھی آباد کئے جانانہ

زاہد میری قسمت میں سجدے ہیں اسی در کے

تو شمع صفت اے گل آئے جو سہر مخمل

مٹ کر بھی رہے باقی جو تجھ پر مٹے ساقی

یاں کافر و مومن کی تفریق ہے لا حاصل

کیا لطف ہو محشر میں میں نکوے کئے جاؤں وہ ہنس کے کہے جائیں دیوانہ ہے دیوانہ  
 معلوم نہیں بیدم میں کون ہوں اور کیا ہوں  
 یوں اپنوں میں اپنا ہوں بیگانوں میں بیگانہ



اک ذرہ سی بات کا افسانہ گھر گھر ہو گیا  
 چار حرفِ آرزو تھے جن کا دفتر ہو گیا  
 قیدی زندانِ غم اس درجہ خود سر ہو گیا  
 سر بہاں دیوار سے مارا وہیں در ہو گیا  
 میرے دل کے راز کا اظہار سب پر ہو گیا  
 جو نہ ہونا تھا وہی اسے دیدہ تر ہو گیا  
 اضطرابی کا خزانہ دیدہ تر ہو گیا  
 جو گرا فرقت میں آنسو قلبِ مضطر ہو گیا  
 تشنہ کا مانِ قضا پی پی کے سب چلتے ہوتے  
 چلتے چلتے ان کا خنجر دور سا غر ہو گیا  
 تم سے بیمارِ محبت کا مداوا ہو چکا  
 کہ چکے تم اور علاجِ قلبِ مضطر ہو گیا  
 تھا وہ مستانہ کہ جب ڈوبا ہوں بھر فکر میں  
 ہر جناب موجِ ہستی میرا سا غر ہو گیا



خود نمان کرتے کرتے اب خدا بننے لگے  
یہ بتوں کا حوصلہ، اللہ اکبر! ہو گیا  
میں کسی صورت میں ہوں گردش ہے میرے ساتھ ساتھ  
بزم ہستی میں جو آیا دورِ ساغر ہو گیا  
سو بہا میں اس مسرت اس تبسم کے نثار  
آج دامنِ سحر پھولوں کی چادر ہو گیا  
دو عدم میں ایک ہستی وہ بھی نذر نیستی  
میرا ہونا بھی نہ ہونے کے برابر ہو گیا  
اس نے رگ رگ کو سکھادیں عشق میں بے چینیاں  
قلب مضطرب اک عذاب جان مضطر ہو گیا  
برہمی کی کوئی حد بھی اسے مزاجِ زلفِ یار  
کیا بگڑ جانے میں تو میرا مستدر ہو گیا  
ہوتے ہوتے ہو گئی برہم وہ بیدم بزمِ ناز  
دیکھتے ہی دیکھتے سامانِ محشر ہو گیا



دل کی دنیا کا ہر اک گوشہ منور ہو گیا	اٹھ گیا پردہ کوئی پردے سے باہر ہو گیا
ذرہ ذرہ روکشِ نور شیدِ محشر ہو گیا	لو مبارک ہو کوئی پردے سے باہر ہو گیا
چھٹکے پردے سے ضیائے حسن چمکی تھی کلیم	آپ یہ سمجھے کہ وہ پردے سے باہر ہو گیا
نگہت گل اس کو سمجھوں یا کہوں نوزنگاہ	اتنے پردوں میں بھی جو پردے سے باہر ہو گیا

اس کے مہرِ حسن کی کرنیں حجابِ رُخ ہوں  
 وعدہ دیدار یاد آیا سنا جب شورِ حشر  
 میری ہستی ہی نقابِ صورتِ دلدار تھی  
 جلوہ گاہِ ناز میں پہنچے تو ہوش اتنا نہیں  
 ایسے کی بے پردگی و پردہ کا کیا اعتبار  
 کب اٹھا پردہ وہ کب پردے سے باہر ہو گیا  
 میں نے بے سمجھا کوئی پردے سے باہر ہو گیا  
 مٹ گیا جب میں تو وہ پردے سے باہر ہو گیا  
 یا پردہ میں ہے یا پردے سے باہر ہو گیا  
 بوئے گل کی طرح جو جامے سے باہر ہو گیا

تھی تو بیدم یہ کسی کے بے خودوں کی شان تھی  
 ذکرِ فے پر شیخ کیوں جامے سے باہر ہو گیا



تجلی رُخ روشن کا کیا ٹھکانا تھا  
 نگاہ ناز کے تیروں کا کیا ٹھکانا تھا  
 خیال و خواب ہوتے وہ مزے جوانی کے  
 بھانے والے بھاتے کسی کے دل کی لگی  
 قرار گھر میں نہ صحرا میں چین سے بیٹھے  
 سنی جو میری مصیبت کی داستاں تو کہا  
 ادھر نقاب اٹھی تھی کہ غش کا آنا تھا  
 نظرِ نظر سے ملی تھی کہ دل نشانا تھا  
 عجیب دن تھے عجیب سن عجیب زمانا تھا  
 چراغِ ہستی عاشق کا کیا بھانا تھا  
 ہمیں تو موت کا پیغام دل کا آنا تھا  
 کہ پھر کہو یہ بڑے لطف کا فسانا تھا

بہار جاتے ہی دنیا بدل گئی بیدم  
 کہ عندلیب کا صحرا میں آشیانا تھا



کچھ گلا ان سے نہ کچھ شکوہ ہے چرخ پیر کا  
 سامنے آیا مرے لکھا مری تقدیر کا  
 وعدہ فردا کا مطلب میں یہ سمجھا نامہ بر  
 حشر پر ٹھہرا ہے گویا فیصلہ تقدیر کا  
 چل گیا غیروں کی تدبیروں کا جادو چل گیا  
 ہو گیا آج اک نہیں میں فیصلہ تقدیر کا  
 پھر پھر اگر ان کا در ہو ہی گیا آخر نصیب  
 کیوں نہ ہوں ممنون اپنی گردش تقدیر کا  
 آئے ہیں وہ میرے مرنے کا تماشا دیکھنے  
 اے اجل اب اگر یہ موقع نہیں تاخیر کا  
 جان بھی دل کی طرح جانے کو ہے تو جا چکے  
 ہو چکے ہونا ہے جو کچھ فیصلہ تقدیر کا  
 یاد گیسو میں نہ پوچھو مجھ سے زنداں کی بہار  
 سنبلساں ہے ہر اک حلقہ مری زنجیر کا  
 چرخ کو چکر دیا کیوں تو نے قسام ازل  
 یہ تو حصہ تھا تمھاری گردش تقدیر کا  
 نخل قسمت میں نہیں بیدم تو دوزخ ہی سہی  
 ہے کہیں آندھ ٹھکانا عاشق دل گیر کا



وہ جام کیوں مجھے پیرِ مغان نہیں ملتا  
 اکیلا چھوڑ گئے مجھ کو رہروانِ عدم  
 مٹانے والوں نے لچھ اس طرح مٹایا ہے  
 وہ ہم کو چھوڑ کے سنتے ہیں داستانِ فراق  
 نہ پوچھ مجھ سے نشیب و فراز منزلِ عشق  
 اس آستانہ کو میری جبین نہیں ملتی  
 عدم سے آئے تھے دنیا کو سن کے بزمِ سرور  
 ہوانے اس کو اڑایا کہ برق نے پھونکا  
 تمہارے ڈھونڈنے والے کچھ ایسے کھوئے ہیں  
 مسیح در سے ترے کس نے کیا نہیں پایا  
 کہ جس کے پینے سے اپنا نشاں نہیں ملتا  
 بچھڑ گیا ہے مرا کارواں نہیں ملتا  
 کہ قبر کا بھی ہماری نشاں نہیں ملتا  
 انھیں جو شب کو کوئی قصہ خواں نہیں ملتا  
 زمیں ملتی ہے تو آسماں نہیں ملتا  
 مسری جبین کو وہ آستاں نہیں ملتا  
 مگر یہاں تو کوئی شاہِ دماں نہیں ملتا  
 جہاں رکھا تھا وہاں آشیاں نہیں ملتا  
 کہ ان کو آپ ہی اپنا نشاں نہیں ملتا  
 مجھی کو مرہمِ زخمِ نہاں نہیں ملتا

ہمیں میں کچھ نہیں بیدم یہ کیوں نہیں کہتے  
 یہ کیا کہا کہ کوئی فتورداں نہیں ملتا



تم خفا ہو تو اچھا سہنا ہو  
 اپنے مستوں کی خیرات ساقی  
 کچھ رہا بھی ہے بیمارِ غم میں  
 اوّل لو شب و عدہ آ کر  
 تو نے مجھ کو کہیں کا نہ رکھا  
 غصے میں بھی رہا پاس دشمن  
 اے بتو! کیا کسی کے خدا ہو  
 ایک سا غم مجھے بھی عطا ہو  
 اب دوا ہو تو کس کی دوا ہو  
 صبح تک پھر خدا جانے کیا ہو  
 اے دل زار تیرا بُرا ہو  
 کہ رہے ہیں کہ تیرا بھلا ہو

غم کو بیدم ہمیں جانتے ہیں  
پارسا ہو بڑے پارسا ہو



غم ملو میری قسمت رسا ہو      دردِ دل، دردِ دل کی دوا ہو  
سارے عالم سے بیگانہ ہولے      پھر کوئی یار کا آشنا ہو  
بے ترے ساقیائے توفے ہے      زہر سمجھوں جو آبِ بفتا ہو  
دل مٹے بھی تو تیری گلی میں      خاک ہو تو تری خاکِ پیا ہو  
اس کا نام و نشان پوچھنا کیا      جو تری راہ میں مٹ گیا ہو  
میری مشکل کو آسان کر دو      یا علیؑ آپ مشکل کشا ہو

زندگی ختم ہو تیرے غم میں  
یاد میں تیری بیدم فنا ہو



کھینچی ہے تصور میں تصویر ہم آغوشی  
اب ہوش نہ آنے دے مجھ کو مری بے ہوشی  
پا جانا ہے کھو جانا، کھو جانا ہے پا جانا  
بے ہوشی ہے ہشیاری، ہشیاری ہے بے ہوشی  
میں سازِ حقیقت ہوں و سازِ حقیقت ہوں  
خاموشی ہے گویائی، گویائی ہے خاموشی

اسرارِ محبت کا اظہار ہے ناممکن  
 ٹوٹا ہے نہ ٹوٹے گا قفلِ درختِ اموشی  
 ہر دل میں تجلی ہے ان کے رخِ روشن کی  
 نورشید سے حاصل ہے ذروں کو ہمِ انوشی  
 جو سنا ہوں سنا ہوں میں اپنی خموشی سے  
 جو کہتی ہے کہتی ہے مجھ سے مری خاموشی  
 یہ حسنِ فروشی کی دوکان ہے یا چلمن  
 نظارہ کا نظارہ روپوشی کی روپوشی  
 یاں خاک کا ذرہ بھی لغزش سے نہیں خالی  
 مئے خانہ دنیا ہے یا عالمِ بے ہوشی  
 ہاں ہاں مرے عصیاں کا پردہ نہیں کھلنے کا  
 ہاں ہاں تری رحمت کا ہے کامِ خطا پوشی  
 اس پردے میں پوشیدہ لیلائے دو عالم ہے  
 بے وجہ نہیں بیدم کعبے کی سیا پوشی



شادی و الم سب سے حاصل ہے سبکدوشی  
 سو ہوش مرے صدقے تجھ پر مری بے ہوشی  
 گم ہونے کو پا جانا کہتے ہیں محبت میں  
 اور یاد کا رکھا ہے یاں نامِ فراموشی

کل غیر کے دھوکے میں وہ عید ملے ہم سے  
کھولی بھی تو دشمن نے تقدیر ہم آنکوشی

وہ قتل مینا میں چرچے مری توبہ کے  
اور شیشہ و ساغر کی مئے خانے میں سرگوشی

ہم رنج بھی پانے پر منوں ہی ہوتے ہیں  
ہم سے تو نہیں مسکن احسان فراموشی

ہوش آتا ہے پھر مجھ کو پھر ہوش مجھے آیا  
دینا نگہ ساقی اک ساغر بے ہوشی

کل عذرا محشر میں جب عیب کھلیں میرے  
رحمت تیری پھیلا دے دامان خطا پوشی

ملتے ہی نظر تجھ سے مستانہ ہوا بیدم  
ساقی تری آنکھیں ہیں یا ساغر بے ہوشی



نہ ہو یہ کیوں مر جبین سہرا	ہے رُخ کا پہلو نشین سہرا
حسین دو لہا حسین سہرا	قرآن سعدین سامنے ہے
کہ چومتا ہے جبین سہرا	جبین سہرے کو چومتی ہے
ہے کس قدر نازنین سہرا	ہوا سے لڑیاں لچک رہی ہیں
کہ چوم لے آستین سہرا	یہ الجھا کنگن سے اس لئے ہے
بنا ہے پردہ نشین سہرا	چھپا ہے مقنع میں کس ادا سے

نظر میں کھب جائے سب کی بیدم  
ہر اک کے ہو دل نشین سہرا



بت خانے میں کعبہ کی تنویر نظر آئی  
و ابستہ گیسو کو گیسو کا خیال آیا  
بت میں بھی ہمیں تیری تصویر نظر آئی  
یہ گلشن ہستی بھی اک وقت رنگیں ہے  
جب دور سے زنداں کی زنجیر نظر آئی  
ہر گل کے ورق پر اک تصویر نظر آئی  
بیزار دعاؤں سے تاثیر نظر آئی  
جب ان کی نظر بدلی شام اور سحر بدلی  
بیدم شبِ فرقت میں مرنے کی دعا مانگی  
جب یار کے آنے میں تاخیر نظر آئی



مے کشو! مشربِ زندان مبارک باشد  
آج ہے عید تری دیدہ دیدار طلب  
بیعتِ مرشدِ حسانہ مبارک باشد  
یار ہے زینتِ کاشانہ مبارک باشد  
یار کو غمخیزہ ترکانہ مبارک باشد  
گردشِ سانر و پیمانہ مبارک باشد  
تجھ کو وحشتِ دل دیوانہ مبارک باشد  
ہم کو خاکِ درِ جانانہ مبارک باشد  
یا سدا طالبِ اکیر کو اکیر ملے

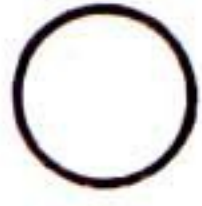
آئینہ خانہ بنا عالم صورت بیدم  
لطفِ نظارہ جانانہ مبارک باشد



دشمن کی دعا جا کے پھرے باب اثر سے  
 ہم نے تو جو مانگا ہے ملا ہے اسی در سے  
 اک سادہ ورق تھی مری امیدوں کی دنیا  
 رنگیں ہوئی رنگین نگاہوں کے اثر سے  
 یہ مقتل عشاق ہے یا تیری گلی ہے  
 جو آتا ہے آتا ہے کفن باندھ کے سر سے  
 بربادی گلشن کا پتہ دیتے ہیں مجھ کو  
 جو تنکے قفس کی طرف آتے ہیں ادھر سے  
 گنتی ہی کے چن پایا گل عارض جاناں  
 شرمندہ ہوں کوتاہی دامان نظر سے  
 ان سے بھی کچھ آگے ہے تری جلوہ گر ناز  
 جو وسعتیں آگے ہیں مری حسد نظر سے  
 جو دیر و عزم چھوڑ کے بیٹھے ترے در پر  
 ان کو ہے سروکار ادھر سے نہ ادھر سے  
 رحمت کی گھٹا آج جو گھنگور اٹھی ہے  
 یارب یہ مری کشتِ تمنا پہ بھی برسے  
 حالِ دل بیمار بتاؤں گا مسیحا !  
 فرصت تو ملے مجھ کو ذرا دردِ جگر سے  
 یہ صورتِ نقشِ کفنِ پا بلیٹھ گیا ہے  
 بیدم نہ اٹھا ہے نہ اٹھے گا ترے در سے

غمش ہوئے جاتے ہو کیوں طور پر موسیٰ دیکھو  
 کیوں نہیں دیکھتے اب یار کا جلوہ دیکھو  
 مجھ سے دیدار کا کرتے تو ہو وعدہ دیکھو  
 حشر کے روز نہ کرنا کہیں پر دہا دیکھو  
 غمش کے آثار ہیں پھر غمش مجھے آیا دیکھو  
 پھر کوئی روزن دیوار سے جھانکا دیکھو  
 ان کے ملنے کی تمنا میں مٹا جاتا ہوں  
 نئی دنیا ہے مرے شوق کی دنیا دیکھو  
 طور پر ہی نہیں نظارہ جاناں موقوف  
 دیکھنا ہے تو وہ موجود ہے ہر جا دیکھو  
 اثر نالہ عاشق نہیں دیکھا تم نے  
 تمام لو دل کو سنبھل بیٹھو اب اچھا دیکھو  
 طور مجنوں کی نگاہوں کے بتاتے ہیں ہیں  
 اسی لیلے میں ہے اک دوسری لیلے دیکھو  
 پر تو مہر سے معمور ہے ذرہ ذرہ  
 لہریں لیتا ہے ہر اک قطرہ میں دریا دیکھو  
 دور ہو جائیں جو آنکھوں سے حجابات دوئی  
 پھر تو دل ہی میں دو عالم کا متا شا دیکھو  
 سب میں ڈھونڈھا انھیں اور کی تو نہ کی دل میں تلاش  
 نظر شوق کہاں کہاں کہانی ہے ہو کا دیکھو

نہیں تھمتے نہیں تھمتے مرے آنسو بیدم  
رازِ دل ان پہ ہوا جاتا ہے افشا دیکھو



ہے کوچہ الفت میں وحشت کی فرادانی  
جب قیس کو ہوش آیا لیلیٰ ہوئی دیوانی  
پیش آئی وہی آخر جو کچھ کہ تھی پیش آئی  
قسمت میں ازل ہی سے لکھی تھی پریشانی  
دل اس کو دیا میں نے یہ کس کو دیا میں نے  
غفلت سی مری غفلت نادانی سی نادانی  
جاتے نہ مرے سر سے سودا تری زلفوں کا  
الہجن ہی رہے مجھ کو کم ہونہ پریشانی  
اب نزع کی تکلیفیں برداشت نہیں ہوتیں  
تم سامنے آ بیٹھو دم نکلے باسانی  
افتیم محبت کی دنیا ہی نرالی ہے  
نادانی ہے نادانی، نادانی ہے نادانی  
ہو زیست جھنیں پیاری وہ اور کوئی ہوں گے  
ہم مر کے دکھادیں گے مرنے کی اگر ٹھانی  
ہشیاری زاہد سے اچھی مری بے ہوشی  
اس دلِ ریائی سے بہتر مری عیانی

کیا وادی غریت میں بچھڑی ہے یہ بیدم سے  
سر سٹپتی پھرتی ہے کیوں بے سرو سامانی



میں غش میں ہوں مجھے اتنا نہیں ہوش  
جو نالوں کی کبھی وحشت نے ٹھانی  
کے ہو امتیازِ جلوۂ یارا  
اٹھا رکھا ہے اک طوفان تو نے  
میں ایسی یاد کے تیربان جاؤں  
ہے بیگانوں سے خالی خلوتِ راز  
کو روندو! گناہ مے پرستی!  
ترے جلوے کو موئے دیکھتے کیا  
کرم بھی اس کا مجھ پر ہے ستم بھی  
تصور ہے ترا یا تو ہم آنکوش  
پکارا ضبط بس خاموش خاموش  
ہمیں تو آپ ہی اپنا نہیں ہوش  
ارے قطرے ترا اللہ رے ہوش  
کیا جس نے دو عالم کو فراموش  
چلے جائیں نہ اب آئیں مرے ہوش  
کہ ساقی ہے عطا پاس و خطا پوش  
نقاب اٹھنے سے پہلے اڑ گئے ہوش  
کہ پسو میں ہے ظالم اور روپوش

پیو تو خم کے خم پی جاؤ بیدم  
ارے مے نوش ہو تم یا بلا نوش



یہ بت جو کعبہ دل کو کسی کے ڈھا دیں گے  
تو روز حشر خدا کو جواب کیا دیں گے

حضور سب کو قیامت میں بخشوا دیں گے  
 جو کوئی دے نہ سکے گا وہ مصطفیٰ دیں گے  
 وہ دل کے زخم جو دیکھیں گے مسکرا دیں گے  
 چھڑک چھڑک کے نمک بھلیاں گرا دیں گے  
 جناب شیخ کو ازبر ہے قصہ مشر  
 جب آ کے بیٹھیں گے چھکے مرے چھڑا دیں گے  
 وہ میری قبر کو پامال کر کے مانیں گے  
 تئلے ہوئے ہیں نقش و فاسدیں گے  
 نہ لائے ہیں نہ انھیں لائیں چارہ ساز مرے  
 ولا سے دے دے کے درد جگر بٹھا دیں گے  
 یہ نالے کیا مرے دل کو قرار بخشیں گے  
 یہ اشک کیا مرے دل کی لگی بھجا دیں گے  
 تجلی رُخ روشن کو دیکھنا معلوم  
 وہ جلوے چشم تمت کو تمللا دیں گے  
 خدا کرے کہ تمھیں بھی کہیں محبت ہو  
 تو اضطراب ہے کیا شے یہ ہم بتا دیں گے  
 مٹے ہو وول سے نشاں یار کا ملے تو ملے  
 جو آپ گم ہیں وہی دیں تو کچھ بتا دیں گے  
 اب اس سے کیا ہمیں کعبہ ہو یا کلیسا ہو  
 جہاں پہ تو نظر آئے گا سر جھکا دیں گے

اسے مسیح بھی بیدم اٹھا نہیں سکتے  
حسین اپنی نظر سے جسے گرا دیں گے



تیری چشم مست کا ساقی اثر آنکھوں میں ہے  
نشہ تو بھر لو رہے مجھ کو مگر آنکھوں میں ہے  
آج تک وہ نقشہ دیوار و در آنکھوں میں ہے  
بلبے فیضان تصور گھر کا گھر آنکھوں میں ہے  
تو جسے تکتا ہے اسے تیر نظر آنکھوں میں ہے  
اب جگر میں کیا ہے کچھ خون جگر آنکھوں میں ہے  
آج تو اے جوش گریہ خوب کی گل کاریاں  
خون دل دامن پہ ہے خون جگر آنکھوں میں ہے  
زلف درخ میں دیکھتا ہوں جلوۂ لیل و نہار  
کچھ سواد شام کچھ نور سحر آنکھوں میں ہے  
یاد ہے ہاں یاد ہے وہ برہمی بزم باز  
ہاں ابھی تک وہ قیامت کی سحر آنکھوں میں ہے  
ایک خط لے کر گیا ہے کوئے جاناں کی طرف  
بہر تسکین اک خیالی نامہ بر آنکھوں میں ہے  
اب کہاں پہلو میں اے پیکان جاناں اب کہاں  
کچھ بہا آنکھوں سے کچھ خون جگر آنکھوں میں ہے

دیکھ کر دردِ جگر آنکھیں چرائیں یا رنے  
 ہونہ ہو کچھ چارہ دردِ جگر آنکھوں میں ہے  
 کیوں نہ ہو اب آسماں پر اپنی آنکھوں کا دماغ  
 جانتے ہو کس کی خاک رو گزرا آنکھوں میں ہے  
 واہ رہی مشق تصور کوئی گھر حالی نہیں  
 ایک صورت ہے ادھر دل میں ادھر آنکھوں میں ہے  
 مل گئیں مارا پھریں بسمل کیا بیدم کیا  
 اللہ اللہ کس قیامت کا اثر آنکھوں میں ہے



ہم دادِ وفا لیں گے وہ دادِ وفا دیں گے  
 دنیا سے دیکھے گی دنیا کو دکھا دیں گے  
 مانا انھیں پھر مجھ سے احباب ملا دیں گے  
 کیا بگڑی ہوئی میری قسمت بھی بنا دیں گے  
 ہے ضبط بڑی دولت اللہ سے رکھے  
 ہم چرخ کی بنیادیں آہوں سے ہلا دیں گے  
 جاں ان کی ہے دل ان کا ہم ان کے ہیں سب ان کا  
 وہ لیں گے تو کیا لیں گے ہم دیں گے تو کیا دیں گے  
 ہاں یونہی رہے قاتل کچھ دیر نمک پاشی  
 ہاں زخمِ جگر یونہی رس رس کے مزا دیں گے

گرد اورِ مشر نے اعمال کی پریش کی  
 چپکے سے ہم اس بت کی تصویر دکھا دیں گے  
 اپنا تو یہ مذہب ہے، کعبہ ہو کہ بت تھانہ  
 جس جا تمھیں دیکھیں گے ہم سر کو جھکا دیں گے  
 جب ہم نہ رہے بیدم تب چارہ گر آئے ہیں  
 اب کس کو شفا ہوگی اب کس کو دوا دیں گے



کتنا سکونِ خاص تھا دستِ حسین ساز میں  
 رنگ نمود بھر دیا جلوۂ دل نواز میں  
 اتنا تو ربطِ خاص ہونا میں اور نیاز میں  
 دل میں خدنگ ناز ہو دل ہو خدنگ ناز میں  
 کھل کے کبھی وہ چھپ گئے اپنے حریم ناز میں  
 چھپ کے کہیں چمک اٹھے آئینہ مجاز میں  
 حضرتِ عشق کے طفیل ہو گئیں خانہ جنگیاں  
 برق نظارہ سوز میں چشمِ نظارہ ساز میں  
 کار ہے سر اتارنا پیار ہے مل کے مارنا  
 کس کی ادائیں آگئیں تیغِ گلو نواز میں  
 یہ بھی دکھا دے اے صبا صد و کسی نگاہ کا  
 میری وفا کے پھول ہوں یار کے دستِ ناز میں



اب کوئی کیا اٹھائے گا اب کوئی کیا مٹائے گا  
 میں ہوں کسی کا نقش پارہ گذر نیاز میں  
 دیکھ تو اے صبا مرا سجدہ شوق تو نہیں  
 آج ہے ایک پائے بوس ان کے حریم ناز میں  
 خنجر ناز کو ہو کیوں اور کسی سے واسطہ  
 یا وہ مرے گلے پہ ہو یا ترے دست ناز میں  
 یار کے پائے ناز پر سجدے ہیں اور جبین شوق  
 میری یہی نماز ہے میں ہوں اسی نماز میں  
 بیدم خستہ خاک بھی تیری نہ بے ادب رہے  
 ذرے نہ اڑ کے جا میں گردِ رہ حجاز میں



نہ نکلے ہیں نہ یوں نکلیں تمہارے تیر کے ٹکڑے  
 رکھو سینہ پہ زانو اور نکالو پیر کے ٹکڑے  
 پتے تسکین دل وہ دے گئے ہیں تیر کے ٹکڑے  
 بحمد اللہ ملے مجھ کو مری تقدیر کے ٹکڑے  
 مرے سینہ میں دل ہی کا پتہ ملتا نہیں مجھ کو  
 میں اپنے دل کو ڈھونڈھو نہ ہوا ہمتا تیر کے ٹکڑے  
 یہ فرمایا جو آئے اپنے وحشی کے بنارے پر  
 بجائے چادر گل ڈال دو زنجیر کے ٹکڑے

مراقصہ لایا ہے جواب اور یہ جواب آیا  
 کہ لا کر دے دیئے مجھ کو مری تحریر کے ٹکڑے  
 مناع و حشتِ دلے کے اٹھیں گے قیامت میں  
 ہمارے ساتھ رکھ دو قبر میں زنجیر کے ٹکڑے  
 جگر کو کچھ ملے کچھ دل نے پائے کچھ رگِ جاں نے  
 ہوئے تقسیم یوں القصدان کے تیر کے ٹکڑے  
 تبرک ہو گئیں کٹتے ہی ساری بیڑیاں میسری  
 کہ مجنوں لینے آیا نجد سے زنجیر کے ٹکڑے  
 دمِ آخر ترا دیوانہ تر پاپا ہے کہ زنداں میں  
 پڑے ہیں جا بجا ٹوٹی ہوئی زنجیر کے ٹکڑے  
 سر پائے شہید کر بلا ہے مصحفِ ناطق  
 ہیں بیدم پارہ قرآن تن شہیر کے ٹکڑے



میں کیا کہوں کہ کیا نگہ منتہر میں ہے  
 یہ دیکھتا ہوں شہ پارہ گند میں ہے  
 پھر ناتری نگاہ کا میری نظر میں ہے  
 ترچھا سا ایک زخم ابھی تک جگر میں ہے  
 شوقِ جواب نامہ کدھر ہے ترا خیال  
 میرا ہی خط تو ہے جو کفِ نامہ بر میں ہے

دل میں جو تم نہیں ہو تو کس کام کا یہ دل  
 تم دل میں ہو تو دولت کونین گھر میں ہے  
 اک میں کہ میری شام شب انتظار ہے  
 اک وہ کہ جن کی شام امید سحر میں ہے  
 اب اس کو تیرا زکھو یا مری قضا  
 ہے کچھ ضرور جو مرے قلب و جگر میں ہے  
 اک آپ ہیں کہ آپ کو اپنوں سے ہے حجاب  
 اک جلوہ آپ کا ہے کہ سب کی نظر میں ہے  
 اپنی نہیں تو کس کی ہیں آئینہ داریاں  
 جس کی نظر میں تو ہے وہ تیری نظر میں ہے  
 یا تو تمہارے گیسو و رخ کے ہیں شعبدے  
 یا تم سا کوئی پردہ شام و سحر میں ہے  
 شوریدہ حال تیرے کہاں جائیں کیا کریں  
 راحت تیری گلی میں نہ چین اپنے گھر میں ہے  
 مچو خرام ناز ذرا دیکھ بھبال کر !  
 افتادہ پاشکستہ کوئی رہ گذر میں ہے  
 پردہ تعینات کا آنکھوں سے اٹھ گیا  
 اب دیرو کعبہ ایک ہماری نظر میں ہے  
 بیدم تمام رات تڑپتے گذر گئی !  
 یاد مٹ رہے یا کوئی نشتر جگر میں ہے

اب آدمی کچھ اور ہماری نظر میں ہے  
اپنا ہی جلوہ ہے جو ہماری نظر میں ہے  
وہ گنجِ حسن ہے دل ویراں میں جلوہ گر  
بس اک فروغِ نقشِ کفِ پا کے فیض سے  
اللہ خیر میرے دل بے قرار کی  
خود بینیوں کی آنکھ ملی چشمِ ذوق کو  
بننے سے پہلے ساغر مے ٹوٹ جاتے ہیں  
غربت میں بھی خیالِ وطن ساتھ ساتھ ہے  
اے نوح! اپنی کشتی عالم سے ہوشیار  
اک میہماں سے دونوں گھر آباد ہیں مرے  
حیران ہوں کہ سجدہ کروں تو کدھر کروں  
ہنستے ہیں میرے گریہ بے اختیار پر

بیدم یہ جستجو بھی عجب ہے عجب تلاش  
نکلے ہیں ڈھونڈنے کو اسے ہم جو گھر میں ہے



اسیری میں اٹھائے لطفِ باغِ آشنائی کے  
رہائی کے تصور میں مزے لوٹے رہائی کے  
یہ مانا کچھ نہیں ہم اور کسی قابل نہیں لیکن  
وفاؤں سے کئے بدلے تمہاری بے وفائی کے

جدائی تاجکے آخر! کوئی حد بھی جدائی کی  
گنے کوئی کہاں تک انگلیوں پر دن جدائی کے  
اگر چشم حقیقت میں سے دیکھیں دیکھنے والے  
بتوں میں بھی نظر آتے ہیں جلوئے کبریائی کے  
حیسنوں کا گدا ہوں حسن والوں کا بھکاری ہوں  
مری آنکھیں نہیں یہ دونوں کا سے ہیں گدائی کے  
کہاں کا شورِ محشر وعدہ فردا نے چونکایا  
ابھی سوئے تھے ہم جاگے ہوئے شام جدائی کے  
ثبوتِ زندگی اب اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا  
نشاں ہیں ان کے سنگِ پہ میری جبہ سائی کے  
طلوعِ آفتابِ محشر ہونے ہی کو ہے بیدم  
چراغِ اب بجھنے والے ہیں مری شام جدائی کے



سنبھل سنبھل کے وہ کرتے ہیں وارِ چیتوں کے  
میں کھائے جاتا ہوں سینہ بہ تیرن تن کے  
کلیم جائیں جو جاتے ہیں طور سینا پر  
ہمارے دل ہی میں جلو ہیں طور وایمن کے  
میں خاک ہو کے طوافِ چمن پر مریا ہوں  
مرے بگوئے بھی پھرتے ہیں گرد گلشن کے

نکالاجب مجھے صیاد نے گلستان سے  
 جلائے برق نے تنکے مرے نشیمن کے  
 صبا ہی ہے بس اک ساعت ہوا خواہی  
 کہ حق ہیں تجھ پر ہمارے چراغ مدفن کے  
 یہی ہے نذر جنوں اور کیا ہو نذر جنوں  
 جو تن پہ باقی ہیں دو ایک تار دامن کے  
 وہ کہہ رہے ہیں مرا حال دیکھ کر بیدم  
 کہ ان کی طرح سے بگڑے نہ کوئی یوں بن کے



ہم اپنے طالع نقتہ کو جب بیدار دیکھیں گے  
 کہ تجھ کو زیب آنخوش تمنا یار دیکھیں گے  
 جب آنکھیں بند کر لیں گے جمال یار دیکھیں گے  
 اس آسانی سے ہم یہ منزل دشوار دیکھیں گے  
 کسی کے جاتے ہی یہ منظر حسرت فزا ہوگا  
 میں گھر کو اور مجھے گھر کے در دیوار دیکھیں گے  
 کلیم اللہ کو دیکھو ایک ہی جلوہ کے ہو بیٹھے  
 اسی برتے پہ کہتے تھے جمال یار دیکھیں گے  
 مدینہ میں پہنچتے ہی دل مضطر پکار اٹھا  
 بڑی سرکار میں پہنچے بڑا دربار دیکھیں گے

ہٹا دو ان کو بالیں سے کہ میرا دم نکلتا ہے  
 وہ گھبرا جائیں گے جب میرا حال زار دیکھیں گے  
 یہاں تو روز چالوں سے نئے نئے فتنے اٹھاتے ہو  
 قیامت میں تمہاری شوخی رفتار دیکھیں گے  
 صدم میں دیر میں دل میں غرض یہ ہے جہاں لو ہے  
 تجھی کو دیکھنے والے ترے اے یار دیکھیں گے  
 اشاروں پر جو مرنے کے لئے تیار بیٹھے ہیں  
 وہ کن آنکھوں سے تیرے ہاتھ میں تلوار دیکھیں گے  
 مری رسوائیاں محشر میں ممکن ہی نہیں بیدم  
 وہ اپنے نام لیوا کو ذلیل و خوار دیکھیں گے



دنیا کی کچھ خبر تھی نہ عجبے کا ہوش تھا  
 کیا جانے کس جہاں میں ترا بادہ نوش تھا  
 اللہ رے اس کے قتل کی حشر آفرینیاں  
 ہر قطرہ جس کے خون کا طوفاں بدوش تھا  
 اک برق سی چمک گئی آنکھوں کے سامنے  
 نظارہ گاہ میں مجھے اتنا ہی ہوش تھا  
 گو بے کفن تھے لاشہ آوارگان عشق  
 لیکن غبار دست بہنوں پر وہ پوش تھا

منصور کا قصور تھا ساقی نے کیا کیا

پہلی صراحی اس نے جو پیمانہ نوش تھا  
 آج آیا ان کے در پہ جہیں ساتیوں کے کام  
 کل تک جو جسم زار پہ سرد بار دوش تھا  
 کافی ہے یہ پتہ مرا لوح مزار پر  
 بیدم ترا غلام تھا چلتے بگوش تھا



داروے درد نہاں راحت جانی صنما	عیسے مردہ دلاں یوسف ثانی صنما
تیرے صدقے مری جاں تجھ پہ مراد دل قریاں	وارث کون و مکاں فخر زمانی صنما
تیرا ہر جلوہ ہے آئینہ اسرار ازل	تیری صورت میں ہیں الوار معانی صنما
دل کے داغوں کو کیلجے سے لگا رکھا ہے	کہ یہی داغ تو ہیں تیری نشانی صنما
تو ہی جب قصہ غم سے مرے گھبراتا ہے	پھر سنے کون مرے غم کی کہانی صنما
تا کجا اشک بجھائیں گے مرے دل کی لگی	پھونکے دیتا ہے مجھے سوز نہانی صنما

وقفِ سجدہ ہے تیرے در پہ جہیں بیدم  
 قبلہ دل صنما، کعبہ جانی صنما



یہاں تو چھپنے والوں کو ہمیں دو چار دکھیں گے  
 مگر مٹھریں لاکھوں طالب دیدار دکھیں گے



تمہارے گھر میں دخل غیر بھی سرکار دیکھیں گے  
 جو کچھ قسمت دکھائے گی ہمیں لاچار دیکھیں گے  
 ادھر پردہ اٹھا اور اس طرف موسیٰ کو غمش آیا  
 اسی پر کہہ رہے تھے ہم جمال یار دیکھیں گے  
 نویدِ قتل پر جب عید ٹھہری مرنے والوں کی  
 ہلالِ عید کیوں دیکھیں تری تلوار دیکھیں گے  
 ہزاروں سر جھکے ہیں ایک امید شہادت پر  
 ترے خنجر کو ہم کس کس گلے کا ہار دیکھیں گے  
 رہا یونہی جو وہ محو سیرام تاز تو اک دن  
 تری پامالیاں بھی چرخ کج رفتار دیکھیں گے  
 بہ صورت انھیں ہم دیکھ کر مانیں گے اے بیدم  
 جو یوں ممکن نہیں سر کر کے نذر دار دیکھیں گے



رخِ نوشاہِ قرآن ہے تو بسم اللہ کا سہرا  
 اسے جبریل لائے ہیں گندھا کرباغِ زخوآن سے  
 قبائے مصطفیٰ جامہ ہے انوارِ انبی کا  
 بھلی ساعت سے مالن نے اسے نوشہ کے باندھا  
 خدا رکھے اچھوتا ہے مرے نوشاہ کا سہرا  
 محمد مصطفیٰ طیبہ کے شاہنشاہ کا سہرا  
 حبل اللہ کا مقنع جمال اللہ کا سہرا  
 ندا کے فضل سے نام رسول اللہ کا سہرا

یہ بیدم آج کیسی روشنی پھیلی ہے محفل میں  
 دولہن دولہا کا سہرا ہے کہ مہر و ماہ کا سہرا

زخمِ جگر بھی کہنے لگا داستانِ شوق  
میں سن رہا ہوں ختم نہ کر داستانِ شوق  
مشتاق دید کا تو دم آنکھوں میں آ گیا  
اس طرح آج دل پہ گرمی برقِ آرزو  
پتھر کا پہلے اپنا کلیجہ بنائیے  
پھونکا ہے کیا نسیم تنانے کان میں  
مر بھی چکے یہاں جنھیں مرنے کا شوق تھا  
دیکھی کہاں ہیں آپ نے عالمِ نمائیاں

ناوک نگوں نے خوب عطا کی زبانِ شوق  
کیا تھک گئی زبان تری قصہ خوانِ شوق  
سنئے زبانِ حال سے اب داستانِ شوق  
گویا گرا زمین پہ اک آسمانِ شوق  
پھر سنئے مجھ سے آپ مری داستانِ شوق  
رکتے نہیں زمیں پہ قدم رہو ان شوق  
اب آئے ہیں حضور پتے امتحانِ شوق  
ہے ذرہ ذرہ خاک کا میری جہانِ شوق

ناحق ابھی سے مرنے کی ٹھانی یہ کیا کیا

بیدم تمھارے دم سے ہے نام نشانِ شوق



دشمن کے پر کرتا ہے میسر ابیانِ شوق  
کیا ان کا راز ہے یہ مری داستانِ شوق  
مالوس پھر رہی ہیں مری نا امیدیاں  
ذرے بھی میری خاک کے اڑتے ہیں شوق میں  
اے شوق دید اس کو مناجیے ہو سکے  
اے یوسفِ امید مبارک تجھے سفر  
جب داستانِ شوق نہ کوئی سمجھ سکا  
مشعل کیفیت چلا ہے مرا داغِ آرزو

مقراض بن کے چلتی ہے گویا زبانِ شوق  
رکتی ہے کیوں زبان تری قصہ خوانِ شوق  
اترا ہے آج دل میں مرے کاروانِ شوق  
اپھے تارے لے کے چلا آسمانِ شوق  
روٹھا ہوا ہے مجھ سے مرا میہمانِ شوق  
لے آ رہا ہے تیری طرف کاروانِ شوق  
حالِ تباہ میرا بنا تر جسمانِ شوق  
بھٹکے نہ راستے میں کہیں کاروانِ شوق

بیدم خدنگِ طعنہ دشمن نہ سپل سکا  
اس کے اتارنے سے نہ ترمی کمان شوق



ادا پر ترمی دل ہے آنے کے قابل  
انہیں کو چنا چن کے بسلی نے پھونکا  
ترے مصحفِ رُخ کو اللہ رکھے  
ہوا رازِ دل سب پہ ظاہر تو اب کیا  
جہیں مدلوں سے لئے پھر رہی ہے  
جگر ہو کہ دل ناوکِ نازِ حبا ناں  
مری جان ہے تجھ پہ جانے کے قابل  
وہ تیکے جوتھے آشیانے کے قابل  
یہ قرآن ہے ایمان لانے کے قابل  
چھپاتے تھے جب تھا چھپانے کے قابل  
جو سجدے میں اس آستانے کے قابل  
یہ دونوں ہیں تیرے نشانے کے قابل

میں بیدم اسی بات پر مٹ رہا ہوں  
کہ وہ مجھ کو سمجھے مٹانے کے قابل



مبارک ساقی مستاں مبارک  
جبیں شوق کے سجدوں پہ سجدے  
تجلی جمالِ روئے حبا ناں  
ادائے دلبری و دل نوازی  
روائے خواجگی تاجِ ولایت  
کسی کے زخمہائے دل کو یارت  
فسر و غ مجلس رنداں مبارک  
تجھے سنگِ درِ جاناں مبارک  
تجھے اے دیدہ حیراں مبارک  
تجھے اے خسروِ خوباں مبارک  
تجھیں اے مرشدِ دوراں مبارک  
کسی کی جنبشِ مژگاں مبارک

درِ وارث پہ ہے بیدم کا بستر  
ترمی جنت تجھے رضواں مبارک



اگر کعبہ کا رخ بھی جانبِ مے خانہ ہو جائے  
تو پھر سجدہ مری ہر لغزشِ مستانہ ہو جائے  
وہی دل ہے جو حسن و عشق کا کاشانہ ہو جائے  
وہ سر ہے جو کسی کی تیغ کا نذرانہ ہو جائے  
یہ ابھی پردہ داری ہے یہ ابھی راز داری ہے  
کہ جو آئے تمھاری بزم میں دیوانہ ہو جائے  
مرا سرٹ کے مقتل میں گرے قاتل کے قدموں پر  
دمِ آخر ادا یوں سجدہ شکرانہ ہو جائے  
ترمی سرکار میں لایا ہوں ڈالی حسرتِ دل کی  
عجب کیا ہے مرا منظور یہ نذرانہ ہو جائے  
شبِ فرقت کا جب کچھ طول کم ہونا نہیں ممکن  
تو میری زندگی کا مختصر افسانہ ہو جائے  
وہ سجدے جن سے برسوں ہم نے کعبہ کو سجایا ہے  
جو بت خانے کو مل جائیں تو پھر بت خانہ ہو جائے  
کسی کی زلف بکھرے اور بکھر کر دوش پر آئے  
دل صد چاک الجھے اور الجھ کر شانہ ہو جائے

یہاں ہونا نہ ہونا ہے نہ ہونا عین ہونا ہے  
 جسے ہونا ہو کچھ خاکِ درِ حسانا نہ ہو جائے  
 سحر تک سب کا ہے انجام جل کر خاک ہو جانا  
 بنے محفل میں کوئی شمع یا پروانہ ہو جائے  
 وہ مے دے دے جو پہلے شبلی منصور کو دی تھی  
 تو بیدم بھی نثارِ مرشد مے خانہ ہو جائے



کہیں محشر میں بھی وہ مائل پروانہ ہو جائے  
 بھری محفل میں چشمِ آرزو رسوا نہ ہو جائے  
 چلی ہیں میری آپس عرش کا پایہ ہلانے کو  
 کہیں برہم نظامِ عالم بالانہ ہو جائے  
 فریبِ حسن صورتِ آفریں کا جال پھیلا ہے  
 کہیں اے شوقِ نظارہ تجھے وہوکانہ ہو جائے  
 چلا تو ہے دل دیدار جو دیدار کی دھن میں  
 فروغِ حسنِ جاناں حسن کا پروانہ ہو جائے  
 نثرِ افشانیوں سے آہِ عالم سوز کی ڈر ہے  
 کہیں بربادِ حسنِ عشق کی دنیا نہ ہو جائے  
 تجلیِ جمالِ روئے عالم تاب کے آگے  
 کہیں یہ دیدہ مشاقِ نابینا نہ ہو جائے

سمجھتے ہو وہ بیدم کیوں نہیں آتے عیادت کو  
انھیں ڈر ہے مریضِ غم کہیں اچھا نہ ہو جائے



وہ پردے سے نہیں نکلتے تو کیا جانِ خربنِ نکلی  
یہ کس نے کہہ دیا حسرت نہیں نکلی نہیں نکلی  
مرے دل میں جو آبیٹھی تو پھر دل سے نہیں نکلی  
کسی پردہ نشیں کی یاد بھی پردہ نشیں نکلی  
لب زخمِ جگر سے پھر صدائے آفریں نکلی  
کہیں تلوار کھینچے پھر کوئی چینِ جبینِ نکلی  
کے لائی انھیں لائی کے کھینچا انھیں کھینچا  
نہ کچھ ہونے پر بھی سب کچھ نگاہِ واپس نکلی  
ہلالِ عید لیتا تھا قدم جھک جھک کے وحشت کے  
گریباں سے گلے ملنے جو میری آستیں نکلی  
مُرادِ جہدِ فرسائی کو چھونے تک نہیں دیتی  
انوکھی کیا اچھوتی کوئے جاناں کی زمیں نکلی  
پکڑ اچھی رہی سو دایوں کی دشتِ وحشت میں  
ادھر سے چل دیا دامنِ ادھر سے آستیں نکلی  
تعلق ہی نہیں جب آپ کو تو پوچھنا کیا ہے  
تمنائے دل مضطر کہاں نکلی نہیں نکلی

گلے پر چلتے چلتے دے دیا دامن پر بھی بھینٹا  
 چھری بھی میرے قاتل کی بہار آستیں نکلی  
 ستانے میں ستم ڈھانے میں مجھ کو مٹانے میں  
 کہیں بڑھ کر فلک کے کونے جاناں کی زمیں نکلی  
 ابھی تو آسماں پر تھا دماغ اپنی تمنا کا  
 زمیں پیروں سے نکلی اس کچنہ سے جب نہیں نکلی  
 کسی پر مر چکا تھا میں تو پھر یہ کیا تماشا ہے  
 دوبارہ کس لئے بید مری جان عزیز نکلی



آنکھوں کی راہ سے مرے دل میں اتر گئی  
 آئی ادھر بہار جوانی ادھر گئی  
 اچھا سلوک کر کے نیم سحر گئی  
 اس رشک آفتاب کو دیکھا ہے خواب میں  
 دل کو سرور کیف محبت عطا کی  
 پہلے بھی تیغ ناز چمکنے میں برق تھی  
 اب شورِ حشر مجھ کو جگائے تو غم نہیں  
 ستے چھٹے کہ راہِ محبت میں سر گیا  
 رونے سے تیرے بھانپ لیا سب نے میرا حال  
 فرماتے ہیں وہ سن کے مری داستانِ غم  
 میرا تو فیصد نگہ ناز کر گئی  
 برباد کرنے آئی تھی برباد کر گئی  
 پھیلا کے بوئے زلف پریشان کر گئی  
 سجدہ ہوا حرام نماز سحر گئی  
 سب کچھ نگاہ مرشد سے خانہ کر گئی  
 میرے لہو میں ڈوب کے دوئی ٹکھر گئی  
 میں سو گیا لحد میں مری نیند بھر گئی  
 اور سر کے ساتھ ہی نخلش دروہر گئی  
 محفل میں آبرو مری اے چشم تر گئی  
 چھوڑ اس کا ذکر خیر جو گذری گذر گئی

شیرازہ سکون پریشاں ہو گئی  
بیدم بیاض حسرت و ارماں بھر گئی



فرقت میں زندگی مجھے اپنی اکھڑ گئی  
قسمت کے میری بیچ نکلنا محال ہیں  
تو نے کیا تباہ کہ تیری نگاہ نے  
یہ میرا منہ کہ منہ سے جو نکلا وہی کیا  
موقوف دیر پر ہے نہ کعبہ پہ منحصر  
ساغر ہے میرے ہاتھ میں اے اہلِ مے کہہ  
خیر آپ تو بخیر رہے گھر رقیب کے  
اے مرگ ناگہاں تو کہاں جا کے مر گئی  
یہ زلف تو نہیں کہ سنوارا سنور گئی  
تو کام کر گیا کہ نظر کام کر گئی  
یہ آپ کی زبان کہ کہہ کر مسکرائی گئی  
دیکھا کئے انھیں کو جہاں تک نظر گئی  
تو بہ کو دیکھتا مری تو بہ کدھر گئی  
یاں بھی ہمارے دل پہ جو گذری گذر گئی

وہ آبدیدہ بیٹھے ہیں بیدم کی لاش پر  
اب پانی لے کے آئے ہیں جب پیاس مر گئی



جب سے دل کشمکش کیسو و رخسار میں ہے  
مومنوں میں ہے شمار اپنا نہ کفار میں ہے  
سر میں دل میں جگر و دیدہ خونبار میں ہے  
اک مراد دل کہ تمنائے خسریدار میں ہے



سردیا جس نے رہ عشق میں سردار ہوا  
 سچ ہے معراجِ محبت رسن و دار میں ہے  
 طور ہی پر نہیں موقوف لقاے محبوب  
 آنکھ والوں کے لئے ہر در و دیوار میں ہے  
 تشنہ کا مانِ شہادت کی بجھائشہ لبی  
 اسی پانی سے جو پانی تری تلوار میں ہے  
 کاسہ پشتم تمنا میں جو چاہے بھر دے  
 اے شہِ حسن کمی کیا تری سرکار میں ہے  
 واقعی قیدی زنجیر مذہب میں وہ لوگ  
 جو سمجھتے ہیں حسدِ اُسبحہ و زنا میں ہے  
 یوں تو دل کیا تھا مرے دل کی حقیقت کیا تھی  
 اب سبھی کچھ ہے یہ جب سے نگہ پار میں ہے  
 ناز اٹھاتا ہے کوئی اس کی جبینِ سانی کے  
 آج پیشانی بیدم بڑی سرکار میں ہے



لائیس سکتا انھیں شورِ قیامت ہوش میں  
 سوئے جو اس سایہِ دیوار کے آنخوش میں  
 لے کے خاکِ قیس کو بادِ صبا آنخوش میں  
 جارہی ہے کوئے لیلیٰ کی طرف کس ہوش میں

میرے عصیاں دیکھ کر میری ندامت دیکھ کر  
 کیسے ممکن ہے تری رحمت نہ آئے ہوش میں  
 کوچہ زلف رسا سے لختہ لائی نسیم  
 بے خودی ہنسیار لے آتے ہیں اب ہم ہوش میں  
 ساقی کو تر سے کسن کر مرثوہ لا تقنطوا  
 جس کو دیکھو منہمک ہے شغل نوشتا نوش میں  
 دیکھ کر دریا رواں اشکوں کا میری آنکھ سے  
 لہری لیتا ہے تبسم اس لب حنا موش میں  
 آپ سے بیدم بھی گذرا بسا قیالینا خبر  
 صورت منصوران کہنی نہ کہدے ہوش میں



نکلے ہیں سچ کے تجلہ نشینانِ اضطراب  
 جان و جگر ہے تابع فرمانِ اضطراب  
 آہستہ چل خدا کے لئے صرصر الم  
 پہلو میں آج کل مرے دل کا پتہ نہیں  
 دل منزلِ فراق کی تاریک راہ میں  
 دل میں ہوائے شوق کے جھونکوں کا زور ہے  
 لے افساط و وعدہ باطل نہ دل سے جا  
 بیدم کسی کی ابرو و مژگان کی یاد میں  
 ہر اشک ہے بہار گلستانِ اضطراب  
 دنیائے دل ہے عالم امکانِ اضطراب  
 برباد ہونہ خاک شہیدانِ اضطراب  
 گم ہو گیا ہے یوسف کنگانِ اضطراب  
 لے کر چلا ہے مشعل تابانِ اضطراب  
 دیکھو اڑے نہ گوشہ دامنِ اضطراب  
 لے دے کے ایک تو ہی تو ہے جانِ اضطراب  
 چلتے ہیں دل پہ پنجر و پیکانِ اضطراب

یوں ہر اک جلوہ میں ہے جلوہ نما کی صورت  
 بندے بندے میں ہے جس طرح خدا کی صورت  
 اشک کی طرح تری آنکھوں سے گرنے والے  
 مل گئے خاک میں نقش کف پا کی صورت  
 جیتے جی جس کے تصور میں ہوئی عمر تمام  
 قبر میں بھی وہی آنکھوں میں پھرا کی صورت  
 اللہ اللہ سے مجبوری بسیار الم  
 نہ دوا کی کوئی صورت نہ دعا کی صورت  
 آپ کی چشم عنایت کا اشارہ نہ ہوا  
 دکھیتی رہ گئی تاثیر دعا کی صورت  
 یاد گیسو نے مرے دل کو ابھارا بیدم  
 آسماں پر نظر آئی جو گھٹا کی صورت



کہنے والے اپنی اپنی کہہ گئے	ہم تو ان کا منہ ہی تکتے رہ گئے
حسرتیں ساری ہوئیں پامال غم	لحنت دل اشکوں میں مل کر بہ گئے
یہ ملا عرض تمنا کا جواب	مسکراتے ہسکرا کر رہ گئے
اے تھے داغ جگر کے سامنے	منہ کی کھا کر آج مہر و مرہ گئے
مجھ سے پوچھو ان کی خاموشی کمال	کچھ نہ کہنے پر بھی سب کچھ کہ گئے
سب گئے بیدم مدینہ کو مگر	ہائے تم اب کے برس بھی رہ گئے

ہے دل محزون مکان دردِ دل      اچھی دنیا ہے جہانِ دردِ دل  
 دل بنا ہے قصہ نوانِ دردِ دل      اب سنو تم داستانِ دردِ دل  
 مابرائے دردِ دل سے پوچھتے      دل ہے اپنا ترجمانِ دردِ دل  
 اٹھ رہے ہیں بلیٹھ کر پہلو سے وہ      ہو رہا ہے امتحانِ دردِ دل  
 ایک لفظِ آہ میں پوشیدہ ہے      سر سے پانک داستانِ دردِ دل  
 آگیا پہلو میں وہ رشکِ مسیح      مٹ گیا نام و نشانِ دردِ دل

پھر دلِ بیدم میں ہے نخل سکوں  
 ٹوٹ پڑاے آسمانِ دردِ دل



قیس کوئے لیلے میں جب پتے نماز آیا  
 کعبہ سامنے لے کر عشقِ سحر ساز آیا  
 دردِ دل نے چونکایا بے خودی نے چنگی لی  
 شوق نے کہا لے دیکھ، وہ حریمِ ناز آیا  
 یوں ہی میری آنکھوں میں آ کے وہ سما جائیں  
 جیسے ان کی آنکھوں میں شب کو خوابِ ناز آیا  
 ساتھ لے کے دشمن کو میرے گھر نہ آئیں آپ  
 ایسی مہربانی سے مہرباں ہیں باز آیا  
 ہوش بھی ہوئے رخصتِ عقل نے بھی چھوڑا ساتھ  
 شوق مجھ کو پہنچانے تا حریمِ ناز آیا

غزنی کے آتے ہی شور ہو گا محشر میں  
 بندہ ایاز آیا بندہ ایاز آیا  
 صورتوں کا شیدائی، شیخ کا ہوا طالب  
 عبادۂ حقیقت پر رہو مجاز آیا  
 جب چلا سوتے مقتل شوق جاں نثاری میں  
 دل کے خیر مقدم کو بڑھ کے تیرناز آیا  
 شکوہ بھدا و جور بیدم اب کریں کس سے  
 درد دینے والا ہی بن کے پارہ ساز آیا



ہلاک تیغ بھنا یا شہید ناز کرے  
 ہر ایک ذرہ ہے عالم کا گوش بر آواز  
 تجلیاں جسے گھیرے ہوں تیرے جلووں کی  
 محال ترک خیال نجات ہے لیکن  
 ترا کرم ہے جسے جیسے سرفراز کرے  
 تو پھر کہاں پہ کوئی گفتگوئے راز کرے  
 وہ دیر و کعبہ میں کیا خاک امتیاز کرے  
 وہ بے نیاز جسے چاہے بے نیاز کرے  
 وہ جا کے کیوں کہیں دست طلب دراز کرے  
 یہ حسن و عشق کا ہے اتحاد یک رنگی  
 وہی ہے مرضی محمود جو ایاز کرے

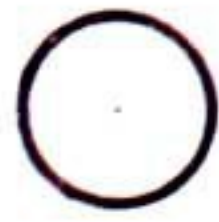
بنائے زندہ جاوید یا رکھے بیدم

مرے سر آنکھوں پہ جو کچھ نگاہ ناز کرے



حال ابتر ہے جس میں دل کا  
 داد دے دے کے بے قراری کی  
 صبر و تسکین لے گئی وہ نگاہ  
 میں وہ کشتی ہوں بحرِ فرقت میں  
 سرمہ چشم نہ فلک ٹھہری  
 کس سے پوچھیں کہاں تلاش کریں  
 تابِ نظارہ لائے کالے قیس  
 یار تیرے مٹے ہوؤں کے نشاں  
 ناخدا پار کر مسرا بیڑا  
 آکے نکلا نہ دل سے تیر لطرہ  
 قیس کے جذبِ دل کی تاثیریں  
 جھوٹوں سن لیں اگر نوید بہار  
 میرا کیا پھونکنا ہے برقِ جمال  
 بچھ رہا ہے چسراغِ محفل کا  
 دل بڑھاتے ہیں وہ مے دل کا  
 لٹ گیا آج و تافلہ دل کا  
 منہ نہ دیکھا ہو جس نے ساحل کا  
 اللہ اللہ یہ مرتبہ رگل کا  
 کتنی دن سے پتہ نہیں دل کا  
 اٹھ بھی جاتے جو پردہ محل کا  
 کچھ پتہ دے رہے ہیں منزل کا  
 واسطہ تجھ کو اہل ساحل کا  
 یہ بھی ارمان بن گیا دل کا  
 کھینچنے لیتی ہیں پردہ محفل کا  
 غنچے منہ چوم لیں عناد دل کا  
 پھونک دے بڑھ کے پردہ محل کا

لائی بیدمِ عدم سے ہستی میں  
 کیا ٹھکانا ہے وحشتِ دل کا

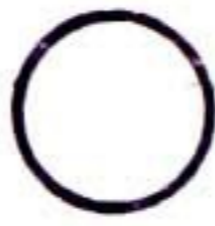


ہوا ختمِ ہستی کا میری فسانہ  
 زمانہ میں ہے یہ بھی کوئی زمانہ  
 ادا ہونے سے اپنی یوں بنے  
 بدلتا رہے کرو میں اب فرمانہ  
 کہ قیدِ قفس اور بے آب و دانہ  
 مرا سر ہو اور یار کا آستانہ

دکھاتے نہ اندر پھر وہ زمانہ  
انھیں کیا ضرورت ہے تیر و کماں کی  
مرے غم کدہ میں وہ آئیں تو اک دن  
خود نے جہاں مصلحت پر نظر کی  
میں کیوں خواب میں فصل گل دکھتا ہوں  
ابھی جس کو بجلی جلا کر گئی ہے  
حرم میں کبھی اور کبھی بت کدہ میں  
ہمیں کعبہ و بت کدہ سے غرض کیا

کہ آگے قفس کے جلے آشیانہ  
نظر سے اڑائیں جو دل کا نشانہ  
ٹا دوں گا میں حسرتوں کا خندانہ  
لگایا وہیں عشق نے تازیانہ  
پھر آئے گا کیا ہم نشیں وہ زمانہ  
اسی شاخ پر تھا مرا آشیانہ  
تجھے ہم نے ڈھونڈھا ہے خانہ بجانہ  
سلامت رہے یار کا آستانہ

زہنتے بنے اور نہ روتے ہی بیدم  
محبت کا ہے کچھ عجب کارخانہ



نورِ نظر احمد مختار کی چادر  
میں وجد میں حلقہ کئے اقطاب زمانہ  
قدسی اسے کیونکر نہ رکھیں اپنے سڑوں پر  
سرکار نوازیں تو نوازش ہے ہر دم ہے

لحنتِ جگر حیدر کرار کی چادر  
اور سر پہ ہے سر حلقہ ابرار کی چادر  
ہے نچلتی پاک کے دلدار کی چادر  
ہم لاتے ہیں سرکار میں سرکار کی چادر

جب جب در و درت پر سائی ہوئی بیدم  
گل ہائے سخن گوندھ کے تیار کی چادر



سہارا موبوں کالے لے کے بڑھ رہا ہوں میں  
 سفینہ جس کا ہے طوفاں وہ تاخدا ہوں میں  
 خود اپنے جلوہ ہستی کا بتلا ہوں میں  
 ز مدعی ہوں کسی کا نہ مدعا ہوں میں  
 کچھ آگے عالم ہستی سے گونجتا ہوں میں  
 کہ دل سے ٹوٹے ہوتے ساز کی صدا ہوں میں  
 پڑا ہوا ہوں جہاں جس طرح پڑا ہوں میں  
 جو تیرے در سے زائٹھے وہ نقش پا ہوں میں  
 جہانِ عشق میں گو پیکر و فنا ہوں میں  
 ترمی نگاہ میں جب کچھ نہیں تو کیا ہوں میں  
 تجلیات کی تصویر کھینچ کر دل میں  
 تصورات کی دنیا بسا رہا ہوں میں  
 جنونِ عشق کی نیرنگیاں ارے تو بہ  
 کبھی خدا ہوں کبھی بندہ خدا ہوں میں  
 بدلتی رہتی ہے دنیا مرے خیالوں کی  
 کبھی ملا ہوں کبھی یار سے جدا ہوں میں  
 حیات و موت کے جلوے ہیں مری ہستی میں  
 تغیراتِ دو عالم کا آئینہ ہوں میں  
 یہی عطا کے تصدق ترے کرم کے نثار  
 کہ اب تو اپنی نظر میں بھی دوسرا ہوں میں



بقا کی فکر نہ اندیشہ فنا مجھ کو  
 تقنات کی حسد سے گذر گیا ہوں میں  
 مجھی کو دیکھ لیں اب تیرے دیکھنے والے  
 تو آئینہ ہے مرا تیرا آئینہ ہوں میں  
 میں مٹ گیا ہوں تو پھر کس کا نام ہے بیدم  
 وہ مل نئے ہیں تو پھر کس کو ڈھونڈتا ہوں میں



بجال خستہ و گم کردہ را ہے • نگاہے خسرو و خوباں نگاہے  
 سجود آرزو شام و پگاہے بسوئے آستان کج کلاہے  
 برائے تشنہ کامان مجتہت در تو مامن و امید گاہے  
 قدم از روضہ بیرون نہ خدا را ہزاراں دیدہ دل فرش راہے  
 بہر دم خوبی حسش فزوں باد الہی تافسروغ مہر و ماہے  
 بیا در حلقہ پیر خدابات برواز خواجگی و خانقاہے

شہنشاہ زمانہ ہست بیدم  
 گدائے وارث عالم پناہے



سینہ میں دل ہے دل میں داغ داغ میں سوز و ساز عشق  
 پردہ یہ پردہ ہے نہاں پردہ نشین کا راز عشق

ناز کبھی نیاز ہے اور نیاز نازِ عشق  
 ختم ہوا نہ ہو کبھی سلسلہ درازِ عشق  
 عشق ادا نوازِ حسن، حسن کرشمہ سازِ عشق  
 آج سے کیا ازل سے ہے حسن سازِ عشق  
 اپنی خبر کہاں انھیں جن پہ کھلا ہے رازِ عشق  
 سارے شعور مٹ گئے جب ہوا امتیازِ عشق  
 ہوش و خرد بھی الفراقِ بینی و بیندِ کہیں  
 حضرتِ دل کا خیر سے ہے سفرِ حجازِ عشق  
 پیرِ مغال کے پائے ناز اور مرا سرِ نیاز  
 ہوتی سے مے کدہ میں روزِ اپنی یونہی نمازِ عشق  
 حسرت و یاس و آرزو شوق کا اقتدا کریں  
 کشتہِ غم کی لاش پر دھوم سے ہو نمازِ عشق  
 عشق کی ذات ہی سے ہے خوبیِ حسن و شانِ عشق  
 عُن کے دم قدم سے ہے سارا یہ سوز و سازِ عشق  
 اے دلِ درد مند پھر ناہ ہو کوئی دل گداز  
 سوئی پڑی ہے بزمِ شوق چھڑے اپنا سازِ عشق  
 ہوش و خرد وے عشق، عشق ہے دشمنِ خسرو  
 ہے نہ ہوا نہ ہو کبھی عقل سے سازِ عشق  
 بیدم خستہ ہے کہاں، اصل میں کوئی اور ہے  
 زمزمہ سنج بے خودی نغمہ طرازِ سازِ عشق

جو دینا ہے تو ایسا جام دے پیر مغاں مجھ کو  
 کہ پیتے پیتے آجائے سرور جاوداں مجھ کو  
 پسند آتا نہیں قصہ کسی کا قصہ خواں مجھ کو  
 سنانا ہے تو میری ہی سادے داستان مجھ کو  
 شبستانِ عدم سے لاکے ڈالا بزم ہستی میں  
 نہیں معلوم لے جائے گی ابِ حشر کہاں مجھ کو  
 یہ باتیں کرتے کرتے کیوں زباں رکنے لگی آخر  
 کھٹکتا ہے ترا پیغامِ بظہرِ بیاں مجھ کو  
 مری دنیا بدل دی جنبشِ ابروئے جاناں نے  
 زمیں تھا آسماں یا اب زمیں ہے آسماں مجھ کو  
 مرا پہلو بدلنا اس کے رنگِ رخ کا اڑ جانا  
 ڈبو دے گا کسی دن اضطرابِ ابدِ واں مجھ کو  
 اگر بجلی نہیں تو روئے روشن کی تجلی ہے  
 نظر آتا تو ہے پردہ سے کوئی ضو فشاں مجھ کو  
 مرے گریہ نے مجھ کو منزلِ مقصد پہنچایا  
 بہا کر لے گئے ان تک کے اشکِ واں مجھ کو  
 زمین کوئے جاناں کوئی میدانِ قیامت ہے  
 کہ ہر ذرہ میں ہے اک گردشِ ہفت آسماں مجھ کو  
 سکون و صبر نے جس دن سے میرا ساتھ چھوڑا ہے  
 کہا کرتے ہیں اب وہ یوسف ہے گاڑاں مجھ کو

جو ان کا نام لیتے لیتے میرا دم نکل جائے  
تو میری موت ہو بیدم حیات جاوداں مجھ کو



وہ گھبرائے کچھ ایسے آج میرے شور و شیون سے  
کہ جیسے بیٹھے تھے ویسے ہی اٹھے بزم دشمن سے  
نہیں بچتا نہیں بچتا کوئی اس چشم پُرفن سے  
قضا بھی زح کے چلتی ہے غضب آلودہ چٹون سے  
جہاں رکھتا ہوں تنکے آئیناں کے پھونک دیتی ہے  
تجھے تو ضد سی ہے اسے برق کچھ میرے نشمن سے  
اسی حسرت میں روتا ہوں یہی ارماں رُلاتا ہے  
کہ میرے اشک پونچھے کاش کوئی اپنے دامن سے  
یرے دیوانے سے خار مغیلاں کو یہ الفت ہے  
کہ لیتا ہے قدم کوئی، کوئی لپٹا ہے دامن سے  
بی وحشت کا پہلا روز روزِ عید ہے گویا  
کہ ماننے کو بڑھا چاک گریباں چاک دامن سے  
جنوں میں وحشت سے جانے کا جب میں نام لیتا ہوں  
تو کانٹے کس محبت سے لپٹ جاتے ہیں دامن سے  
الٹی میرے راز دل کا اب تو ہی نگہب ان ہے  
کہ جو کہنی نہ تھی وہ بات کہ گذرا ہوں دشمن سے

خزانہ ہے مراد دل حسرت و یاس و تمنّا کا  
 جسے جو چاہتے لے جائے اگر میرے زمن سے  
 صبا اترے ہوتے پھولوں کو کا ندھا دینے آتی ہے  
 جنازے پر جنازہ اٹھ رہا ہے صحن گلشن سے  
 بھلا اللہ وہی بیدم کے دل میں جلوہ فرمایا ہیں  
 نجل میں چاند سوج دونوں جن کے لئے روشن سے



لڑکھڑانا کیوں ہے آخر بزم میں پیمانہ آج  
 ان کے آتے ہی ہوتی کیا حالت مے خا آج  
 ٹوٹی زاہد ہی کی تو بیزچ گیا پیمانہ آج  
 مست ہو جانے پہ بھی ساغر نہ چھوٹے ہاتھ سے  
 ہونہ ہو میرے ہی سوز عشق کا مذکور ہے  
 خون دل لخت جگر حاضر میں دعوت کے لئے  
 دل جگر دونوں ہی مشتاق شہادت میں مرے  
 ہو گیا ٹنڈا اکلے بچہ گئی دل کی لگی

اٹھ گئے بیدم کی آنکھوں سے حجابات دہنی  
 ایک ہے اس کی نظر میں کعبہ بت خانہ آج

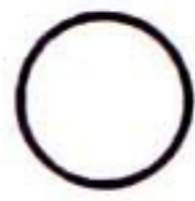


ہے لیلیٰ زیبِ محمل اور یادِ قیس ہے دل میں  
 یہ اک لیلیٰ ہے لیلیٰ میں یہ اک محمل ہے محمل میں  
 نگاہِ ناز کے تیر اس طرح آئے مرے دل میں  
 کہ جیسے دوڑ کر چھپ جائے لیلے اپنے محمل میں  
 نگاہِ قیس سے چھپنے پہ بھی اوجھل نہیں لیلے  
 کہ چشمِ شوق کے پردے پڑے ہیں اس کے محمل میں  
 اسے اعجازِ الفت گر نہیں کہتے تو پھر کیا ہے  
 کہ لیلیٰ دشت میں پھرتی ہے اور مجنوں ہے محمل میں  
 ادھر مجنوں یہ کہتا ہے کہ میں نے دشت میں دیکھا  
 ادھر یہ لطف ہے لیلیٰ رہی محمل کے محمل میں  
 تصور ان کا آنکھوں میں ہے اور آنکھیں ہیں بند اپنی  
 پڑے ہیں پردے محمل کے اور اک لیلیٰ ہے محمل میں  
 ہماری لاش پر اس طرح سے گوارہ ہے بیدم  
 کہ جیسے گم شدہ لیلیٰ کا محمل ہو محمل میں



کام میرا کسی تدبیر سے آساں نہ ہوا	جو مرض مجھ کو ہوا تو ابل درماں نہ ہوا
ان کی محفل میں چھپائے نہ چھپا سوز نہاں	داغِ دل میرا چراغِ تہِ داماں نہ ہوا
اور تو تڑپت بیکس پہ کوئی کیسا روتا	ابہ بھی آ کے مری خاک پہ گریباں نہ ہوا
یاں بھی کیا میری نہ فریاد سنے گا کوئی	گھر ہوا آپ کا یہ حشر کا مبدال نہ ہوا

سینکڑوں مردے جلاتے کتے بیمار اچھے آپ سے ایک مرے درد کا درماں نہ ہوا  
 ایک دردِ دل بیمار رہا جان کے ساتھ اور تو کوئی شریکِ غم، حیراں نہ ہوا  
 ایک ارمان نکلتا ہے تو سو آتے ہیں  
 دل عجب گھر ہے کہ بیدم کبھی ویراں نہ ہوا



ہم نے کدے سے مر کے بھی باہر نہ جاتیں گے  
 مے کش ہماری خاک کے ساغر بنائیں گے  
 وہ اک کہیں گے ہم سے تو ہم سو سنائیں گے  
 منہ آئیں گے ہمارے تو اب منہ کی کھائیں گے  
 کچھ چارہ سازی نالوں نے کی ہجر میں میری  
 کچھ اشک میرے دل کی لگی کو بھجائیں گے  
 وہ مثل اشک اٹھ نہیں سکتا زمین سے  
 جس کو حضور اپنی نظر سے گرائیں گے  
 جھونکے نسیم صبح کے اُکے حیر میں  
 اک دن چسراغ ہستی عاشق بھجائیں گے  
 صحرا کی گدہوگی کفنِ مجھ غریب کا  
 اٹھ کر بگولے میرا جنازہ اٹھائیں گے  
 گردش نے میری چرخ کا پکرا دیا دماغ  
 نالوں سے اب زمیں کے طبق تھر تھرائیں گے

بیدم وہ خوش نہیں ہیں تو اچھایو نہی سہی  
 ناخوش ہی ہو کے غیر مرا کیسا بنائیں گے



یہ خسروی و شوکتِ شاہانہ مبارک  
 مستوں کو مبارک درے خانہ کے سجدے  
 اے چشمِ تمنا تری امید بر آئی  
 بلبیل کو مبارک ہو ہوائے گل و گلشن  
 لو اٹھ گئے سب جلوہ گہ ناز کے پردے  
 یہ قصر یہ خدام یہ کا شانہ مبارک  
 مے خانہ تجھے مرشد مے خانہ مبارک  
 اٹھتا ہے نقابِ سُخِ جانانہ مبارک  
 پروانہ کو سوزِ دل پروانہ مبارک  
 نظارہ حسنِ سُخِ جانانہ مبارک  
 سرمد کو مبارک ہوں مے صاف کے ساغر  
 بیدم ہمیں دُر دِ تہہ پیمانہ مبارک



حضورِ وارثِ عالی مقام کی چادر  
 ارم سے روضہ وارث پہ حوریں لاتی ہیں  
 روائے فاطمہ زہرا یہ طشتِ نور میں ہے  
 مری بلا کو ہونو رشیدِ حشر کا کھٹکا  
 جلیبِ حضرت خیر الانام کی چادر  
 بنا بنا کے درود و سلام کی چادر  
 کہ ہے حسین علیہ السلام کی چادر  
 کہ میرے سر پہ ہے میرے امام کی چادر

در حضور پہ حاضر ہے آپ کا بیدم  
 قبول کیجئے مولا عن سلام کی چادر





اس طرف بھی کرم اے رشک مسیحا کرنا  
 بے خود جلوہ سے کہتا ہے یہ جلوہ ان کا  
 اے جنوں کیوں لئے جانتے بیاباں میں مجھے  
 جب بجز تیرے کوئی دوسرا موجود نہیں  
 یہی وہ کام ہیں ناکام محبت کے لئے  
 ہم بھی دیکھیں ترے آئینہ رخ کو لیکن  
 کوئی جا ہو وہ حرم ہو کہ صنم حسانہ ہو  
 دیکھ لے جا کے وہ دریا پہ تماشا تے حباب  
 پردہ ہستی موہوم مٹا دو پہلے  
 شکوہ اور شکوۃ محبوب الہی توبہ  
 ایک تم ہو کہ تمہیں بات کا کچھ پاس نہیں  
 وہ مرے اشک کو دامن پہ جگہ دیتے ہیں

کہ تمہیں آتا ہے بمبار کا اچھا کرنا  
 لطفِ نثارہ اٹھا ہوش سنبھالا کرنا  
 جب تجھے آتا ہے گھر کو میرے صحرا کرنا  
 پھر سمجھ میں نہیں آتا ترا پردا کرنا  
 کبھی ان کا کبھی تقدیر کا شکوا کرنا  
 شاق ہے گردِ نظر سے اُسے دھندلا کرنا  
 ہم کو نقشِ قدم یار پہ سبدا کرنا  
 جس کو منظور ہو نثارہ دنیا کرنا  
 پھر جہاں چاہو وہاں یار کو دیکھا کرنا  
 کفر ہے مذہبِ عشاق میں شکوا کرنا  
 اور اک ہم کہ ہمیں منہ سے جو کہنا کرنا  
 یعنی منظور ہے اس قطرے کو دریا کرنا

ایسی آنکھوں کے تصدق مری آنکھیں بیم

کہ جنہیں آتا ہے اغیار کو اپنا کرنا



یہ ساقی کی کرامت ہے کہ فیض مے پرستی ہے  
 گھٹا کے بھیس میں مے خانہ پر رحمت برستی ہے  
 یہ جو کچھ دیکھتا ہے تو فریبِ خواب ہستی ہے  
 تخیل کے کرشمے میں بلندی ہے کہ پستی ہے

وہاں میں ہم جہاں بیدم نہ ویرانہ نہ بستی ہے  
 نہ پابندی نہ آزادی نہ ہنسیاری نہ مستی ہے  
 تری نظروں پر چڑھنا اور ترے دل سے اتر جانا  
 محبت میں بلندی اس کو کہتے ہیں وہ پستی ہے  
 وہی ہم تھے کبھی جو رات دن پھولوں میں میلتے تھے  
 وہی ہم ہیں کہ تربت چار پھولوں کو ترستی ہے  
 اسے بھی ناوک جاناں تو اپنے ساتھ لیتا جا  
 کہ میری آرزو دل سے نکلنے کو ترستی ہے  
 کہ تھے ہیں کہ نقاش ازل نیرنگیاں تیری  
 جہاں میں مائل رنگ فنا ہر نقش ہستی ہے  
 ہر اک ذرہ میں ہے انی انا اللہ کی صدا ساقی  
 عجیبے کش تھے جن کی خاک میں بھی جوش مستی ہے  
 خدا رکھے دل پر سوز تیسری شعلہ افشانی  
 کہ تو وہ شمع ہے جو رونق دربار ہستی ہے  
 مرے دل کے سوا تو نے بھی دیکھا بے کسی میری  
 کہ آبادی نہ ہو جس میں کوئی ایسی بھی بستی ہے  
 جبابہ تعین مانع دیدار سمجھا سھتا  
 جو دیکھا تو نقاب روئے جاناں میری ہستی ہے  
 عجب دنیا سے حیرت عالم کو غریباں ہے  
 کہ ویرانہ کا ویرانہ ہے اور بستی کی بستی ہے

کہیں ہے عجبہ کی دھن کہیں شور انا الحق ہے  
 کہیں انخفائے مستی ہے کہیں اظہارِ مستی ہے  
 بنیارسک مہر و مہ تری ذرہ نوازی نے  
 نہیں تو کیا ہے بیدم اور کیا بیدم کی ہستی ہے



کیا سنو گے ماجسرائے دردِ دل	کیا سناتے بتلاتے دردِ دل
آپ ہی دیں کے دوائے دردِ دل	آپ ہی نے دردِ بخشنا ہے مجھے
جاں صدقے دل فدائے دردِ دل	دردِ دل سے زندگی ہے زندگی
دل کو ٹھونٹے اور نہ پاتے دردِ دل	انتہاتے درد اس کا نام ہے
دردِ دل خود ہے دوائے دردِ دل	موت کرتی ہے علاجِ اہلِ درد
آپ کیا جانیں دوائے دردِ دل	حضرت عیسیٰ یہ ان کا کام ہے
آپ کیا دیں گے سوائے دردِ دل	ہم نے دل سی چیزوں سے وہی آپ کو
بانٹ لیں اپنے پرانے دردِ دل	دردِ دل گر بانٹنے کی چیز ہو

دردِ دل پیدا ہوا دل کے لئے

اور دل بیدم برائے دردِ دل



کون سا گھر ہے کہ اے جاں نہیں کا شانہ ترا  
 اور جہلو خانہ ترا  
 مے کہہ تیرا ہے کعبہ ترا بٹ خانہ ترا  
 سب سے جانانہ ترا  
 تو کسی شکل میں ہو میں تیرا شیدائی ہوں  
 تیرا سودائی ہوں  
 تو اگر شمع ہے اے دوست میں پروانہ ترا  
 یعنی دیوانہ ترا  
 مجھ کو بھی بسام کوئی پیر خدایا تے ملے  
 تیری خیرات ملے  
 تا قیامت یوں ہی جاری رہے پیمانہ ترا  
 رہے مے خانہ ترا  
 تیرے دروازے پہ حاضر ہے ترے در کا فقیر  
 اے امیروں کے امیر  
 مجھ پہ بھی ہو کبھی الطافِ کریمانہ ترا  
 لطفِ شاہانہ ترا  
 صدقہ مے خانہ کا ساقی مجھے بے ہوش دے  
 خود فراموشی دے  
 یوں تو سب کہتے ہیں بیہ تم ترا منانہ ترا  
 اب ہوں دیوانہ ترا



حشر بھی یونہی جائے گا اے دل بے قرار کیا  
 حشر بھی یونہی جائے گا اے دل بے قرار کیا  
 یونہی رہیں گے تشنہ کام تشنہ دیدار کیا  
 یونہی رہیں گے تشنہ کام تشنہ دیدار کیا  
 مژدہ فصل گل صبا جا کے رقیب کو سنا  
 مژدہ فصل گل صبا جا کے رقیب کو سنا  
 مجھ کو بہار سے غرض میرے لئے بہار کیا  
 مجھ کو بہار سے غرض میرے لئے بہار کیا  
 یار کی جلوہ گاہ میں پردے پڑے تو یہ نہ بولوچھ  
 یار کی جلوہ گاہ میں پردے پڑے تو یہ نہ بولوچھ  
 دکھتی رہ گئی ادھر چشم امیدوار کیا  
 دکھتی رہ گئی ادھر چشم امیدوار کیا  
 جامہ عقل و ہوش تو نذر جنون کر چکے  
 جامہ عقل و ہوش تو نذر جنون کر چکے  
 کس کے ہوں تار تار اب یہ کبھے تار تار کیا  
 کس کے ہوں تار تار اب یہ کبھے تار تار کیا

دیر و عزم میں چشمِ شوق ڈھونڈ پھری پتہ نہیں  
 دل نے چھپا کے رکھ لیا نقشہِ روئے یار کیا  
 اپنی وفا کے ساتھ ساتھ ان کی جفا بھی بائیں ہے  
 روز شمار کے لئے اور رکھیں شمار کیا  
 داؤدِ حشر بے شمار میرے قصور میں تو ہوں  
 تجھ سے کریم کے لئے مجھ سا گناہ گار کیا  
 بیدمِ خستہ دل کی روز آنکھیں میں ڈھونڈتی اسے  
 طور پر گر کے کھو گئی برقِ جمالِ یار کیا



تیرے خیال میں دل دنیا کو دیکھتا ہے  
 آنکھوں میں جب تم آئے پھر دل ہی دور کیا ہے  
 اک دفترِ الم ہے میری کتابِ ہستی  
 میرا عروجِ سجدہ پہنچا ہے لامکاں تک  
 اے نامراد می دل ہم کیا یہ دیکھتے ہیں  
 آتے ہی ایک ہچکی ٹوٹا طلمسم ہستی  
 تھی میری حسرتوں کی جو اک بہارِ آئندہ  
 رفتارِ جور میں ہے کیا چرخ کو سلیقہ  
 آئینہ تصور جامِ جہاں نما ہے  
 اس راستے سے سیدھا کعبہ کارستا ہے  
 ہر حرفِ زندگی کا دیباچہ فنا ہے  
 افتد آسماں پر یہ کس کا نقشِ پا ہے  
 دستِ طلب ہمارا منت کش دُعا ہے  
 بربادیِ تعین آبادی فنا ہے  
 مایوسیوں نے اس کو دل سے مٹا دیا ہے  
 ان کا ستم ستم ہے ان کی جفا جفا ہے

ارمان ہو کہ ان کا تیر نظر ہو بیدم  
 جو دل تک آ گیا ہے دل ہی کا ہو ہا ہے

بت بھی اس میں رہتے تھے دل یار کا بھی کا شانہ تھا  
 ایک طرف کبے کے جلوے ایک طرف بت خانہ تھا  
 دلبر میں اب دل کے مالک یہ بھی ایک زمانہ ہے  
 دل والے کہلاتے تھے ہم وہ بھی ایک زمانہ تھا  
 پھول نہ تھے آرائش تھی اس مست ادا کی آمد پر  
 ہاتھ میں ڈالی ڈالی کے اک ہلکا سا بیجانہ تھا  
 ہوش نہ تھا بے ہوشی تھی بے ہوشی میں پھر ہوش کہاں  
 یاد رہی خاموشی تھی جو بھول گئے افسانہ تھا  
 دل میں وصل کے ارماں بھی تھے اور ملالِ فرقت بھی  
 آبادی کی آبادی ویرانے کا ویرانہ تھا  
 افسرے بار ہوش جوانی آنکھ نہ ان کی اٹھتی تھی  
 مستانہ ہر ایک ادا تھی ہر عشوہ مستانہ تھا  
 شمع کے جلوے بھی یارب کیا خواب تھا جلنے والوں کا  
 صبح جو دیکھا محفل میں پروانہ ہی پروانہ تھا  
 دیکھ کے وہ تصویر مری کچھ کھوئے ہوئے سے کہتے ہیں  
 ہاں ہاں یاد تو آتا ہے اس شکل کا اک دیوانہ تھا  
 غیر کا شکوہ کیونکر رہتا دل میں جب امیدیں تھیں  
 اپنا پھر بھی اپنا تھا بیگانہ پھر بیگانہ تھا  
 بیدم اس انداز سے کل یوں ہم نے کہی اپنی بیتی  
 ہر اک نے سمجھا محفل میں یہ میرا ہی افسانہ تھا

محشر کو پائمال کرے یا بپا کرے  
 جو چاہے آپ کی نگہ فتنہ نہا کرے  
 ناصح کی بات مانے کہ دل کا کہا کرے  
 اب کہتے کوئی کیا نہ کرے اور کیا کرے  
 کب تک کسی کی کوئی تمنا کیا کرے  
 گھبرا کے اپنی جان نہ دے تو کیا کرے  
 اس عندلیب کو ہے قیامت کا سامنا  
 جس کا قفس کے آگے نشیمن جلا کرے  
 کس کام کی امید ہے ناکام کے لئے  
 ناکامیوں کو میری حسد اکام کا کرے  
 جب میرے دردِ دل کا مداوا نہ ہو سکا  
 کوئی مسیح ہے تو مجھے کیا ہوا کرے  
 ان کو تو آئے دن نئے دل کی تلاش ہے  
 کوئی کہاں سے روز نیا دل دیا کرے  
 جس طرح ان کی زلف بڑھے ان کے دوش پر  
 یا رب! اسی طرح مری وحشت بڑھا کرے  
 یہیں بے خودی میں ان سے ہم آغوشیاں نصیب  
 تا محشر مجھ کو ہوش نہ آئے خدا کرے  
 دیکھے جو تجھ کو آئینہ دل میں جلوہ گر  
 حیرت سے چشم شوق ترا منت تکا کرے

جلوے بھی سامنے ہیں وہ کافر بھی سامنے  
 کس کی طرف کو اب کوئی سجدہ ادا کرے  
 ہستی مری محیط رہے نیستی کے بعد  
 روشن بقا کا نام مالِ فنا کرے  
 پردے میں ہے جمال تو ہے شور اس قدر  
 اور بے حجاب ہو تو خدا جانے کیا کرے  
 دم بھر میں آسمان بنا دے زمین کو  
 نقشِ جبیں کی قدر اگر نقشِ پا کرے  
 دامنِ استجاب کی کلیاں کھلی رہیں  
 یارب! وہ ہو قبول جو بیدم دعا کرے



بڑا ہے نوشتہ کے رُخ پر نقاب سہرے کا  
 میں پھول حمد کے نعت رسول کی کلیاں  
 چھپا ہے ابر میں یا آفتاب سہرے کا  
 جو اب ہی نہیں اس لاجواب سہرے کا  
 یہ آج تجھ سے جواں نجات کے ہے سر پہ بندھا  
 تو اور بڑھ گیا حسن شباب سہرے کا  
 دولہن حسین ہے تو نوشتہ بھی ہے حسین و جمیل  
 ہر ایک پھول ہوا کامیاب سہرے کا

یہ گندھتے ہی سرِ نواشاہ پر بندھا بیدم  
 نصیب تو کوئی دیکھے جناب سہرے کا





مہاں ہے خیالِ رُخِ جانانہ کسی کا  
 نبھتا نہیں اس شوخ سے یارانہ کسی کا  
 بے جا ہے کم و بیش کی ساقی سے شکایت  
 اے زاہد! اُسے پھر کہیں جانے کی ضرورت  
 بے مانگے پلاتی ہمیں اور خوب پلاتی  
 اس طرح وہ سنتے ہیں مرے غم کی کہانی  
 لعداب اے مرشد مئے خانہ خبر لے  
 تدبیر میں گو جنبشِ دامنِ سحر ہے

ہے منزلِ خورشید سے خانہ کسی کا  
 سچ تو یہ ہے وہ دوست ہمارا نہ کسی کا  
 مے اتنی ہی وہی جتنا تھا پیمانہ کسی کا  
 جب کعبہ ہے سنگِ درجہ جانانہ کسی کا  
 تاحشر سلامت رہے مے خانہ کسی کا  
 کہتے ہیں سناؤ ہمیں افسانہ کسی کا  
 مستی میں چھلکنے کو ہے پیمانہ کسی کا  
 آتا ہی نہیں ہوش میں مستانہ کسی کا

دیوانہ جو سمجھے اُسے دیوانہ ہے بیدم  
 ہشیار سے ہشیار ہے دیوانہ کسی کا



تیرے کمالِ ستم کی یہ یادگار رہے  
 گلِ مراد کھلیں سینہ لالہ زار رہے  
 وہ اضطراب کی دنیا ہے دلِ خدار کھے  
 زمانہ بھر کو قیامت پہ ٹال رکھا ہے  
 نرالا جسے انوکھا وصال ہے اپنا  
 نصیب ہو تو یہ ہے سرفروش کی معراج  
 یہ کیا کہ دل میں ہیں اور آنکھ دید سے محروم  
 ہوا ہوں خاکِ چمن اس لئے نسیم بہار

کہ ہم رہیں نہ ہمارا کہیں مزار رہے  
 مرے چمن میں الہی سد بہار رہے  
 جہاں قرار بھی آئے تو بے قرار رہے  
 کسے کسے ترے وعدہ کا اعتبار رہے  
 کہ ہم نہ دیکھ سکے اور وہ ہمکنار رہے  
 کہ پائمال تری راہ میں غبار رہے  
 کہیں بہا کہیں حسرت بہار رہے  
 کہ پائمال اسی راہ میں غبار رہے

تو پھر وصال کی شب کے مزے نہ ہیں جو یاد لذتِ شب ہائے انتظار رہے  
 خدا رکھے تجھے تجھ سے ہی کام ہے مجھ کو کوئی رہے نہ رہے تو خیال یار رہے  
 یہاں تو ضبط کی طاقت نہ اضطراب کی تاب جسے قرار رہا ہو وہ بے قرار رہے  
 بتوں سے دل نہ لگانا ثواب ہے واعظ مگر اسی کو جسے دل پہ اختیار رہے  
 یہ کہہ کے چشمِ تمنا سے وہ ہوئے نصحت یہ انتظار کا گھر ہے تو انتظار رہے

وہ کون ہے وہ میرا بد نصیب دل بیہوش  
 پگھل میں رہ کے جو بیگانہ بہار رہے



وہ چلے جھٹک کے دامن مرے دستِ نالواں سے  
 اسی دن کا آسرا تھا مجھے مرگِ ناگہاں سے  
 یہ حجابِ کفر و ایمان بھی ہٹا دو درمیاں سے  
 کہ مقامِ قرب آگے ہے حدودِ دو جہاں سے  
 مری طرح تھک نہ جائے کہیں حسرتِ فسوہ  
 کہ لپیٹ کے چل تو دی ہے وہ غبارِ کارواں سے  
 مجھے شوق سے تغافل ترا پائمال کر دے  
 مرا سر اٹھانا اٹھے ترے سنگِ آستان سے  
 ترے مے کہہ کا ساقی ہے بیاں بھی کیف آگیں  
 کہ ہوا کو ہے تو اجد مرے ندرتِ بیاں سے

مری بکیسی کا عالم کوئی اس کے جی سے پوچھے  
 مری طرح نٹ گیا ہو جو بچھڑ کے کارواں سے  
 جو خیال میں بھی چھوٹے درپاک تیرا مجھ سے  
 تو لپٹ کے روئیں سجدے تیرے سنگ آستان سے  
 تری رہ گزرتک اے جاں جو نصیب ہو رسائی  
 ملوں آنکھیں اپنی نقش کف پائے سارباں سے  
 وہی گونجتی ہیں اب تک مرے کان میں صد آہیں  
 ہوسناختا زمرہ اک کبھی ساز کن فکان سے  
 نہ ہو پاس پرودہ ان کو نہ یہ پرودہ داریاں ہوں  
 مری دکھ بھری کہانی جو سنے مری زباں سے  
 مری چشم حسرت آگیں یہ خرابیاں نہ دیکھے  
 جو قفس کو دور رکھ دے کوئی میرے آتیاں سے  
 مجھے خاک میں ملا کر مری خاک بھی اڑا دے  
 ترے نام پر مٹا ہوں مجھے کیا غرض نشاں سے  
 اسی خاک آستان میں کسی دن فنا بھی ہوگا  
 کہ بنا ہوا ہے بیدم اسی خاک آستان سے



خیال ہے کہ انہیں بے نقاب دیکھیں گے  
 انہیں کھلی ہوئی آنکھوں سے خواب دیکھیں گے  
 نقاب کیسی انہیں بے نقاب دیکھیں گے  
 نگاہ شوق کو ہم کامیاب دیکھیں گے  
 بدل نہ جائے کہیں نظم عالم ہستی  
 وہ حالتِ دل خانہ خراب دیکھیں گے  
 تیری نظر میں ترے دل میں تیری محفل میں  
 ہمیں بھی لوگ کبھی باریاب دیکھیں گے  
 کہاں تک اپنے گریباں کی خیر مانگیں ہم  
 اسی کو چاک اسی کو خراب دیکھیں گے  
 انہیں غریبوں کے حال خراب سے کیا کام  
 وہ آ کے کیوں میرا حال خراب دیکھیں گے  
 ہم اور رقیب سبھی ہوں گے آج مقتل میں  
 وہیں تیری نظر انتخاب دیکھیں گے  
 بدل گیا ہے زمانہ جو پھر گئی ہے نظر  
 کے خبر تھی کہ یہ الفتلاب دیکھیں گے  
 جو آج پردہ دیر و حرم میں ہیں روپوش  
 انہیں کو حشر میں کل بے نقاب دیکھیں گے  
 ستارے خوب ستارے ہیں دل مضطر  
 وہ آگے تو ترا اضطراب دیکھیں گے

حریم ناز میں اور چھپ کے بیٹھنے والے  
 کبھی تو اہل نظر بے نقاب دکھیں گے  
 یہ لکھ کے نامہ غم میں تو جان دیتا ہوں  
 جواب دیکھنے والے جواب دکھیں گے  
 رہ طلب میں جو خود مٹ گئے ہیں اے بیدم  
 فنا کے بعد بقا کا وہ خواب دکھیں گے



اس سنگ آستان پر جبین نیاز ہے  
 ہر آئینے کے پردے میں آئینہ ساز ہے  
 اے ہم نشیں وہ کوچہ عشق مجاز ہے  
 تصویر خاموشی ہے بوغنیہ ہے باغ میں  
 وہ خاک آستان ہے تری خاک آستان  
 کس کی طرف کو دستِ تمنا دراز ہو  
 پھر دیکھے ہر جمال میں جلوے جمیل کے  
 زاہد کو اپنے زہد و عبادت پر ہے غرور  
 کمال البیہ بنائے نہ کیوں چشمِ سنزوی

پھر الٹے کیا نظر میں سلاطین دیہ کو  
 بیدم گدائے وارثِ عالم نواز ہے



موت کی ہچکی کے آتے ہی رشتہ دنیا ٹوٹ گیا  
 روح نے تن سے پائی رہائی قید سے قیدی چھوٹ گیا  
 جس کے لئے ہم سب سے چھوٹے سب کو ہم نے چھوڑ دیا  
 واہ رے ناکامی مقدر وہ بھی ہم سے بچھوٹ گیا  
 اشکوں میں رنگینی کیوں ہے اشک سے رنگیں ہر کیوں  
 غم سے جگر کا خون ہوایا دل کا پھسچولا چھوٹ گیا  
 صبح سے سر کو دہنتا ہوں اور بیٹھتا تنکے چننا ہوں  
 کوئی اندھیری رات میں اگر خانہ دل کو لوٹ گیا  
 بیدم ان کے جاتے ہی کچھ ایسی حالت زار ہوتی  
 ضبط کی ہمت ٹوٹ گئی اور صبر کا دامن چھوٹ گیا



جس طرف دیکھتا ہوں جلوہ جانا ہے  
 کعبہ کعب ہے صنم خانہ صنم خانہ ہے  
 مدتیں گزریں گریباں کا ہوا کام تمام  
 ہائے کیا پوچھتے ہو برہمی بزم خیال  
 رہے اے ناوک جاناں تری دنیا آباد  
 اب نظر میں کوئی اپنا ہے نہ بیگانہ ہے  
 سنتے ہیں ٹوٹا سا دل منزل جانا ہے  
 لیکن اب تک اسی دھن میں دل دیوانہ ہے  
 اب نہ وہ شمع ہے محفل میں نہ پروانہ ہے  
 ہر لب زخم جگر پر ترا افسانہ ہے

کس شہنشاہِ حسیناں کا گدا ہے بیدم  
 کہ گدائی میں بھی اک شوکتِ شاہانہ ہے



دشمنوں کے کہنے سننے میں وہ یار آہی گیا  
ہائے اس آئینے سے دل پر غبار آہی گیا  
اس کے کوچے تک مراشتہ غبار آہی گیا  
اڑ کے زیر سایہ دیوار یار آہی گیا  
ہائے کس انداز سے اس نے کیا عہد وفا  
دل نے کچھ سوچا نہ سمجھا اعتبار آہی گیا  
کہتے کہتے رک گیا میں دائرِ محشر سے حال  
مسکرا کر اس نے جب دیکھا تو پیار آہی گیا  
اس نے اپنے روئے روشن سے جو سر کا دی نقاب  
ایسا کچھ دکھا کہ دل بے اختیار آہی گیا  
آج ساقی نے جو بیدم ہنس کے زلفیں کھولیں  
پھول برساتا ہوا ابر بہار آہی گیا



بہار جن کے لئے ہے انھیں بہار بسنت  
بہار ہے درمے خانہ کھول دے ساقی  
سدا بہار رہے آستانِ وارث پر  
زبان حال سے کہتی ہوئی بہار آئی  
ہماری کیا ہے گوارا نہ ناگوار بسنت  
کہ مے کدے میں منائیں گے بادہ خوار بسنت  
ہوں ایک سال میں یار ہزار بار بسنت  
مبارک آپ کو دیوے کے تاجدار بسنت  
قبول کیجئے صدقے میں غوثِ اعظم کے  
کہ لے کے آیا ہے بیدم جگر فگار بسنت

ساقی نے جسے چاہا مستانہ بنا ڈالا  
 کب جو شمش گریہ نے طوفان نہ اٹھا ڈالے  
 جس دل کی طرف تاکا پیمانہ بنا ڈالا  
 کب اشک کے قطرے کو دیرانہ بنا ڈالا  
 تم نے تو جسے چاہا دیوانہ بنا ڈالا  
 مے خانہ میں یاروں نے پیمانہ بنا ڈالا  
 اس عشق نے لاکھوں کا پندارِ خرد توڑا  
 ہنسیاں جسے دیکھا دیوانہ بنا ڈالا  
 ناکامی قسمت کی چھوٹی سی کہانی تھی  
 تم نے تو اسے بیدم افسانہ بنا ڈالا



گلی کو ہم تری دارالاماں سمجھتے ہیں  
 انھیں حرم سے نرض ہے نہ دیر سے کچھ کام  
 یہ وہ زمیں ہے جسے آسماں سمجھتے ہیں  
 جو اپنا قبلا ترا آسماں سمجھتے ہیں  
 مڑی لحد کو وہ میرا نشان سمجھتے ہیں  
 نہ ان کی میں نہ وہ میری زباں سمجھتے ہیں  
 جو بادہ نوش میں پیر مغال سمجھتے ہیں  
 کہ جب قفس کو بھی ہم آتھیاں سمجھتے ہیں  
 ہمیں اسیری و آزادگی برابر ہے  
 ہمارے ساقی کو کہتے ہیں شیخ، اہل حرم  
 دیتے تو ترکِ محبت کے مشورے سب نے  
 مگر یہ حضرت بیدم کہاں سمجھتے ہیں





جام غیروں ہی کو ہر بار عطا ہوتا ہے  
 ساقیا میں ترے قربان یہ کیا ہوتا ہے  
 جس جگہ یار کا نقش کف پا ہوتا ہے  
 بس وہیں کعبہ ارباب وفا ہوتا ہے  
 سجدہ اس سر کا ہے جوتن سے جدا ہوتا ہے  
 یوں کہیں سجدہ شکرانہ ادا ہوتا ہے  
 قطرہ جو بحرِ محبت میں فنا ہوتا ہے  
 مٹ مٹ کر گہرِ درج بستا ہوتا ہے  
 بندہ جو مرضی مولیٰ پہ فدا ہوتا ہے  
 خسرو کثرتِ تسلیم و رضا ہوتا ہے  
 بد احمد کہ اس کو چے کی میں خاک ہوا  
 ذرہ جس کو چے کا خورشید نما ہوتا ہے  
 موت ہی سے ہو علاجِ دل بہیار تو ہو  
 ان دواؤں سے تو درد اور سوا ہوتا ہے  
 کشتیاں سب کی کنارے پہ پہنچ جاتی ہیں  
 ناصد اجن کا نہیں ان کا خدا ہوتا ہے  
 زاہد! ہوتی ہے یاں ترکِ خودی کی تسلیم  
 مے کدہ مدرسہ اہل صفا ہوتا ہے  
 ان کو ہم چھڑکے دشنام سنا کرتے ہیں  
 گالیوں میں بھی محبت کا مزا ہوتا ہے

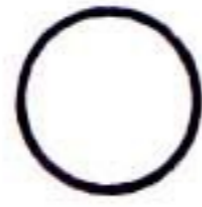
نہ پڑھتے ہیں قدم خار مغیلاں بڑھ کر  
 دشت پیما جو کوئی آبلہ یا ہوتا ہے  
 طائرِ سدرہ بھی ہے ان کی اد اول کا شکار  
 ناوک ناز کہیں ان کا خطا ہوتا ہے  
 خم لگا دے مرے منہ سے ترے میخانے کی خیر  
 ایک دو جام میں ساقی مرا کیا ہوتا ہے  
 ہر کہ در کان نمک رفت نمک شد بیدم  
 قطرہ دریا ہے جو دریا میں فنا ہوتا ہے



ہاں یاد ہے وہ موسم دیوانہ گر مجھے  
 فکر بہار ہے نہ خزاں کا خطر مجھے  
 ہر جا دکھائی دیتا ہے وہ جلو گر مجھے  
 قسمت سے مل گئی تیری رہ گرز مجھے  
 سمجھا ہے کوئی پردہ کوئی پردہ در مجھے  
 ہنستے تھے وصل میں درد دیوار میرے ساتھ  
 حسرت بھری نگاہوں کی اندر سے بے بسی  
 محشر میں کون دے ترے جور و ستم کی داد  
 ہے بوالہوس مذاق طبیعت جدا جدا  
 گم کردہ راہ ہوں میں بہت آشنا نہیں  
 ہاں یاد ہے وہ آپ کی پہلی نظر مجھے  
 گچھیں نے توڑا کھلنے ہی سے بیشتر مجھے  
 کیا کیا فریب دیتی ہے میری نظر مجھے  
 ہاں ہاں حسرتِ ناز سے پامال کر مجھے  
 پہچانتی ہے چشمِ حقیقت نگر مجھے  
 یارو رہے ہیں دیکھ کے دیوار و در مجھے  
 میں چارہ گر کو دیکھتا ہوں چارہ گر مجھے  
 لا اب ہجومِ حسرت سے لا ڈھونڈ کر مجھے  
 آساں جو تجھ کو ہے وہی دشوار تر مجھے  
 لے کر چلے ہیں خضر نہ جانے کدھر مجھے

نیزنگ حسن یار نے دیوانہ کر دیا  
 اب منحصر ہے تیرے سہارے پر زندگی  
 ہوش بہار ہے نہ نزاں کی خبر مجھے  
 اتنا نہ چھوڑ بھر میں دردِ جگر مجھے  
 کیا دیکھنی نصیب نہ ہوگی سحر مجھے  
 پامال کرنے آیا ہے پامال کر مجھے  
 اب دیکھتا ہے کیا مری تربت کو بار بار

بیدم میں ایک ساز حقیقت طراز ہوں  
 باور نہ ہو تو دیکھ ذرا چھیر کر مجھے



اٹھتا ہوا ہستی کا پردا نظر آتا ہے  
 ہر قطرے میں دریا کی موجیں نظر آتی ہیں  
 اب جلوہ حقیقت میں جلو نظر آتا ہے  
 ہر بندے کی صورت میں مولا نظر آتا ہے  
 پھر دیکھ تجھے تجھ میں کیا کیا نظر آتا ہے  
 سنانِ جو مدت سے صحرا نظر آتا ہے  
 ہم دیکھ نہیں سکتے اتنا نظر آتا ہے  
 کیا کوئی کسی پر اب دیوانہ نہیں ہوتا  
 کیا پوچھتے ہو ان کے جلووں کی فراوانی  
 ان کے رخِ روشن کو جس روز سے دیکھا ہے  
 نور شید بھی بیدم کو ذرہ نظر آتا ہے



گل کا کیا جو چاک گریباں بہار نے  
 دست جنوں لگے مرے کپڑے اُتار نے  
 چھوڑا کہیں نہ مجھ کو نسیم بہار نے  
 کنج قفس میں بھی مجھے اُکی اُبھار نے  
 اب دل کی لاج مشق تصور کے ہاتھ ہے  
 شیشہ میں اس پری کو چلا ہے اُتار نے  
 ساقی تو ساقی بادہ پرستوں کے پاؤں پر  
 سجے کر اے لغزش مستانہ وار نے  
 اب تو نظر میں دولت کو نین بیج ہے  
 جب تجھ کو پالیا دل اُمیدوار نے  
 چشم ار اشناس کو حیران کر دیا  
 حسن اپنا ذرہ ذرہ میں دکھلا کے یار نے

بیدم تمھاری آنکھیں ہیں کیا عرش کا چراغ  
 روشن کیا ہے نقش کفِ پائے یار نے

مجھے شکوہ نہیں برباد رکھ برباد رہنے دے  
 مگر شد میرے دل میں اپنی یاد رہنے دے  
 قفس میں قید رکھ یا قید سے آزاد رہنے دے  
 بہر صورت چمن ہی میں مجھے صیاد رہنے دے  
 مرے ناشاد رہنے سے اگر تجھ کو مسرت ہے  
 تو میں ناشاد ہی اچھا مجھے ناشاد رہنے دے  
 تری شانِ تغافل پر مری بربادیاں صدقے  
 جو برباد تمنا ہو اسے برباد رہنے دے  
 تجھے جتنے ستم آتے ہیں مجھ پر ختم کر دینا  
 نہ کوئی ظلم رہ جائے اب بیداد رہنے دے

ز صحر میں بہلتا ہے نہ کوئے یار میں ٹھہرے  
 کہیں تو چین سے مجھ کو دل ناشاد رہنے سے  
 کچھ اپنی گزری ہی بیدم صلی معلوم ہوتی ہے  
 مری بیٹی سناوے قصہ فرہاد رہنے سے



مجھے جلووں کی اس کے تمیز ہو کیا میرے ہوش و ہواس بجا ہی نہیں  
 ہے یہ بے خبری کہ خبر ہی نہیں وہ نقاب اٹھا کہ اٹھا ہی نہیں  
 مرے حال پہ چھوڑ طبیب مجھے کہ عذاب ہے اب مری زلیست مجھے  
 میرا مرنا ہی میرے لئے ہے شفا میرے درد کی کوئی دوا ہی نہیں  
 اسے ڈھونڈتے ڈھونڈتے کھو گئے ہم یہ ہوا کیا اور کیا ہو گئے ہم  
 ہمیں پروں تک اپنی خبر ہی نہیں ہمیں کوسوں تک اپنا پتہ ہی نہیں  
 مرا حال خراب سنا تو کہا کہ وہ سامنے میرے نہ آئے کبھی  
 مجھے روتا جو دیکھا تو ہنس کے کہا کہ یہ شیوہ اہل وفا ہی نہیں  
 جہاں کوئی ستم ایجاد کیا، مجھے کہا کہ فلک نے یہ یاد کیا  
 کہ بس ایک دل بیدم کے سوا کوئی قابلِ مشق جہنا ہی نہیں



بہار آتے ہی لائیں رنگ ٹھنڈی گرمیاں میری  
 پڑی ہے جا بجا گلشن میں خاک آئیاں میری  
 چلے تو ہوڑی ہمت سے سنے داستاں میری  
 سنی جائیں گی تم سے مہرباں برادیاں میری  
 عشتاں کے مرے بیکار فریاد و فغاں میری  
 سمجھتا ہی نہیں صیبا قسمت سے زباں میری  
 پسند آیا ہے مجھ کو اس لئے غربت میں مرجانا  
 کہ میرے بعد ہو میرے وطن میں داستاں میری  
 نفس کی آمد و شد کے پہنچیں قصرِ جاناں تک  
 یہ بام یار کا زینہ تھا یا تھیں ہچکیاں میری  
 نہ پوچھو اے ہمنشیں کچھ مجھ سے شرح چاک دامانی  
 کہ ہر اک صفحہ گل پر لکھی ہے داستاں میری  
 وہ باتیں یاد آتی ہیں وہ راہیں یاد آتی ہیں  
 مجھ سے جب کہا کرتا تھا کوئی داستاں میری  
 گلوں نے نقشہ میری چاک دامانی کا کھینچا ہے  
 اڑا کر لے گئی ہیں بجایاں بے تباہیاں میری  
 وہ آئے بھی تو میرے گھر عدد کو ڈھونڈنے آئے  
 کھلی ہے آج یوں قسمت نصیب دشمنان میری  
 یہ آندھی کیا اڑائے گی یہ بجلی کیا جلائے گی  
 بہت اونچی بہت اونچی ہے شان آئیاں میری

وفاؤں کو مری پامال وہ کرتے ہیں کرنے دو  
مرے بعد ان کو یاد آئیں گی بیدم خوبیاں میری



نہ کفشت و کلیسا سے کام ہمیں دیر نہ بیت حرم سے غرض  
کہ ازل سے ہمارے سجدوں کو رہی تیرے ہی نقشب قدم سے غرض  
جو تو مہر ہے تو ذرہ ہم ہیں تو بحر ہے تو قطرہ ہم ہیں  
تو صورت ہے آئینہ ہم ہمیں تجھ سے غرض تجھے ہرسم سے غرض  
نہ نشاط و صل نہ ہجر کا غم نہ خیال بہار نہ خوف حسناں  
نہ سقر کا خطر ہے نہ شوق ارم نہ ستم سے حذر نہ کرم سے غرض  
رکھا کوچہ عشق میں جس نے قدم ہوا حضرت عشق کا اس پر کرم  
اسے آپ سے بھی سروکار نہیں جو غرض ہے تو اپنے صنم سے غرض  
تزی یاد ہو اور دل بیدم ہو تیرا درد ہو اور دل بیدم ہو  
بیدم کو رہے تیرے غم سے غرض تیرے غم کو رہے بیدم سے غرض



دردِ دل اٹھا ہے محفل میں بٹھانے کے لئے  
اشک آئے ہیں لگی دل کی بجانے کے لئے  
بابِ رحمت ہے در و ارت زمانے کے لئے  
ہم بھی آئیے ہیں قسمت آزمانے کے لئے

بعد میرے میرا حال دل بنے گا داستان  
 ذکر میرا ہوگا افسانہ زمانے کے لئے  
 جب مرے درونہاں کا کر نہیں سکتے علاج  
 پھر وہ عیسیٰ میں تو عیسیٰ ہوں زمانے کے لئے  
 وہ جبیں نے نذر سبگ استاد کر دیئے  
 جن کے رکھے تھے جو سجدے آستانے کے لئے  
 پیچھے پیچھے میں ہوں میرے ساتھ امانوں کی بھڑ  
 آگے آگے سوڑ دل مشعل دکھانے کے لئے  
 سجدے میں ہے اور یہ دعویٰ ہے جبین شوق کا  
 آستان میرے لئے میں آستانے کے لئے  
 گردش قسمت رہے گی میرے دامن گیر حال  
 اندبیاں اٹھیں گی میری خاک اڑانے کے لئے  
 آشیانے میں قفس کا ذکر تھا سوہانِ رُوح  
 اب قفس میں مر رہا ہوں آشیانے کے لئے  
 بے دلی کا غم نہ بیدم اپنے مرنے کا خیال  
 دل نجانے کے لئے اور جان جانے کے لئے





چھیڑا پہلے پہل جب سازِ ہستی تو ہر پردے نے دی آوازِ ہستی  
 خیالِ یار تیرے صدقے جاؤں ترے دم سے ہے سوز و سازِ ہستی  
 میں مرنے کے لئے پیدا ہوا ہوں میرا انجھام ہے آوازِ ہستی  
 سکونِ کائناتِ دل بقا ہے اجل اک جنبشِ پروازِ ہستی

مری خاکِ لحد کا ذرہ ذرہ

ہے بیدم محزنِ سدا از ہستی



مرادقاریہ وقت و دواعِ حباں ہوتا  
 ہر اک نگاہ سے جلوہ کوئی عیاں ہوتا  
 رخِ نگاہِ حقیقت اگر عیاں ہوتا  
 قفس کو دور مرے اشیاء سے رکھنا تھا  
 وہ بے نقاب کبھی سامنے جو آجاتے  
 بہارِ غنچہ و گل دیکھنے چلے آئے  
 جبیں شوق کے سجدے نہ منتشر ہوتے  
 تمہیں نہ چاہتے گر میری حسنا نہ بربادی  
 جہاں سے چاہتا نظارہ چمن کرتا  
 میں ساری عمر اٹھاتا جبیں شوق کے آزار  
 کہ سر کا تکیہ ترا سنگِ آستان ہوتا  
 یکیں ہی جو نہ ہوتا تو کیوں مکاں ہوتا  
 نہ میں نہ تو نہ یہ ہنگامہ ہساں ہوتا  
 کہ میرے آگے نہ برباد اشیاء ہوتا  
 تو بے خودی مجھے بتلا کہ میں کہاں ہوتا  
 اگر چمن میں ٹھہرتے تو اشیاء ہوتا  
 اگر نسیب ترا سنگِ آستان ہوتا  
 مجالِ تھی کہ مرا دشمنِ آسماں ہوتا  
 ہر ایک شاخ پہ میرا ہی اشیاء ہوتا  
 جو ایک سجدہ بھی مقبولِ آستان ہوتا

اٹھے حجابِ تعین تو کیا اٹھے بے رحم

مڑہ تو جب ننھا کہ تو بھی نہ دریاں ہوتا

جب نیاز عشق تھا اب ناز ہے  
 میری الفت شعبہ پرداز ہے  
 پھر حدیث عشق کا آغز ہے  
 گنج اسرارِ ازل ہے باغِ دہر  
 جان دے دی اُن پر اور زندہ ہے  
 ہوشیارے ناوک افکن ہوشیار  
 رنست اے عقل و خرد ہوش و ہواس  
 میرے نالے سن کے فرماتے ہیں وہ  
 جس کو سب سمجھے ہیں دشتِ کربلا  
 ذرے ذرے میں عیاں ہونے کے بعد  
 یہ مرے انجام کا آغز ہے  
 آرزو گر ہے، منت ساز ہے  
 آج پھر گویا زبانِ راز ہے  
 پتہ پتہ دفترِ صد راز ہے  
 اپنے مرنے کا نیا انداز ہے  
 طائرِ جاں مائل پرواز ہے  
 شوقِ وصلِ یار کا آغز ہے  
 یہ اسی کی دکھ بھری آواز ہے  
 وہ تو میدانِ نیاز و ناز ہے  
 آج تک رازِ حقیقت راز ہے

آپ جانچیں مجمعِ عشاق میں  
 ان میں بیدم سا کوئی جاننا ہے



ناز والے اب تجھے کیوں ناز ہے  
 عشقِ مونس عشق ہی دم ساز ہے  
 اس کو مجھ پر مجھ کو اس پر ناز ہے  
 دیکھ اور چشمِ حقیقتِ بین سے دیکھ  
 مرغِ دلِ بملِ پڑا ہے خاک پر  
 ان کے آنے سے ہوا دل کو قرار  
 اور چشمِ منت ساز ہے  
 عشقِ میری زندگی کا راز ہے  
 بھید میں اس کا وہ میرا راز ہے  
 ذرہ ذرہ جسوہ گاہ ناز ہے  
 لیکن اب بھی حسرتِ پرواز ہے  
 یا سکونِ مرگ کا آغاز ہے

آدمی کیا ہے، بہ سان آرزو اس کا دل کیا ہے، طلسمِ راز ہے  
 اسے دلِ محزونِ خدار کے تجھے تو جہانِ راز، جہانِ راز ہے  
 ہے عبتِ جسمِ انا منصور پر  
 یہ تو بیدم دور کی آواز ہے



ہر طرف ساغوبکف ہیں مے گسار ان بہار  
 اللہ اللہ آج تو ہے عام فیضانِ بہار  
 چاندنی میں سونے والوں کو جگانے کے لئے  
 لانسیم صبح لا بوئے گلستانِ بہار  
 چند روزہ دید گل پر شاو ہے کیا عندلیب  
 ایک دن دستِ خزاں لوٹے گا سماں بہار  
 غازہ رخسار گل خاکِ تر بلبیل ہوتی  
 اور بنا رنگ چمن خون شہیدانِ بہار  
 سارا عالم مست ہے ساقی کی چشمِ مست سے  
 ایک بیدم ہی رہا ناکام دورانِ بہار



یاد آیا مے کہ جب تو زینتِ آغوشِ تھا  
 موجِ نظارہ تھے ہم دل بے نیازِ ہوشِ تھا  
 رنگِ لائیں قیس کی عریا نیاں بعد فنا  
 یعنی اس کی خاک کا بو ذرہ تھا گلِ پوشِ تھا  
 اللہ اللہ وسعتِ ظرفِ قدرِ نوحانِ عشق  
 کوئی دریا دل تھا ان میں کوئی دریا نوحشِ تھا  
 تشنہ کام آرزو اللہ سے محسوس می تری  
 تیرے پہلو ہی میں دریا تھا مگر خسِ پوشِ تھا  
 نازِ بردارِ نیازِ عشقِ تھا حسنِ حبیب  
 سجدے تھے اور نقشِ پائے یار کا آغوشِ تھا  
 عارضِ خورشید کی حلیم شمعیں بن گئیں  
 یار اپنے ہی حجابِ حسن میں رو پوشِ تھا  
 حشر کا میدان تھا بیدم یا فضا ئے کوئے دوست  
 سر بکف کوئی تھا اور کوئی کفن بر دوشِ تھا



میرے ساقی مجھے مست مے عرفاں کرنا	برہمن مجھ کو بنانا نہ مسلمان کرنا
ہم سے سیکھے شبِ غم کوئی چراغاں کرنا	داغِ دل سینے میں آہوں سے نمایاں کرنا
جستجو تیری ہمیں تا حد امکان کرنا	حرم و دیر میں جا جا کے چسراغاں کرنا
چشمِ خونبار سے دامن کو گلستاں کرنا	دل کے بہلانے کا وحشت میں یہ ساماں کرنا

ہو س سیر گلستاں نے قفس دکھلایا  
 اہل بیداد کے جب نام پکارے جائیں  
 نہ کبھی میں نے کہا تھا کہ مجھے درد ملے  
 ان کے دیوانوں کو سر پھوڑ کے دیواروں سے  
 شیخ کو کعبہ مبارک ہو برہمن کو کنشت  
 اے صبا تجھ کو اسی زلف پریشاں کی قسم  
 ان کے دیوانوں کی اعجاز نگاہی دیکھو  
 داغ دل پردے میں رہ جائے زائے دست جنوں  
 لاکے پھر مصر میں لے عشق کسی یوسف کو  
 دشتِ غربت میں ترے خاک نشیں اچھے ہیں  
 ذوقِ سجدہ تجھے سنگِ درجاناں کی قسم  
 اٹھدے ہیں مری نظروں سے دونی کے پردے

اب اسیر و بانہ کبھی قصد گلستاں کرنا  
 تم نہ گھبرا کے سر حشر کہیں ہاں کرنا  
 نہ کہوں گا کہ مرے درد کا درماں کرنا  
 آج منظور ہے آرائش زنداں کرنا  
 ہم کو سجدہ طرف کو چہ حباناں کرنا  
 میرا شیرازہ ہستی بھی پریشاں کرنا  
 آنکھ اٹھانا کہ گلستان کو بیاباں کرنا  
 چاک کچھ اور ابھی میرا گریباں کرنا  
 پھرتے رنگ سے آرائش زنداں کرنا  
 چاہتے اور انہیں بے سرو ساماں کرنا  
 ہوش کا مجھ کو نہ شرمندہ احساں کرنا  
 کچھ مدد اور خیالِ رخ جاناں کرنا

بن گئے حیرت نظارہ کی صورت بیدم  
 اس آیا نہ ہمیں دید کا ارماں کرنا



سرکار پہ ہونے کو ہیں متربان ہزاروں  
 اٹھے تو نقابِ رخ لیلاتے مدینہ  
 خاکِ دل وحشی ہے کہ دنیا تے جنوں ہے  
 کیا پوچھتے ہو کثرتِ گریہ کی کہانی  
 پھرتے ہیں سٹھیلی پہلے جان ہزاروں  
 ہوتے ہیں ابھی چاک گریبان ہزاروں  
 ہر ذرے میں پنہاں ہیں بیابان ہزاروں  
 آئے ہیں شب ہجر میں طوفان ہزاروں

لہ نہ ہٹاؤ رخ پر نور سے گیسو  
 کھو بیٹھیں کے ایمان مسلمان ہزاروں  
 لذت طلبی زخم بگر کی نہیں جاتی  
 خالی ہوئے جاتے ہیں نمکدان ہزاروں  
 بے پردہ نرمی پر نشیں دید ہے منظور  
 پھرتے ہیں کتے چاک گریبان ہزاروں  
 ہاں ہاں اسی در کامرے ماتھے پر نشان ہے  
 کرتے ہیں جہاں سجدے مسلمان ہزاروں

قسمت سے جو حسرت کوئی نکلی بھی تو بیدم  
 پیدا ہوتے دل میں وہیں ارمان ہزاروں



یاد نے تیری کیا مجھ سے فراموش مجھے  
 اب تو ڈھونڈیں بھی تو پائیں نہ مرے ہوش مجھے  
 ہر لب زخم سے دیتا ہوں دعائیں ان کو  
 پھر بھی کہتے ہیں وہ احسان فراموش مجھے  
 اس طرف تیرا نقاب رخ روشن بھونکا  
 اور ادھر جلوے ترے کر گئے بے ہوش مجھے  
 جیسے دریا سے ہیں ہم دست دگریباں موجیں  
 یونہی سب پاتے ہیں اب تجھ سے ہم غوش مجھے  
 ہچکیاں آئیں دم نزع تو میں یہ سمجھا  
 یاد کرتا ہے وہی وعدہ فراموش مجھے  
 وقت آضر ہے، چلے آؤ، زیارت کر لوں  
 پھر خدا جانے رہے یا نہ رہے ہوش مجھے

اللہ اللہ کے مراد شوق شہادت بیدم  
ان کی سرکار میں لایا ہے کفن پوش مجھے



بتا ہی دیں تجھے زاہد کہاں سے آتے ہیں  
چھکے ہوئے در پیر مغاں سے آتے ہیں  
ورائے پردہ ہفتہ آسماں سے آتے ہیں  
پیام وہ جو تھماری زباں سے آتے ہیں  
حریم پردہ دل بھی نہیں ہے محسوس راز  
یہ نعمت طرب ساز جاں سے آتے ہیں  
زباں سے نام نہ لوں جانتا ہوں میں لیکن  
یہ تیر میری طرف جس کماں سے آتے ہیں  
وہیں رہیں گے مریں گے وہیں گڑیں گے وہیں  
ہم اور جا کے پھر اس آسماں سے آتے ہیں  
ملا کے خاک میں کرتے ہیں خاک بھی برباد  
بھلا وہ باز کہیں امتحاں سے آتے ہیں  
ہر اک قدم پہ ہے صد گونہ احتیاط کا رنگ  
حضور خیر تو ہے یوں کہاں سے آتے ہیں  
بھلا ہو وحشت دل کا کہیں متدار نہیں  
ہم اپنے گھر میں بھی اب یہاں سے آتے ہیں

ہے جن کا ورد کوناغہ نہ ہو صبحی بھی  
 وہ سوتے مے کدہ پہلے ازاں سے آتے ہیں  
 کمرے میں شیخ مصلیٰ پہ ہر استقبال  
 یہ آج حضرت بیدم کہاں سے آتے ہیں



نہ جانے میری لحد پر کہاں سے آتے ہیں  
 کہ جب وہ آتے ہیں دامن کشتاں سے آتے ہیں  
 قسم خدا کی ہم اس آستاں سے آتے ہیں  
 نظر خدائی کے جلوے جہاں سے آتے ہیں  
 ہمارے بعد ہوئی خستم گرم بازار می،  
 وہ آج یوسف بے کارواں سے آتے ہیں  
 ہزار مرہم ناسور دل و فدا ان پر  
 خدنگ ناز جو تیری کماں سے آتے ہیں  
 وہ بادہ نوش بھی پھرتے ہیں تشنہ کام کہیں  
 لگا کے آس جو پیر مغاں سے آتے ہیں  
 کھلی ہے جن پہ حقیقت قیود ہستی کی  
 قفس بھی ان کو نظر آشتیاں سے آتے ہیں  
 زمانہ بھر میں ٹھکانا کہیں نہیں ان کا  
 جو یار اٹھ کے ترے آشتیاں سے آتے ہیں



زینت جانوں پہ جو ہر کھلیں حضور اس کے  
 جبین تیغ پہ بل امتحاں سے آتے ہیں  
 یہ کون سے کہہ اے شیخ اور یہ ریش دراز  
 کہاں کا عزم ہے حضرت کہاں سے آتے ہیں  
 کھی یہ خوب کہ پلوگے کب تک بیدم  
 گئے تو زندہ ہم اس آستاں سے آتے ہیں

○  
 اللہ عروج حسن مجاز  
 ہو تو اس طرح سے ہو اپنی نماز  
 آہ، وہ دل ہی دل میں راز و نیاز  
 اپنے مرنے کا کر لیا سماں  
 روئے وارث ہو اور دیدہ شوق  
 بے نیاز آپ میں نیاز سرشت  
 دل پر شور بجز طوفاں خیز  
 سرکبف جا رہا ہوں مقتل میں  
 کاش پہنچا دے کوئی طیبہ تک  
 قدم مصطفیٰ کی برکت سے  
 ٹٹنے والے تھے مٹ گئے تم پر  
 سر محمود و نقش پائے ایاز  
 کہ ترا در ہو اور جبین نیاز  
 آہ وہ آہ آہ کی آواز  
 دشمن جاں سے کہہ کے دل کا راز  
 پائے وارث ہوں اور جبین نیاز  
 بندہ میں اور آپ بندہ نواز  
 لب خاموش ساز بے آواز  
 تیغ قاتل سے ہوں گے راز و نیاز  
 سجدہ شوق اور سلام نیاز  
 آسماں بن گئی زمین حجاز  
 یہی انجم ہے یہی آغاز

مرگ بیدم کسی کی خاموشی

زیست ہے جنبش لب اعجاز

نہ سنو میرے نالے میں درد بھرے دارد اثرے، آہ سحرے  
 تھیں کیا جو کوئی مرنے سے مرے اے دشمن جاں بیداد گرے  
 تری سرگیں آنکھوں کے صدقے انھیں چھیڑ نہ پنجہ مڑگاں سے  
 ابھی زخمِ جگر میں تمام ہرے اے محو تغافل بے خبرے  
 لیا عشق میں جوگ بھکاری بنے ترے نقشِ قدم کے پجاری بنے  
 کبھی سجدے کئے کبھی گرد پھرے بتِ سیم برے زریں کمرے  
 گو تو نے ہزاروں وعدے کئے لیکن وہ کبھی ایسا نہ ہوئے  
 دل ہی میں رہے ارمان مرے اے وعدہ شکن بتِ جلد گرے  
 بیدم کہیں کیا کس طرح رہے مرمر کے جئے جی جی کے مرے  
 در منزلِ عشقتش در بدرے مجنوں صفتِ شوریدہ سرے



تصور میں کسی کا زینتِ آغوش ہو جانا  
 تری مخمور آنکھوں نے مجھے مستی عطا کی ہے  
 دمِ آہندہ کسی بیمار غم کا، چکیاں لینا  
 اگر ہو ایسی بے ہوشی تو سو ہشیاریاں صدقے  
 خزاں میں یاد آکر آٹھ آٹھ آنسو لانا ہے  
 کسی کو شکوہ باقی تھا نہ پھر کوئی شکایت تھی  
 فریبِ جلوہ آرائی کمال بے جانی ہے  
 کسی کا دیکھنا اور دیکھ کر بے ہوش ہو جانا  
 نہیں تو غیر ممکن تھا مرا مد ہوش ہو جانا  
 وہ کہہ کر آنکھوں ہی آنکھوں میں کچھ خاموش ہو جانا  
 کہ سر رکھ کر کسی کے پاؤں پر بے ہوش ہو جانا  
 بہار آتے ہی وہ ہر شاخ کا گل پوش ہو جانا  
 ترا آنا، کہ اہلِ حشر کا خاموش ہو جانا  
 مری ہستی کے پردے میں ترار و پوش ہو جانا

مراد دل دیکھ لے اور ان کے جلوے کی سمائی کو اگر دیکھنا ہو قطرے کا دریا نوش ہو جانا  
 اگر شوق شہادت ہے تو پھر تیار ہو بیدم  
 کہ شرط جاں نثاری ہے کفن بردوش ہو جانا



بچمن میں ذکر گل سن کر سراپا گوش ہو جانا  
 وہ کلیوں سے مرا کہنا ذرا خاموش ہو جانا  
 ترے خاموش رہنے میں بھی کوئی بات ہوتی ہے  
 ترا خاموش ہونا بھی نہیں خاموش ہو جانا  
 جو ایسا ہو تو ان کی بزم کا پرکیف منظر ہو  
 میں دیکھوں ان کو وہ دیکھیں مرا بہوش ہو جانا  
 جن آنکھوں نے خدا کو دل میں بے پردہ نہ دیکھا ہو  
 وہ دیکھیں شمع کا فالوس میں روپوش ہو جانا  
 وہ عریاں دیکھ کر خنجر کسی دستِ حنائی میں  
 مرے سر کامرے تن پر وبالِ دوش ہو جانا  
 مرقع ہے ورازمی شبِ دیبچور کا بیدم  
 بکھر کر گیسوتے جاناں کا زیب ووش ہو جانا



جانب مے کدہ آنکلے ہیں مستانے چند  
 ساقیا! لا تو پھلکتے ہوئے پیمانے چند  
 کربلا، وادی ایمن دل بے صبر و قرار  
 قابل دید ہیں دنیا میں یہ دیرانے چند  
 نیندیں ان کی ہیں انھیں کے ہیں مفرد بیدار  
 سائے میں شمع کے سوتے ہیں جو پروانے چند  
 کربلا، شہر نجف، یثرب و حبلاں، اجمیر  
 یہ میرے ساقی دیوہ کے ہیں مے خانے چند  
 کوئی محفل ہو بیاباں کے مزے لیتے ہیں  
 جمع ہوتے ہیں جہاں پر ترے دیوانے چند  
 دل کے چھالوں کو کھینچے سے لگا رکھا ہے  
 لعل و یاقوت ہیں میرے لئے یہ دانے چند  
 نہیں غربت میں جو یاران وطن اے بیدم  
 دفن کر دیں گے کہیں دشت میں بیگانے چند



تمہارے ہی ہونے سے آباد ہے دل تمہیں جب نہ ہو گے تو ویران ہوگا  
 تمہیں تک ہے حسرت تمہیں تک ہے ارمان نہ حسرت ہی ہوگی ارمان ہوگا  
 نہ پامال کر میرے دل کی تمنا، خدا ارمان لے یار کسنا  
 نہیں تو قیامت میں دیکھے گی دنیا مرا ہاتھ تیرا اگر سب ان ہوگا

جو دل ہے یہی دل کی حالت یہی ہے جو کچھ روز رنگ طبیعت یہی ہے  
 سلامت اگر جوش و خشت یہی ہے تو گھر ہی کسی دن بیابان ہوگا  
 مری جاں تمہارے ہی قبضے میں ہے دل تمہاری ہی مرضی پہ ہے حالتِ دل  
 جو تسکین دوگے تو تسکین ہوگی پریشاں کو دوگے پریشان ہوگا  
 مرادِ فدا تم پر اور جانِ قرباں تمہیں ہو مری زندگانی کا سامان  
 تمہارے ہی جب کام آئی نہ یہ جاں تو پھر جان کا کیا مری جان ہوگا  
 پیامی جو دیکھا ہے اس سے نہ کہنا یہ بے چینیاں میری اس سے نہ کہنا  
 پریشانیاں میری اس سے نہ کہنا وہ جس دم سنے گا پریشان ہوگا  
 نہیں گر حفاظت کا سامان کوئی تو غربت میں کیوں ہو پریشان کوئی  
 نہیں جس کا بیدم نگہبان کوئی تو اللہ اس کا نگہبان ہوگا



میری نظروں میں کوئی مستِ خرام ناز تھا  
 آنکھ کا ایک ایک پردہ فرش پا انداز تھا  
 زندگی سمجھے تھے جس کو موت کا اک راز تھا  
 درحقیقت سازِ ہستی سازِ بے آواز تھا  
 لے کے بچکی طائر جاں مائل پرواز تھا  
 کس قدر دل کش کسی کی یاد کا آواز تھا  
 لاکھ آشوبِ زمانہ تھی ان الحق کی صدا  
 آشنا سے راز پھر بھی آشنا سے راز تھا

اے بیٹھے بیٹھے کراٹھے، ہنسنے اور چل دینے

مہرباں وعدہ وفائی کا یہی انداز تھا

لن ترانی حضرت موسیٰ کے حق میں تھی مگر

طور کا ایک ایک ذرہ گوش برآواز تھا

قتل گہ میں زیرِ خنجر عاشقوں کی عید تھی

چشمِ حق میں تماشائے نیاز و ناز تھا

توڑ کر قیدِ تعین کھول کر چشمِ یستین

ہم نے جس ذرے کو دیکھا اک محیطِ راز تھا

ان شہیدانِ وفا کی داستاں سمجھے گا کون

قطرہ قطرہ جن کے نوحوں کا قلمِ صد راز تھا

گرتے ہی اشکِ ندامت چشمِ عصیاں کا سے

باغِ بخشش صورتِ انغوشِ رحمت باز تھا

اس کی بزمِ خاص کے اسرار کی کس کو خبر

ذرہ ذرہ جس کے کوچہ کا بہانِ راز تھا

حسن والوں میں یہ جگہ ہے مرے مرنے کے بعد

عاشق جاں باز کس کا عاشقِ جانِ باز تھا

خاک کے پتے کو مسجودِ ملائک کر دیا

حضرتِ دل کی کرامتِ عشق کا اعجاز تھا

کامیاب دید تھی اتنی ہی چشمِ آرزو

پردہ بابِ حسیم ناز جتنا باز تھا

دم لبوں پر تھا، مگر اندری وضع انتظار  
چشمِ بیدم وقفِ درہل گوش بر آواز تھا



وہ بھی اس غارتِ گرجاں کا شریکِ راز تھا  
دل وہ دل جس کی وفاداری پہ ہم کو تاز تھا  
اپنی ہی ہستی پہ دھوکا بغیر کا ہونے لگا  
اے خیالِ ماسوا یہ کون سا انداز تھا  
ان کے آنے کا یقین بھی اضطرابِ شوق بھی  
تھا لبوں پر دم مگر میں گوشِ بر آواز تھا  
وضع پُرکاری سے سرتا سر رہا وہ بے نیاز  
حسنِ سادہ کس قدر سرمایہ دارِ ناز تھا  
تھا اگر اپنے کمالِ حسن کا ان کو غرور  
اپنے عشقِ روز افزوں پر ہمیں بھی ناز تھا  
بے نیازی کا نہ تھا ممنون عشقِ جاں فروش  
حسنِ غارت گر اگر مرہونِ سعیِ ناز تھا  
لے گئیں ان کی ادائیں لے اڑا ان کا خیال  
اب وہ دل دل ہی نہیں جس دل پہم کو تاز تھا  
حسن کے جلوہ دل میں بیدم تھا اگر حق کا تلوار  
عشق کے پردے میں بھی پنہاں اسی کا راز تھا

کئے جا شکر قسمت کا گلا کیا      غم بے چارگی کا تذکرہ کیا  
 سُنیں دیر و حرم کا ماجرا کیا      طے قید تعین میں خدا کیا  
 وہ ظالم اور پابندِ وفا ہو      تجھے اے آرزوئے دل ہوا کیا  
 کبھی نہیں چھٹیں اکھڑا کبھی دم      مرین غم نے بدلا رنگ کیا کیا  
 کہاں تک مدنائے دل کہوں میں      کہاں تک آپ فرمائیں گے کیا کیا  
 جو مجھ سا درو والا ہو دن جانے      محبت کیا دل درد آشنا کیا  
 نہیں خالی ترے جلووں سے کوئی      کلیسا کیا حرم کیا بت کدا کیا

گذر جا منزل ہستی سے بیدم  
 بس اک تارِ نفس کا فاصلہ کیا



رنگ تا نیرِ محبت یوں دکھانا چاہتے  
 خونِ دل اشکوں میں شامل ہو کے آنا چاہتے  
 چشمِ خود ہیں اور ہے چشمِ سدا میں اور ہے  
 رفعتیں دونوں کی زاہد کو دکھانا چاہتے  
 وہ سرِ بالیں میں دامن کی ہوا زانو پسر  
 بے نیاز ہوئی کو اب ہوش آنا چاہتے  
 اہل دنیا منتظر ہیں اہل محشر منظر  
 داستانِ دردِ دل کس کو سنانا چاہتے



بات تو جب ہے نشان قبر بھی باقی نہ چھوڑ  
 جو مٹے ہیں تجھ پر ان کو یوں مٹانا چاہتے  
 بیدم اپنی آرزوئے دل بر آنے کے لئے  
 ایک عرصہ ایک مدت اک زمانا چاہتے



پر دے اٹھے ہوئے بھی ہیں ان کی ادھر نظر بھی ہے  
 بڑھ کے مقدر آزما سہ بھی ہے سنگ در بھی ہے  
 جل گئی خاکِ آشیاں ہٹ گیا نیزا گلستاں  
 بلبل خانماں حنراب اب کہیں تیرا گھر بھی ہے  
 اب نہ وہ شام شام ہے اپنی نہ وہ سحر سحر  
 ہونے کو یوں تو روز ہی شام بھی ہے سحر بھی ہے  
 چاہے جسے بنائے اپنا نشاۃ نظر  
 زد پہ تمھارے پیر کے دل بھی ہے اور جگر بھی ہے  
 دن کو اسی سے روشنی شب کو اسی سے چاندنی  
 سچ تو یہ ہے کہ روتے یار شمس بھی ہے قمر بھی ہے  
 زلف بدوش بے نقاب گھر سے نکل کھڑے ہوئے  
 اب تو سمجھ گئے حضور نالوں میں کچھ اثر بھی ہے  
 بیدم خستہ کا مسزاد آپ تو چیل کے دیکھتے  
 شمع بنا ہے داغ دل بکیسی نوحہ گر بھی ہے

آتش وعدہ وہ ستم کیش ادھر کاش  
 ہوتا دل مہجور کے نالوں میں اثر کاش  
 ممنون عنایات ہیں جس طرح سے اغیار  
 مجھ پر بھی اسی طرح سے ہو تیری نظر کاش  
 اس وقت ہے تکمیل جنوں اے دل ناواں  
 صحرا کو میں وحشت میں سمجھنے لگوں گھر کاش  
 آجائے پتے فاتح وہ شوخ لحد بر  
 مل جائے مجھے نخل محبت کا ثمر کاش  
 کیا پوچھتا ہے ناوکِ دل دوز کی لذت  
 ممنون کرم دل کی طرح سے ہو جگر کاش  
 گھبرا تا ہے اور ہند میں بے چین ہے بیدم  
 اب جلد یہاں سے ہو مدینہ کا سفر کاش



سردیکے دار کے جو سزاوار ہو گئے	سرنجیل عاشقاں ہوئے سردار ہو گئے
اہل نیاز خاکِ درِ یار ہو گئے	ذوق فنا سے جب کہ خبردار ہو گئے
بے ہوشیوں میں رہ کے جو ہشیار ہو گئے	بے شک وہ تیرے محرم اسرار ہو گئے
فتنے تری جوانی کے بیزار ہو گئے	طفلی کا خواب دیکھنے والے تیر بھی ہے
ظاہر فلک پر صبح کے آثار ہو گئے	انتر شمار یوں میں شبِ غم کی بار ما
سوار پھر بھی آئیں گے سو بار ہو گئے	تیرا مزاج پوچھنے سے پاسبانِ یار

اہلِ قفس پکار اٹھے ہائے آشتیاں تنکے ہوا میں کچھ جو نمودار ہو گئے

بیدم نظر فریبی اہل جہاں نہ بلوچھ

اکثر ہم اس بلا میں گرفتار ہو گئے



سیرِ مقل سنا ہے بہرِ قتل عام آتا ہے

وہ ظالم جس کو لے دے کر یہی اک کام آتا ہے

لئے اک شعلہ رو کا بزم میں پیغام آتا ہے

لباسِ آتشیں پہنے چراغِ شام آتا ہے

مری کوتاہی قسمت کو دیکھیں مے کدے والے

کہ جب آتا ہے میری سمت خالی جام آتا ہے

ارے او بھولنے والے اُسے بھولا نہیں کہتے

سحر کا جانے والا گر قریب شام آتا ہے

پھری وہ پتلیاں دیکھو اڑا وہ رنگِ چہرے کا

مبارک ہو شبِ غم موت کا پیغام آتا ہے

زبان و دل بہم اک دوسرے پر ناز کرتے ہیں

مرے لب پر الہی آج کس کا نام آتا ہے

یہ قسمت اپنی اپنی ہے کہ بزمِ یار سے بیدم

کوئی تو کامیاب آیا کوئی ناکام آتا ہے

اپنے دیدار کی حسرت میں تو مجھ کو سراپا دل کر دے  
 ہر قطرہ دل کو قیس بنا ہر ذرہ کو محل کر دے  
 دنیائے حسن و عشق مری کرنا ہے تو یوں کامل کر دے  
 اپنے جلوے میری حیرت نظارہ میں شامل کر دے  
 یاں طور و کلیم نہیں نہ سہی میں حاضر ہوں لے پھونک مجھے  
 برقعے کو اٹھا دے مکھڑے سے برباد سکون دل کر دے  
 گر قلم عشق ہے بے ساحل اے خضر تو بے ساحل ہی سہی  
 جس موج میں ڈوبے کشتی دل اس موج کو تو ساحل کر دے  
 اے درد عطا کرنے والے تو درد مجھے اتنا دے دے  
 جو دونوں جہاں کی وسعت کو اک گوشہ دامن دل کر دے  
 ہر سو سے غموں نے گھیرا ہے اب ہے تو سہارا تیرا ہے  
 مشکل آسان کرنے والے آسان میری مشکل کر دے  
 بیدم اس یاد کے میں سدقے اس درد محبت کے قرباں  
 جو جینا بھی دشوار کرے اور مرنا بھی مشکل کر دے



کبھی یہاں لئے ہوئے کبھی وہاں لئے ہوئے  
 پھری ہے جستجو تزی کہاں کہاں لئے ہوئے  
 زمین دل کی خاک ہے صد آسماں لئے ہوئے  
 تنزلات عشق میں ترقیاں لئے ہوئے

دل و جگر لئے ہوئے متاعِ جاں لئے ہوئے  
 کسی کا ناوکِ نظر تلاشِ ثبیاں لئے ہوئے  
 اسی گلی سے آئی ہے شمیمِ زلف لائی ہے  
 نسیمِ صبح آئی ہے تسلیاں لئے ہوئے  
 مرے غمِ نہاں میں ہے نویدِ عشرتِ آفریں  
 بہار ہی بہار ہے مری خزاں لئے ہوئے  
 ہماری آہ کے شرر ہمیں کو بھونکنے لگے  
 ہوا کے جھونکے آئے ساتھ بجلیاں لئے ہوئے  
 تیری گلی میں ماہِ روپڑے ہوئے ہیں چار سو  
 تمام ذرے خاک کے تجلیاں لئے ہوئے  
 نہ قربِ گل کی تاب تھی نہ ہجرِ گل میں چین تھا  
 چمنِ چمن پھرے ہم اپنا آسناں لئے ہوئے  
 نگاہِ اہلِ راز میں حقیقت و محباز میں  
 ہماری بے نشانیاں ترانہاں لئے ہوئے  
 اٹھے ہیں حسرت میں فدائے کوئے یا اس طرح  
 جبیں میں سجدے دل میں یاد آسناں لئے ہوئے  
 نزلِ ملے گا بیدم اور نزل کی حسرتیں کہیں  
 کہ گم ہوا ہے یوسف اپنا کارواں لئے ہوئے



میں یار کا جلوہ ہوں      یا دیدہٴ موسے ہوں  
 قطرہ ہوں نہ دریا ہوں      بستی ہوں نہ صحرا ہوں  
 بیٹا مرا مرنا ہے      مرنے کو ترستا ہوں  
 اپنی ہی امیدوں کا      بگڑا ہوا نقشا ہوں  
 ارمالوں کا گوارہ      حسرت کا جنازا ہوں  
 اس عالم ہستی میں      یوں ہوں کہ میں گویا ہوں  
 زندہ ہوں مگر بیدم  
 اک طرفہ تماشا ہوں



پیری میں ہے جذباتِ محبت کا مزہ خاص  
 رکھتی ہے اثر وقتِ سحر جیسے دعا خاص  
 کرتے ہیں عبت سب اسے ممنونِ اطبا  
 بیمارِ محبت کی ہے دنیا میں دوا خاص  
 کچھ اور ہی عالم ہے تری ترچھی نظر کا  
 ہے ساری اداؤں میں یہ دل دوزادِ خاص  
 جس کا کہ زمانہ متحمل نہیں ہوتا!  
 تجویز وہ میرے لئے ہوتی ہے جفا خاص  
 بیدم کی طرف کیوں تری بیداد کا رخ ہے  
 کیا وہ بھی ہے منجملہ اربابِ وفا خاص

مکیں دل نہ سمجھے پردہ دارِ لا مکاں سمجھے  
 کہاں تھے تم مگر ہم کم نکا ہی سے کہاں سمجھے  
 سراپا درد ہوں میں کوئی کیا میری فغاں سمجھے  
 جو مجھ سادرد والا ہو وہ میری داستاں سمجھے  
 ہوئے خاموش جب فطرت کو اپنا ترجمان سمجھے  
 ہر اک غنچے کو دل ہر خار کو اپنی زباں سمجھے  
 میں صدقے اس سمجھ کے اب مال عرض کیا سمجھوں  
 مری رودادِ غم تھی آپ جس کو داستاں سمجھے  
 کتے ہیں راہ میں ہر ہر قدم پر سینکڑوں سجدے  
 ہر اک ذرے کو ہم تیرا ہی سنگِ آستاں سمجھے  
 بنایا خوگر صبر و رضا تیرہ نصیبی نے  
 کہ بجلی کی چمک کو ہم چراغِ آشیاں سمجھے  
 مذاق جستجو کی اس طرح تو ہمیں ہوتی ہے  
 بتائیں کیا تمہیں اب تک جہاں سمجھے، وہاں سمجھے  
 حدودِ فہم سے راز و نیازِ عشق بڑھ جائیں  
 نہ سمجھوں رازداں کی میں نہ میری رازداں سمجھے  
 فقط تھا امتحان منظور جذبِ شوقِ کامل کا  
 اٹھے پردے تو راز خندہ ہائے پاباں سمجھے  
 چمن کے ساتھ چھوٹی وضع بھی راحت بھی نیت بھی  
 جہاں اب چارتنگے جمع دیکھے آشیاں سمجھے

فلک پر تھا دماغ اپنا جو سر تھا پاتے ساقی پر  
 دلیل تازہ ہاتھ آئی زمیں کو آسماں سمجھے  
 وضو ہونوں دل سے موت سجدے پر کرے سبقت  
 جناب شیخ ارکان مناز عاشقاں سمجھے  
 بھلا دیر و حرم کی قید کیا الفت کے بندوں کو  
 جہاں بھی رکھ دیا سر یار ہی کا آستیاں سمجھے  
 نہ جس نے درس گاہ عشق میں تسلیم پائی ہو  
 مری باتیں وہ کیا سمجھے وہ کیا میری زباں سمجھے  
 میں کہنے کو تو اس سے سرگذشت اپنی کہوں بیدم  
 مگر سن کر خدا ہی جانے کیا وہ بدگماں سمجھے



نہ گل کار از جانے تو نہ ببل کی زباں سمجھے  
 تو پھر تیری سمجھ کو بس خدا ہی باغباں سمجھے  
 ورائے عقل اگر ہم سرحد وہم و گماں سمجھے  
 تو قول ظن عبدی بی کے رازوں کو کہاں سمجھے  
 جو بیکس رہ چکا ہو وہ سکون آشتیاں سمجھے  
 ہم اپنے چار تنکوں کو متاع دو جہاں سمجھے  
 نرالی ہے چین والوں سے میری زمزمہ سنجی  
 مرے نغموں کو روح طوطی ہندوستان سمجھے



سرِ جادہ کے تکلیف دیتے غم گساری کی  
 ہم اپنی ہی سی حالت کارواں درکارواں سمجھے  
 تمہارے نام کو ہم نے دوائے دردِ دل جانا  
 تمہارے ذکر کو ہم باعثِ تسکینِ جاں سمجھے  
 سنی ہے داستانِ سرمد و منصور بھی تم نے  
 مگر اب تک نہ الفت کی حدیثِ خونِ چکاں سمجھے  
 رگِ جاں سے صدا دمی گوشہٴ دل میں نظر آئے  
 کہاں وہ جلوہ گر تھے اور ان کو ہم کہاں سمجھے  
 خدا حافظ ہے بس ایسے مریضانِ محبت کا  
 جو تجھ کو دشمنِ جاں داروئے درد نہاں سمجھے  
 کھلاتے کیانتے گلِ ذوقِ یکِ رنگی کے غلبہ نے  
 کسی کا آئیناں دیکھا ہم اپنا آئیناں سمجھے  
 بھلا بیدم سمجھ کو ایسے دیوانے کی کیا کہتے  
 جو اپنی بے نشانی بھی اسی بت کا نشان سمجھے



مَر کے بھی دل نے اک قیامت کی      زلزلے میں زمیں ہے تربت کی  
 ساوگی دیکھو اس کی صورت کی      جوش پر ہے بہارِ فطرت کی  
 دامنِ تیغِ یار کیا کہتا      آرہی ہیں ہوا میں جنت کی  
 نہ سہی آج حشر میں ملنا      بات ہی کیا ہے اتنی مدت کی

اک ترے دم سے اے شہید وفا      ابرو بڑھ گئی شہادت کی  
 آج کا ہوش ہے نہ کل کی خبر      دست ساقی پر جب سے بیعت کی  
 درجاناں پر میرا بستر ہے      مجھ کو حاجت نہیں ہے جنت کی  
 میرے عرض سوال پر بولے      گفتگو ہے یہ وقتِ فرصت کی

حالِ بیدم پر اے خدائے کریم  
 حد نہیں کچھ تری عنایت کی



جہاں پر ختم ہوتی ہیں حدیں دنیا کے امکاں کی  
 بہت اگے ہیں اس سے جلوہ گاہیں حسنِ جاناں کی  
 بتائے کیا کوئی تعبیر اس خوابِ پریشاں کی  
 ابھی زندہ ابھی مردہ عجیب ہستی ہے انساں کی  
 سحر ہوتے ہوا آزاد اسیرِ شامِ تنہائی  
 صدا تھی آخری ہچکی شکستِ قفلِ زنداں کی  
 سنبھلنا ہاں سنبھلنا اے مٹانے والے تربت کے  
 زمیں کروٹ بدلنے ہی کو ہے گورِ غریباں کی  
 ملا دے چاکِ دامن کی حدوں سے بیخِ وحشت  
 بڑھا دے اور تھوڑی حد مری چاکِ گریباں کی  
 یہ بدلی کس مرضِ شامِ غم نے آخری کروٹ  
 زمیں ہے زلزلے میں جلوہ گاہِ ناز جاناں کی

جہاں کل غنچہ و گل تھے وہاں اب خاک اڑتی ہے  
 حقیقت ہیں نگاہوں میں یہ تھی ہے بیاباں کی  
 یہ اقلیمِ محبت ہے یہاں کے مرنے والوں کو  
 کفن کیسا زمیں ملتی نہیں گورِ عنبریاں کی  
 اسے رہنے دے اپنے حال پر اللہ حافظ ہے  
 نہ کہ تدبیرِ درماں چارہ گر بیمارِ جبراں کی  
 اٹھا دے جلوہ گاہِ معرفت کا آئینہ پردہ  
 کہ ناویدہ تجلی ہے ابھی اک شمعِ عرفاں کی  
 تصدقِ ساقی کوثر کا بیدم کو پلا ساقی  
 مدینہ کی نجف کی کربلا کی اور حسدِ اسماں کی



رہیں گی بعد میرے بھی یونہی رسوائیاں میری  
 میں چپ ہوں گا تو پھر دنیا کھے گی داستاں میری  
 نہ کچھ قصہ ہے میرا اور نہ کوئی داستاں میری  
 کہوں کیا سامنے آنکھوں کے ہیں بربادیاں میری  
 جو سنا ہے تو سن لو آ کے مجھ سے مہرباں میری  
 کہے گا بعد میرے کون تم سے داستاں میری  
 وہ بچکی جو بنی تھی آ کے مرگِ ناگہاں میری  
 اسی بچکی میں ساری عمر کی تھی داستاں میری

وہ برباد تمنا ہوں وہ ناکام محبت ہوں  
 اجل کو ڈھونڈھتی ہے تھک کے سعی رائیگاں میری  
 سنا جس جس نے وہ اپنی ہی رو داد الم سمجھا  
 زمانہ بھر کا افسانہ تھا گویا داستان میری  
 مراد دل یوسفِ کم گشتہ کی صورت نہیں ملتا  
 نکا ہیں ڈھونڈھتی ہیں کارواں درکارواں میری  
 وہی میرے لئے ساحل ہے دریائے محبت کا  
 جہاں پر ڈوب جائے کشتی عمر رواں میری  
 مدد کر اب مدد کا وقت ہے اے پاس رسوائی  
 کہ دل سے گھٹ کے لب تک آتی جاتی ہے فغاں میری  
 ہوتے جاتے ہیں پنہاں قافلے والے نکاہوں سے  
 دوہاتی ہے دوہاتی اے غبار کارواں میری  
 بوقت نزع جب زنداں میں آئیں چکیاں مجھ کو  
 تو میں سمجھا کہ کاٹی جا رہی ہیں بیسٹریاں میری  
 دمِ آخر بھی اس درجہ مجھے پاس نشین ہے  
 کہ گردن پر چھری ہے آنکھ سوتے آتیاں میری  
 درِ وارث سے بیدم سمر کا اٹھنا غیر ممکن ہے  
 ازل سے ہے جبین شوق وقفِ آستاں میری  
 میں کہہ بھی دوں تو بیدم کیا نتیجہ میرے کہنے سے  
 وہ سن بھی لیں تو کیا سمجھیں گے سن کردستاں میری

منکشف تجھ پر اگر اپنی حقیقت ہو جائے  
 خود پرستی ترے مذہب میں عبادت ہو جائے  
 بے خودی عشق میں گر خضر طریقت ہو جائے  
 حق تو یہ ہے غم کونین سے فرصت ہو جائے  
 یوں نہ چلئے کہ ہو پامال دلوں کی دنیا  
 کہیں برپا نہ زمانے میں قیامت ہو جائے  
 عوض گل اگر اس کو چہ کی ہو خاک نصیب  
 حاصل گو رہنریباں مری تربت ہو جائے  
 میرے دم تک ہی یہ اسباب پریشانی ہیں  
 موت آئے تو غم زلیست سے فرصت ہو جائے  
 کیسا بربادی کا خوف اور غم رسوائی کیا  
 سب سر آنکھوں پہ اگر تیری بدولت ہو جائے  
 آپ جب چاہیں اٹھا دیں رخ روشن سے نقاب  
 آپ جب چاہیں قیامت ہو قیامت ہو جائے  
 اس کو عشرت کی تنہا ہے نہ عسرت کا طلال  
 شوگر رنج و الم جس کی طبیعت ہو جائے  
 جان دے کر بھی رہائی نہیں ممکن اس کی  
 دل کے ہاتھوں جو گرفتِ محبت ہو جائے  
 کھل کے یوں گرینہ کر دیدہ دیدار طلب  
 دیکھ افشا نہ کہیں رازِ محبت ہو جائے

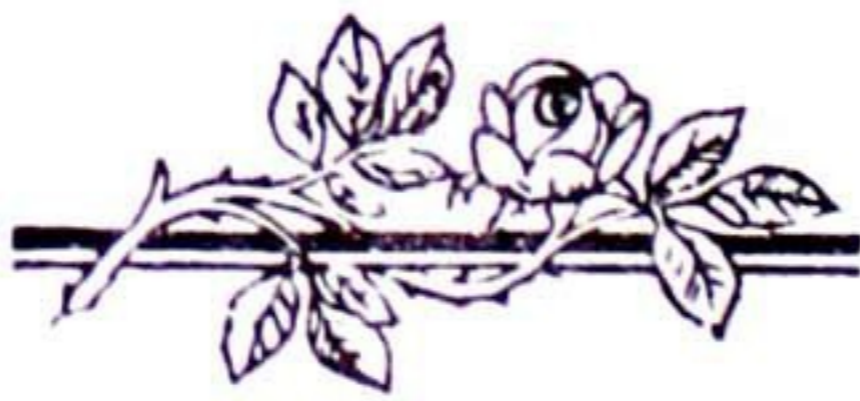
وہ جھکتے ہیں تو جھکیں مگر اے دستِ طلب  
ان کا دامن نہ چھٹے چاہے قیامت ہو جائے  
گر رخِ شاہدِ معنی سے نقاب اٹھ جائے  
سارا عالم ابھی آئینہ حیرت ہو جائے  
ذره خورشید ہو قطرہ بنے دریا بیدم  
جس پر سرکارِ مدینہ کی عنایت ہو جائے



زبے نصیب تری خاک آستاں ہوں میں  
خدا کا شکر کہ کیا پسند ہوں کہاں ہوں میں  
سے گا کون زمانے میں داستاں میری  
زمانہ مجھ سے زمانے سے سرگراں ہوں میں  
کمالِ ضبط یہی ہے مالِ عشق یہی !  
کہ ہے دہن میں زباں پھر بھی بے زباں ہوں میں  
صدایہ خاکِ نشین سے میرے آتی ہے  
جو فصلِ گل میں جلا ہے وہ آشتیاں ہوں میں  
مدام پردہ شعرو سخن میں اے بیدم  
حدیثِ عشق و محبت کا ترجمان ہوں میں



سجدہ اسی کا سجدہ ہو سر وہی سر نہ اندہ ہو  
 یار کے پائے ناز پر جس کی ادا نماز ہو  
 چشم ادا شناس اگر پردہ کشائے راز ہو  
 آئینہ خدا نما رنگ رخ مجاز ہو  
 کیا حجاب ماؤ من آرزوئے لقاسم بھل  
 حسن نظر نواز ہے چشم نطفہ ساز ہو  
 روئے حقیقت جمال نور نظر نہ بن سکے  
 حسن مجاز اگر نہ تو غازیہ امتیاز ہو  
 مرنا ہے مقصد و مراد جینا و بال جان ہے  
 تیغ ادا و ناز یار تو ہی گلو نواز ہو  
 بنضیں جواب دے گئیں توڑ رہا ہے دم کوئی  
 اپنے مریض ہجر سے تو تو نہ بے نیاز ہو  
 در سے ترے کوئی گد ا خالی کبھی نہیں بھرا  
 میری طرف بھی اے کریم دست کرم دراز ہو  
 بیدم خستہ چھوڑ بھی فکر مال کار عشق  
 یار کا ہو چکا تو پھر آپ سے بے نیاز ہو



قفس کی تیلیوں سے لے کے شاخِ آتیاں تک ہے  
 مری دنیا یہاں سے ہے، مری دنیا وہاں تک ہے  
 زمیں سے آسماں تک آسماں سے لامکاں تک ہے  
 خدا جانے ہمارے عشق کی دنیا کہاں تک ہے  
 خدا جانے کہاں سے جلوۂ جاناں کہاں تک ہے  
 وہیں تک دیکھ سکتا ہے نظر جس کی جہاں تک ہے  
 کوئی مر کر تو دیکھے استمساں گاہِ محبت میں  
 کہ زیرِ خنجرِ قاتلِ حیاتِ جاوداں تک ہے  
 نیاز و ناز کی روداد، حسن و عشق کا قصہ  
 یہ جو کچھ بھی ہے سب ان کی ہماری آستاں تک ہے  
 قفس میں بھی وہی خواب پریشاں دیکھتا ہوں میں  
 کہ جیسے بجلیوں کی رُو فلک سے آتیاں تک ہے  
 خیالِ یار نے تو آتے ہی گم کر دیا مجھ کو !  
 یہی ہے ابتدا تو انتہا اس کی کہاں تک ہے  
 جوانی اور پھر ان کی جوانی اے معاذ اللہ  
 مراد دل کیا تہ و بالا نظام دو جہاں تک ہے  
 ہم اتنا بھی نہ سمجھے عمتل کھوئی دل گنوا بیٹھے  
 کہ حسن و عشق کی دنیا کہاں سے ہے کہاں تک ہے  
 وہ سراور غیر کے در پر بھکے تو بہ معاذ اللہ  
 کہ جس سر کی رسائی تیرے سنگِ آستاں تک ہے



یہ کس کی لاش بے گور و کفن پامال ہوتی ہے  
 زمیں جنبش میں ہے برہم نظام آسماں تک ہے  
 جدھر دیکھو ادھر بھرے ہیں تنگے آشیانے کے  
 مری بربادیوں کا سلسلہ یارب کہاں تک ہے  
 نہ میری سخت جانی بھرنے ان کی تیغ کا دم حشم  
 میں اس کے امتحان تک ہوں وہ میرے امتحان تک ہے  
 زمیں سے آسماں تک ایک سناٹے کا عالم ہے  
 نہیں معلوم میرے دل کی ویرانی کہاں تک ہے  
 ستم گر تجھ سے امید کرم ہوگی جنھیں ہوگی  
 ہمیں تو دیکھنا یہ تھا کہ تو ظالم کہاں تک ہے  
 نہیں اہل زمیں پر منحصر ماتم شہیدوں کا  
 قبائے نیلگوں پہنے فضائے آسماں تک ہے  
 سنا ہے صوفیوں سے ہم نے اکثر مخالفت ہوں میں  
 کہ یہ رنگیں بیانی بیدم رنگیں بیاں تک ہے



بے پردہ زلف بدوش کوئی جب عرصہ حشر میں آئے گا  
 ہم کیا نور شہید قیامت بھی منہ تکتا ہوا رہ جائے گا  
 تو بھولا بھالا ہے اے دل بے طرح ستایا جائے گا  
 ان شوخ حسینوں سے مل کر واللہ بہت پچھتائے گا

اک عمر کا ساتھی چھوٹا ہے مدت کا سہارا ٹوٹا ہے  
 دل ٹھہرتے ٹھہرتے ٹھہرے گا مبرائے آئے آئے گا  
 لو دیکھ چکے بس جاؤ تم بیمار کی نبضیں چھوٹ گئیں  
 اب حال جو ہونے والا ہے وہ تم سے نزدیک جائے گا  
 بے کار یہ رونا دھونا ہے اب رونے سے کیا ہونا ہے  
 جو ہونے کو تھا ہو ہی چکا جو ہونا ہے ہو مجائے گا  
 سن کر شبِ غم کا افسانہ وہ چاہتے ہیں کچھ فرمانا  
 ان کی بھی سنے گا دیوانے یا اپنی ہی کہتا جائے گا  
 بیدم نہ یہ راز حقیقت ہے بیدم نہ وہ اصل حقیقت ہے  
 جو تیری سمجھ میں آیا ہے جو تیری سمجھ میں آئے گا





# کلام پوربی بجاشا





## برہا بروگ

سنیو کیہو موری بیت کہانی  
 پیو کارن ہم یہ گت کیسہنی  
 سب جگ چھاند پیا کا دھالیوں  
 دو بھر کٹے مونہہ سانجھ سویرا  
 سکھ کی نیند سوتے سنسارا  
 بن بن پھسروں پیا کے کارن  
 جو سن پاؤں اکاس میں چھپاتے  
 بنوں میں پاتال میں ہیروں  
 تینو کہوں ان کاسن پاؤں  
 جب لگ تن میں چلت ہے سانا  
 مو برہن کے رکت کہاں رہیو  
 بارے جو بن بھتے مورے مانی  
 ناکبر اناسیس بندویا  
 بن پیا دھند لگے دن راتی  
 پیو کے کھوج میں آپ ہرانی  
 لوک لاج ساری تچ دینی  
 کرم ہیں اس تہنوں نہ پالیوں  
 اک پیتم بن دکھ ہے گھنیرا  
 وارث بن میں گنت ہوں تارا  
 کہاں آس بھاگ جو پاؤں ساجن  
 اڑ ہیروں میں پنکھ لگائے  
 مرگ بنوں اور بن بن ٹیروں  
 کب کاشی پر آگ منجھاؤں  
 تب لگ ملن کی لگی ہے آسا  
 روم روم انسو ابن بھویا  
 گیو سنگھار پیا کے ساتھی  
 مانگ سیند درنا گلے میں ہیلیا  
 جس کہ گھر لاگے بن باقی

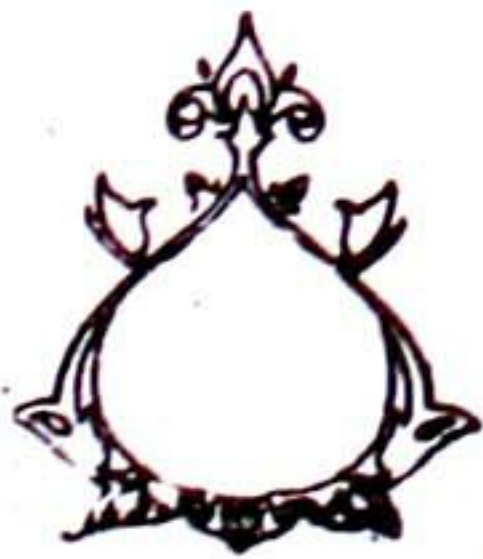
مچھری کس تلمبھوں بن بیو  
 کہہ سے کہوں کہ چھتیاں پھاٹیں  
 ایسی بدھک گھڑی بھجو چالا  
 بر سے میگھ برکھا کو سماں ہے  
 دھرتی پھٹے میں تہ ماں سماؤں  
 بکھ بھر پور کھائے بیو کہوئی  
 اب بیون مونھ مرن دکھائے  
 جگ بیتے سوامی نہیں آئے  
 کب لوہور بیو بدلیسی پیارے  
 بیونکے جب پیہیا بولے  
 کت ہیروں تو نہ مرلی والے  
 کت ہیروں تو نہ علی کے پیارے  
 کت ہیروں کہہ کی پتیاں لاگوں  
 آمل مورے جگ کے گوسیاں  
 آمل کاری کامر والے  
 آمل اے دیوہ کے سیا  
 آمل اے جگ کے سرتاجا  
 تم بچھڑن کو کلیس ہے بھاری  
 آپیارے تورے بل بل جاؤں  
 پلکن سے توری راہ بہاروں  
 نکست ناہیں نلج بھجو بیو!  
 کہہ سے کہوں کٹیں نارہتیں  
 ہمکا کر گئے دیس نکالا  
 پر ان بوندن بھینٹ کہاں ہے  
 گرے اکاس کہ میں دب جاؤں  
 ڈوب مروں کھوں اس من ہوئی  
 بیون بیوکس دھیرج لاوے  
 کب لوں کوو بیو کا سمجھاتے  
 باٹ تکوں میں سانجھ سکارے  
 سُن سُن نام جیا مور اہولے  
 کت ہیروں مورے ہریالے  
 فاطمہ بی بی کے راج دلارے  
 آمل مونھ میں جگ کاتیاگوں  
 فنتی کروں توری لینوں بلیاں  
 سیس اوگھڑٹ کھونگریانے  
 آمل اے مورے کرشن کنھییا  
 آمل اے مورے گریب نواجا  
 یہی کارن بہتی سب سے نیاری  
 آتورے چرنن سیس نواؤں  
 دھر کے نین کاروپ نہاروں

چال کو چال نہ مور پرکھو  
 کر پائے موری اور نہارو  
 منتی کروں تو رمی دیوں دوہیا  
 پنج منجہ دار چلے پور ویا  
 بوڑت ہوں میں بیگ ہی آؤ  
 لیو پوری بھئی بات تمھاری  
 دین دیال دیا اب کیجے  
 رکھ لیو اپنے بکھار کی باتا  
 کہوں بیٹھن کو ٹھور نہ پاؤں  
 کوگر جان کے مونھ نہجاؤ  
 بیدم تمھرے بل بل جائے  
 تم سدھ لیو تو ہے نستارا  
 آپن جان مونھ دس دیکھو  
 دینا تا تھ پر بھو تم نہ بسارو  
 سن لے موری مور سے لاج رکھیا  
 تمھرے بناں موری ڈوبت نیتا  
 ہم سہری بیر جن بیر لگاؤ  
 کہت ہوں تم جیتے میں ہاری  
 سگری بتھا موری ہری لہجے  
 ہے سوامی وارث جگ داتا  
 تمھر دوار چھوڑ کت جاؤں  
 دوار سے اپنے جن دھر کاؤ  
 جو لوں جئے تمھرے گن گائے  
 پھر کہاں ٹھور جو تم ہی بسارا

کر پاندھان گریب نوا جا بیت کے راکن ہار  
 وارث پیو جگ تارن ہارے موری اور نہار



اب آن پڑی ہے موری منجدھار میں نیا  
 جیسی ہوں تمھاری ہوں بُری ہوں کہ بھلی ہوں  
 پیتا میں مھنسی ہوں توری دیتی ہوں دوہیتا  
 کو کہ ہوں توری لوری دہریا پڑی ہوں  
 ہا ہا موری سدھ لیو موری بانھ گھیتا  
 پسنے ہی میں آجاؤ کبھو مورے گیتاں  
 ہر لیو موری پیر مورے پیر ہریا  
 بیدم ہوں کے انگنا کبھو آجاؤ مُراری  
 اے کرشن کھنیا مورے مُرلی کے بھیتا  
 دیوے کے بیتا  
 ٹکڑوں کی پٹی ہوں  
 دیوے کے بیتا  
 پیتا میں گھری ہوں  
 دیوے کے بیتا  
 لاگوں توڑے پیاں  
 دیوے کے بیتا  
 جاؤں توڑے واری  
 دیوے کے بیتا





میرے وارث جگ اوجیالے تم پر لاکھوں سلام

دیوہ نگر استھان بنا یو سارے ہند کو بھاگ جگا یو  
برم روپ ستمکھ دکھلا یو تم ہو دینے والے تم پر لاکھوں سلام

میرے وارث جگ اوجیالے تم پر لاکھوں سلام  
نیسا بھنور میں آن پھنسی ہے جھک جھورن سے بوڑھی ہے  
تم سے گوسیاں اس لگی ہے تم بن کون سنبھالے تم پر لاکھوں سلام

میرے وارث جگ اوجیالے تم پر لاکھوں سلام  
تم اللہ نبی کے پیارے مولا علی کے راج دلارے  
فاطمہ بی بی کی آنکھ کے تارے سب کے نام اوجھالے تم پر لاکھوں سلام

میرے وارث جگ اوجیالے تم پر لاکھوں سلام  
تمہرے دو ار نوبت نبت باجے تمہرے داس راجے مہا راجے  
مکھ موتین کو کسرا سا جے دولہا ہو ہریالے تم پر لاکھوں سلام

میرے وارث جگ اوجیالے تم پر لاکھوں سلام  
بیدم تیج کے اپنی نگریا آن پڑو ہے تھری دھسریا  
تمہرے ہاتھ ہے لاج سنوریا وارث دیوے والے تم پر لاکھوں سلام

میرے وارث جگ اوجیالے تم پر لاکھوں سلام

اُج موتین سہرا گوندھاؤں گی ہریا لے بنے، لاڈلے بنے  
 نگر کی سات سہاگن ملے گھر گھر اکھ جگاؤں گی  
 اُج موتین سہرا —

بہنا بلائے اگنواں بیٹیوں شہ گھڑی لگن دھراؤں گی  
 اُج موتین سہرا —

گھیسو چندن توری پوجیوں دہریا پانچوں پیر منساؤں گی  
 اُج موتین سہرا —

سر سہرا مکھ کنا بیہوں پان منڈھا پھواؤں گی  
 اُج موتین سہرا —

بندادی موتیا چھیلے شاہ رزاق سے لاؤں گی  
 اُج موتین سہرا —

خواجگان کی گیا کے پھیلوا خواجہ قطب سے منکاؤں گی  
 اُج موتین سہرا —

پینچمن پاک کے راج دلارے اپنے وارث کو دولہا بناؤں گی  
 اُج موتین سہرا —

قربان علی کو سے ہوں مبارک جو مانگوں سوہی پاؤں گی  
 اُج موتین سہرا —

سوٹھو سنگھار میں کر کے بیدم اپنے بنے کو رجاؤں گی





خوابگاہ کے جھرمٹ میں اک وارث پھیل چھیلا ہو  
دھن دھن بھاگ میں ان کے سکھی می جن کے اس سا جنوا ہو

وارث ورث کو انکھیاں ترسیں نین سے رکت کے میہا برسوں  
ہولس ہولس موری رتیاں بتیں روئے روئے کاٹوں، دنوا ہو

بیہر پتیا مبر بن پہ سو ہے دیکھ دیکھ جا کو جگ ہوئے  
سیس اوگھ لٹ گو نگھریا لے وہی وہی سبنا ہمارا ہو

پنجتن پاک کے راج دولارے، قربان علی کے پوت پیارے  
اپنے داس بیدم کے سہارے دوو جگ کے پالنا ہو



## ہولی

گنج شکر کے لال نظام الدین چشت نگر میں بھاگ رچا یو

خواجہ معین الدین اور قطب الدین پریم کے رنگ کی رینی چڑھائیو

سیس مکٹ ہاتھن پچکاری مورو آنکھن ہولی کھیلن آئیو

پیر نظام الدین چتر کھلاڑی بھیاں بکڑ میرو گھونگھٹا اٹھائیو

دھن دھن بھاگ ان کے موروی سجنی جن ایسو سندر پریم پائیو

کھیورے چشتیو! ہولی کھیلو خواجہ نظام کے بھیس میں آئیو

لپک جھپک اور آن اچانک رنگ ڈارو اور مدھوا پلایو

اپنے رنگیلے کے بیدم واری جن موہے لال گللال بنائیو



## داورہ

لاگی نجر بھر پور نظام الدینؒ کر گئی چکن چور نظام الدینؒ

لاگی نجر —————

تاج ولایت سر پر سو ہے لکھڑے پر نور چور نظام الدینؒ

لاگی نجر —————

اندھری اپاچ کس کر پہنچے تمہری اٹریا ہے دور نظام الدینؒ

لاگی نجر —————

بانہ گے کی لاج تمہیں کو ہے سرکار ہجور نظام الدینؒ

لاگی نجر —————

تمہری دہریا آن پر ہی ہے بیدم نرگن کور نظام الدینؒ

لاگی نجر —————



اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ بِعَدَدِ حُسَيْنِهِ وَجَمَالِهِ

## شجرہ وارثیہ نسب نامہ عالیہ

سلام سرور دین ہاشمی و مطہلی

حضور سید عالم محمد عربی

سلام حضرت مولا علیؑ و شیر خدا

سلام مادر حسینؑ فاطمہ زہرا

سلام بکس و مظلوم سید الشہداء

حسین صابر و شاکر شہید کرب و بلا

سلام سید سجاد و عابد ہمایاں

شروع ملت بیضا و مطلع انوار

سلام دفتر دین رسول کے ناظم

امام باقرؑ و جعفرؑ و موسیٰؑ کاظمؑ

سلام عمرت زہراؑ و سید سندی

امام قاسم حمزہؑ، علی رضاؑ، مہدیؑ

سلام سید جعفرؒ و ابو محمدؒ پاک  
 علی عسکریؒ ابو القاسمؒ مہ افلاک

سلام سید محروقؒ و سید اشرفؒ  
 امیر کشور دین یادگار شاہ نجفؒ

سلام سید سادات شاہ عز الدینؒ  
 جناب حضرت مخدوم دین اعلیٰ الدینؒ

سلام حضرت مخدوم سید عبد اللہؒ  
 حضور سید واحد عمر جناب آباد

سلام سید زین العباد و قطب زماں  
 فرغ بزم سیادت امام اہل زماں

سلام شاہ عمر نور ہادی و پیر  
 جناب سید عبد الاحد گدا پرور

سلام سید احمد و شاہ کرم اللہؒ  
 جناب میر سلامت علیؒ شہ ذمی جاہ

سلام سید قربان علیؒ شہ ذیناں  
 بہار گلشن کونین و فخر کون و مکاں

سلام مرشد کونین و ہادی دوراں  
 حضور حاجی وارث علیؒ امام زماں

سلام سیدمختہ قبول ہو جائے      اثر بیاں میں طفیل رسول ہو جائے

# شجرہ عالیہ قادریہ رازقیہ وارثیہ

الہی سرور عالم شہ ابرار کا صدقہ

شہنشاہ مدینہ احمد مختار کا صدقہ

الہی میری ہر مشکل کو آسانی عطا فرما

علی مشکل کشا و حیدر کرار کا صدقہ

الہی راہ تسلیم و رضا کی خاک کر مجھ کو

حسین ابن علی شہرِ حبیثہ اسرار کا صدقہ

دوائے درد و فرقت مانگتا ہوں ہاتھ پھیلاتے

عطا فرما الہی عابد بیمار کا صدقہ

الہی باقر و جعفر کی دے خیرات تو مجھ کو

امام کاظم و موسیٰ رضا کا صدقہ

تصدق خواتجہ معروف کرنی، سرہی سقطنی کا

جنید و شبلی عبد الواحد ابرار کا صدقہ

طفیل حضرت بو الفرح طرطوسی مجھے دینا

علی و بو الحسن مستی اسرار کا صدقہ

الہی بو سعید پیر پیراں شیخ لائٹانی

مہ برج طریقت مطلع الوار کا صدقہ



محمی الدین شیخ عبدالقادر شاہ جیلانی  
جناب غوث کے گلگونہ رخسار کا صدقہ

شہنشاہ طریقت عبدالرزاق گدا پرور  
شہ سید محمد سرور و سردار کا صدقہ

الہی سید احمد اور شہ سید علی عارف  
جناب شاہ موسیٰ قادری سرکار کا صدقہ

شہ سید حسن اور شیخ ابوالعباس کی خاطر  
بہاؤ الدین قسیم بادہ اسرار کا صدقہ

برائے خواجہ سید محمد قادری یارب!  
مجھے دینا جلال قادری سردار کا صدقہ

شہ میراں فرید بھکر ابراہیم ملتان  
اور ابراہیم بھکر مخزن انوار کا صدقہ

سرپا رحمت حق حضرت شاہ امان اللہ  
حسین حق ناما جو جمال یار کا صدقہ

شہ عرش اشیاں شاہ ہدایت بنع عرفان  
محب حق حبیب احمد مختار کا صدقہ

جو آنکھیں دیں تو آنکھوں کو عطا کر لطف نظارہ  
شہ عبدالصمد کے دیدہ بیدار کا صدقہ

یہاں دل تو دل میں ڈلے اور در میں لذت  
نشہ رزاق کی شیرینی گنہگار کا صدقہ

گل بستان زہرا سید اسمعیل رزاقی  
جناب شاکر اللہ گوہر شہوار کا صدقہ

نجات اللہ و حضرت حاجی خادم علی کامل  
امیر شکر دیں قافلہ سالار کا صدقہ

امام الاولیاء ابن علیؑ لختِ دل زہرا  
مرے والی مرے وارث مرے مہر کار کا صدقہ

گدائے عشق ہوں بھرے مرد امن مرادوں کے  
انہیں کی چشم مست و گیسوئے خم دار کا صدقہ

زکوٰۃ خوبی نقش و نگارِ روضہ انور  
طے ایوان و ارث کے در و دیوار کا صدقہ

جہاں سے مانگنے والا کبھی خالی نہیں پھرتا  
اسی روضہ کے ہرزائر کا ہرزوار کا صدقہ

عطا کر اپنے بیدم کو شرابِ معرفت ساقی  
تصدقے کے کدے کا اپنے ہرے خوار کا صدقہ



## شجرۂ طیبہ حشیدہ نظامیہ اثریہ

- الہی مجھ کو سدا رسالت کی محبت دے  
 علی مشکل کشا شاہ ولایت کی محبت دے  
 الہی اہل بیت مصطفیٰ کا عشق دے مجھ کو  
 حسن بصریؒ و واحد کفر و وحدت کی محبت دے  
 فضیلؒ اور خواجہ ابراہیم ادہمؒ کا فدائی کر  
 سدید الدین خلیفہ ثبوت ملت کی محبت دے  
 امین الدین ہبیرہ شیخ بصری عارف کامل  
 جناب فیض بخش و کان شفقت کی محبت دے  
 خدیو چشتیاں خواجہ ابوالشاق کا صدقہ  
 ابی احمدؒ ولی خضر ہدایت کی محبت دے  
 طفیل خواجہ ناصر محمد صاحب نصرت  
 ابویوسف نسیم باغ وحدت کی محبت دے  
 الہی قطبؒ دین مودود و یوسف کے تصدق میں  
 مجھے تو میرے پیران طریقت کی محبت دے  
 شریف زندنی و خواجہ عثمان ہارونی  
 امام و رہبر نزع و طریقت کی محبت دے

امام پشتمیاں خواجہ معین الدین اجمیری  
 ولی ہند سلطان طریقت کی محبت دے  
 بنا دیوانہ مجھ کو قطب دین بختیار کاکی کا  
 حواس ہوش لے لے اور حضرت کی محبت دے  
 فرید الدین گنج شکر ہی کا ذوق دے مجھ کو  
 نظام الحق نظام الدین و ملت کی محبت دے  
 نصیر الدین چراغ دہلوی سے لو لگا میری  
 کمال الدین سراج الدین کی محبت دے  
 علیم الدین اور محمود راجن کا تعلق دے  
 جمال اللہ کے نور بصیرت کی محبت دے  
 شہ محمود اور خواجہ محمد خواجہ کی محبت  
 کلیم اللہ خورشید حقیقت کی محبت دے  
 نظام الدین فخر الدین قطب الدین جمال الدین  
 عباد اللہ کے انداز طاعت کی محبت دے  
 مجھے شیدا بنا شاہ بلند رامپوری کا  
 شہ خادم علی مہر سیادت کی محبت دے  
 نبی کے لال اور مولا علی کے لاڈلے وارث  
 بہار گلشن خاتون جنت کی محبت دے  
 دوائے درد دل دے درد مندان محبت کو  
 دل بیم کو یارب اور الفت کی محبت دے

قطعات تاریخ



## قطعہ تاریخ جلیل القدر نواب فصاحت جنگ بہادر حضرت جلیل جانشین امیر مینائی

دیوان پر بہار کے ہر تازہ شعر میں  
اس جانفزا کلام کی تاریخ لکھ جیل  
معنی آب و دار کی اک کائنات ہے  
بیدم کا یہ سخن نہیں اب حیات ہے

۱۳ ۵۲



## قطعہ تاریخ ترتیب از خدائے سخن نوح ناروی جانشین حضرت داغ

نوح دیوان شاہ بیدم کا  
سال ترتیب عیسوی میں لکھو  
آنے والا ہے جلد پیش نگاہ  
شاہ کارِ دماغ بیدم شاہ

۱۹ ۳۲



## قطعہ تاریخ از سر آمد شعرائے پنجاب پیرزادہ حکیم غلام قادر شاہ قادری اثر جالندھر

بیدم بحق لسانِ طریقت بعالم است  
شستہ باب زمزم و کوثر زبانِ اوست  
صوفی صافی است و سخن سنج حق پرست  
زاں دل پذیر اہل حقیقت بیانِ اوست  
دیوان خویش را چو بفرمود مشہر  
منت نہاد بر ہمہ شعرائے نکتہ ور

مخمور ذوق از کلماتش جہاں شدہ ہر اہل شوق مشتری او بجاں شدہ

تاریخ طبع عیسوی او چو خواستم  
زد، ساغر حقیقت بیدم، اثر رقم

۱۹ ۶ ۳۵

دیگر

بیدم وارثی کہ کلماتش ذوق انگیز اہل معنی ہست  
چوں مرتب نمود نور العین جمع ارباب شوق شد سر مست  
جملہ اشعار روح پرور او یاد بدہرز مزماںات الست

عیسوی سال طبع او جستم  
گفت ہائف غذائے روحی ہست

۱۹ ۶ ۳۵



عندلیب گلستان فصاحت جناب مولوی سید محمد علی صاحب آذر

بستی غذاں جالندھر شہر تلمیذ حضرت نوح ناروی

چھپا جب نسخہ عرفان بیدم ہوئے عارف بجاں قربان بیدم  
لکھی آذر نے تاریخ طباعت چراغ عرش دل دیوان بیدم

۱۹ ۶ ۳۵

قطعہ تاریخ از شاعرِ نغمہ گفتار جناب مولوی احمد حسن مصاحب زار لودھیانوی

واللہ کلامِ بیدم بھی ہے آنکھ کی ٹھنڈک دل کا چین  
 کر لیں جو حائل وہابی تا ستر نہ ہو پھر رفع یدین  
 تھا سال طباعت ہجری میں درکار مجھے ہاتھ لے کہا  
 اے زار یہ مصحفِ بیدم ہے ارباب سخن کا نور العین



کتبہ:-

ابن الصادق عسید اللہ تلمیذ جناب محمد شریف گل



